بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت امام رضا علیہ السلام

اہل سنت کی روایات میں

زندگی، شخصیت، روایت، امامت، ولایت عہدی، کرامت، زیارت

مؤلف

محمد محسن طبسی

مترجم

سید سبط حیدر زیدی

Presented by Ziaraat.Com

طبسی ،محمد محسن، ۱۳۶۰۔

(امام رضا علیہ السلام بہ روایت اہل سنت: زندگانی، شخصیت۔۔۔اردو)

حضرت امام رضا علیہ السلام اہل سنت کی روایات میں: زندگی، شخصیت، روایت، امامت، ولایت عھدی، کرامت، زیارت /مؤلف: محمد محسن طبسی، مترجم: سید سبط حیدر زیدی۔ مشہد مقدس: بنیاد پژوہشھای اسلامی، ۱۳۸۹۔

۳۹۰ص ISBN:978-964-971-418-9

فہرست نویسی باعتبار فیپا اردو۔

۱۔ علی بن موسی (ع)، امام ہشتم، ۱۵۳؟۔۲۰۳ق۔ احادیث اہل سنت۔ الف: زیدی، سید سبط حیدر، مترجم، ب: بنیاد پژوہشھای اسلامی، ج: عنوان۔

۱۳۸۹ ۸۰۴۷ الف ۲ط/۲/۴۷ BP ۲۹۷/۹۵۷

کتابخانہ ملی جمہوری اسلامی ایران ۲۱۶۶۳۸۹

نام کتاب: حضرت امام رضا علیہ السلام اہل سنت کی روایات میں

تألیف: محمد محسن طبسی

ترجمہ: سید سبط حیدر زیدی

نظر ثانی: بزم رأفت (انجمن شعر و ادب اردو زبان) مشہد مقدس

ناشر: (اسلامی تحقیقات فاؤنڈیشن) بنیاد پژوہشھای اسلامی آستانہ قدس رضوی مشہد مقدس

تعداد: ۳۰۰۰ طبع دوم 2011 / 1390ش ـا

قیمت: ۵۰۰۰۰ ریال

طباعت: مؤسسہ چاپ و انتشارات آستان قدس رضوی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

Presented by Ziaraat.Com

فہرست مطالب

مقدمہ-استاد محقق حاج شیخ نجم الدین طبسی ---------- ۱۷

تمہید---------- ۲۱

پہلا حصہ: زندگی/ ۲۷

نسب نامہ---------- ۲۹

کنیت و القاب---------- ۳۰

حضرت امام رضاؑ کو کس نے رضا کا لقب دیا؟ ---------- ۳۱

والد گرامی و والدہ ماجدہ ---------- ۳۲

حضرتؑ کی ولادت باسعادت---------- ۳۳

حضرت امام رضاؑ کی وفات یا شہادت؟ ---------- ۳۴

علماء اہل سنت کے نظریات ---------- ۳۶

لفظ شہادت ---------- ۴۱

کچھ اور تحقیق---------- ۴۲

نتیجہ ---------- ۴۳

اولاد ---------- ۴۳

دوسرا حصہ: شخصیت/ ۴۵

اہل سنت کی نظر میں علم حدیث و رجال کے اعتبار سے حضرت امام رضاؑ کی حیثیت و مقام------۴۷

حضرت امام رضاؑ پیغمبر اکرمؐ کے کلام میں---------- ۴۹

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام رضاؑ اہل سنت کے بیانات میں---------- ۵۰
دوسری صدی---------- ۵۰
تیسری صدی---------- ۵۳
چوتھی صدی---------- ۵۹
پانچویں صدی ---------- ۶۴
چھٹی صدی---------- ۶۹
ساتویں صدی---------- ۷۰
آٹھویں صدی ---------- ۷۶
نویں صدی---------- ۸۴
دسویں صدی---------- ۸۹
گیارہویں صدی ---------- ۹۸
بارہویں صدی---------- ۱۰۰
تیرہویں صدی ---------- ۱۰۱
چودھویں صدی ---------- ۱۰۳
پندرہویں صدی ---------- ۱۰۷
دولا جواب سوال---------- ۱۱۱

تیسرا حصہ: روایت/ ۱۱۵

مقام اختلاف کی تعیین---------- ۱۱۷
حدیث سلسلۃ الذہب کو لکھنے والے افراد---------- ۱۱۹
پہلی روایت- روایت حصن---------- ۱۱۹

Presented by Ziaraat.Com

متن روایت---------- ۱۱۹
راوی حضرات---------- ۱۲۰
تیسری صدی---------- ۱۲۰
پانچویں صدی---------- ۱۲۲
چھٹی صدی---------- ۱۲۲
ساتویں صدی---------- ۱۲۳
آٹھویں صدی---------- ۱۲۴
نویں صدی---------- ۱۲۴
دسویں صدی---------- ۱۲۵
گیارہویں صدی---------- ۱۲۵
بارہویں صدی---------- ۱۲۵
تیرہویں صدی---------- ۱۲۶
چودھویں صدی اور اس کے بعد---------- ۱۲۶
طرق روایت---------- ۱۲۷
روایت کا بقیہ---------- ۱۲۹
محمد خواجہ پارسای بخاری حنفی---------- ۱۲۹
قاضی بہجت آفندی شافعی---------- ۱۳۱
روایت حصن کے متعلق اہل سنت کے نظریات---------- ۱۳۲
موافقین---------- ۱۳۲
ابوصلت ہروی---------- ۱۳۲

Presented by Ziaraat.Com

احمد بن حنبل---------- ۱۳۳
یحی بن حسین حسنی---------- ۱۳۳
ابونعیم اصفہانی ---------- ۱۳۴
ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری شافعی---------- ۱۳۴
ابو حامد محمد غزالی شافعی---------- ۱۳۵
دیلمی شافعی ---------- ۱۳۵
زمخشری حنفی---------- ۱۳۵
ابن قدامہ مقدسی حنفی---------- ۱۳۶
سبط ابن جوزی حنفی---------- ۱۳۶
زرندی حنفی ---------- ۱۳۶
سیوطی شافعی---------- ۱۳۶
خجی اصفہانی حنفی---------- ۱۳۷
عبداللہ بن یحی واسعی یمانی حنفی---------- ۱۳۷
حدیث سلسلۃ الذہب کی برکت سے شفاء ---------- ۱۳۸
ابن خلکان شافعی کی داستان---------- ۱۳۸
خجی حنفی کی داستان---------- ۱۴۰
مخالفین---------- ۱۴۰
دوسری روایت- روایت ایمان---------- ۱۴۰
متن روایت---------- ۱۴۰
راوی حضرات ---------- ۱۴۱

Presented by Ziaraat.Com

تیسری صدی---------- ۱۴۱
چوتھی صدی---------- ۱۴۳
پانچویں صدی---------- ۱۴۳
چھٹی صدی---------- ۱۴۴
ساتویں صدی ---------- ۱۴۵
آٹھویں صدی---------- ۱۴۵
نویں صدی---------- ۱۴۶
دسویں صدی---------- ۱۴۶
گیارہویں صدی---------- ۱۴۷
بارہویں صدی---------- ۱۴۷
تیرہویں صدی اوراس کے بعد---------- ۱۴۷
طرق روایت---------- ۱۴۸
روایت ایمان کے متعلق اہل سنت کے نظریات---------- ۱۵۴
موافقین---------- ۱۵۴
محمد ابن ادریس شافعی---------- ۱۵۵
عبداللہ بن طاہر---------- ۱۵۵
ابوصلت ہروی---------- ۱۵۶
احمد بن حنبل---------- ۱۵۶
ابن ماجہ قزوینی---------- ۱۵۶
ابوحاتم رازی شافعی---------- ۱۵۷

Presented by Ziaraat.Com

یحی بن حسین حسنی---------- ۱۵۷
ابوبکر محمد بن حسین آجری شافعی---------- ۱۵۷
دارقطنی شافعی---------- ۱۵۸
منصور بن حسین آبی---------- ۱۵۸
ابونعیم اصفہانی شافعی---------- ۱۵۸
بیہقی شافعی---------- ۱۵۸
شجری جرجانی حنفی ---------- ۱۵۹
ابو حامد محمد غزالی شافعی---------- ۱۵۹
زمخشری حنفی---------- ۱۵۹
ابن قدامہ مقدسی حنفی---------- ۱۵۹
سبط ابن جوزی حنفی---------- ۱۶۰
جمال الدین مزی شافعی ---------- ۱۶۰
ابن حجر عسقلانی شافعی---------- ۱۶۰
محمد بن محمد جزری شافعی ---------- ۱۶۰
عبدالرحمٰن صفوری شافعی ---------- ۱۶۱
سیوطی شافعی---------- ۱۶۱
ابوالحسن علی بن محمد کنانی شافعی---------- ۱۶۲
ابوالحسن سندی حنفی---------- ۱۶۲
عجلونی شافعی---------- ۱۶۳
قندوزی حنفی---------- ۱۶۳

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن فواد عبدالباقی حنفی---------- ۱۶۴
ڈاکٹر فاروق حمادہ ---------- ۱۶۴
مخالفین---------- ۱۶۴
ابوصلت ہروی اہل سنت کے علم رجال میں---------- ۱۶۵
پہلا نظریہ---------- ۱۶۶
یحی ابن معین---------- ۱۶۷
عجلی ---------- ۱۶۹
ابوداؤد سجستانی---------- ۱۶۹
محمد بن اسماعیل بخاری---------- ۱۶۹
ابن شاہین---------- ۱۷۰
حاکم نیشابوری شافعی---------- ۱۷۰
ابویعلی قزوینی---------- ۱۷۰
حاکم حسکانی حنفی---------- ۱۷۱
مزی شافعی ---------- ۱۷۱
محمد بن محمد جزری شافعی---------- ۱۷۲
ابن حجر عسقلانی شافعی---------- ۱۷۲
ابن تغری بردی حنفی---------- ۱۷۳
ابوالحسن کنانی شافعی---------- ۱۷۴
ابوالحسن سندی حنفی---------- ۱۷۴
عجلونی شافعی---------- ۱۷۴

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا نظریہ---------- ۱۷۵
زکریا بن یحی ساجی بصری شافعی---------- ۱۷۵
نقاش حنبلی---------- ۱۷۵
ابونعیم اصفہانی شافعی---------- ۱۷۵
نتیجہ---------- ۱۷۶
تیسرا نظریہ---------- ۱۷۶
ابراہیم بن یعقوب جوزجانی---------- ۱۷۶
ابوحاتم رازی شافعی---------- ۱۷۷
ابوزرعہ دمشقی حنبلی---------- ۱۷۷
نسائی شافعی---------- ۱۷۷
عقیلی مکی ---------- ۱۷۸
ابن حبان بستی شافعی---------- ۱۷۸
ابن عدی جرجانی شافعی---------- ۱۷۹
دارقطنی بغدادی شافعی---------- ۱۷۹
محمد بن طاہر مقدسی ظاہری---------- ۱۸۰
ابوسعد عبدالکریم سمعانی شافعی---------- ۱۸۰
ابوالفرج ابن جوزی حنبلی ---------- ۱۸۰
ذھبی شافعی---------- ۱۸۱
ابن کثیر دمشقی شافعی---------- ۱۸۲
بوصیری شافعی---------- ۱۸۲

Presented by Ziaraat.Com

نقد وتحقیق---------- ۱۸۳
جوزجانی اور ابوصلت پر تہمتیں---------- ۱۸۵
اہل سنت کے بزرگوں کا اعتراف کہ جوزجانی دشمن اہل بیتؑ ہے ---------- ۱۸۶
نتیجہ ---------- ۱۸۹
ابوصلت ہروی کے مذہب کے متعلق گفتگو---------- ۱۹۰
اہل سنت کے نزدیک ''شیعہ''''شیعہ جلد''اور''رافضی خبیث'' کے معانی ---------- ۱۹۱
نقد وتحقیق---------- ۱۹۳
نتیجہ---------- ۱۹۴
روایت وحصن وایمان میں یکسانیت---------- ۱۹۵
حضرت امام رضاؑ کا نیشاپور میں داخل ہونا اور علماء اہل سنت وعوام کی موقعیت ---------- ۱۹۵
واقدی کا بیان---------- ۱۹۶
ابن جوزی کا بیان---------- ۱۹۶
حاکم نیشاپوری کا بیان---------- ۱۹۷
تاریخی واقعات سے نکات ---------- ۲۰۱
علماء نیشاپور کی موقعیت---------- ۲۰۲
لاجواب سوال---------- ۲۰۸
تیسرے: دیگر احادیث---------- ۲۰۹
لاجواب سوال---------- ۲۱۶

چوتھا حصہ: امامت / ۲۱۷

کلمہ ''امام'' کے معنی---------- ۲۱۹

Presented by Ziaraat.Com

الف) عام معانی---------- ۲۱۹
اہل سنت کی عبارات میں لفظ امام کا استعمال---------- ۲۲۰
ب) خاص معانی---------- ۲۲۳
حضرت امام رضاؑ کی امامت پر دلالت کرنے والی نصوص ---------- ۲۲۳
مسعودی شافعی---------- ۲۲۳
ابن صباغ مالکی---------- ۲۲۳
محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی---------- ۲۲۶
قاضی بھجت آفندی شافعی ---------- ۲۲۶
نتیجہ---------- ۲۲۶

پانچواں حصہ: ولایت عہدی / ۲۲۹

پہلا مسئلہ : خلافت و ولایت عہدی کی درخواست مامون کی جانب سے تھی یا فضل بن سہل کی جانب سے؟---------- ۲۳۳
دوسرا مسئلہ: کیا مامون خلافت وولایت عہدی کی درخواست میں سچا تھا یا نہیں؟---------- ۲۳۵
مامون کے مقصد کے متعلق علماء اہل سنت کے نظریات---------- ۲۳۵
نقد و تحقیق---------- ۲۴۱
چار نکتے---------- ۲۴۱
مامون کون ہے؟ ---------- ۲۴۱
بنی عباس کے نزدیک مامون کی متزلزل موقعیت---------- ۲۴۴
مامون کی حکومت کے دوران سیاسی و اجتماعی حالات---------- ۲۴۵
عباسی حکومت میں حفظ اسرار---------- ۲۴۷

Presented by Ziaraat.Com

مذکورہ نکات سے نتیجہ---------- ۲۴۸
سوال کی تکرار---------- ۲۴۸
جواب---------- ۲۴۹
مامون کا مقصد---------- ۲۵۰
حضرت امام رضاؑ کے بارے میں مامون کی سیاستیں---------- ۲۵۲
تیسرا مسئلہ: اس درخواست پر امامؑ کا ردعمل کیا تھا؟-------- ---------- ۲۵۳
نتیجہ ---------- ۲۶۰

چھٹا حصہ: کرامت / ۲۶۳

حضرت امام رضاؑ کی کرامت کے متعلق اہل سنت کی نظر---------- ۲۶۵
آنحضرتؑ کی کرامات کی جھلک---------- ۲۷۷
طوس کی طرف ہجرت سے پہلے---------- ۲۷۷
ولادت سے پہلے---------- ۲۷۷
۱-حمیدہ خاتون کو رسول اکرمؐ کی جانب سے خوشخبری---------- ۲۷۷
۲-حمل کے دوران معجزہ---------- ۲۷۸
ولادت کے بعد---------- ۲۷۸
۳-بچپن میں امامؑ کی مناجات---------- ---------- ۲۷۸
۴-ہارون میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا---------- ۲۷۸
۵-میرا اور ہارون کا مقام دفن ایک ہے---------- ۲۷۹
۶-امین کا مامون کے ہاتھوں قتل ہونا---------- ۲۸۰
۷-بکر بن صالح کی بیوی کے یہاں دو جڑواں بچوں کا پیدا ہونا---------- ۲۸۰

Presented by Ziaraat.Com

۸-جعفر کی ثروتمندی---------- ۲۸۱
۹-موت کے لیے آمادہ ہونا---------- ۲۸۲
۱۰-سوال معلوم کیے بغیر جواب دینا---------- ۲۸۳
۱۱-امام رضاؑ سے چڑیا کا پناہ چاہنا---------- ۲۸۳
۱۲-ابوحبیب کے خواب کی تعبیر---------- ۲۸۴
۱۳-برمکیان کی حکومت کا سقوط---------- ۲۸۵
۱۴-حضرت امام محمد تقیؑ کی ولادت اور واسطی کے دعوی کا بطلان---------- ۲۸۶
طوس کی طرف ہجرت کے بعد---------- ۲۸۷
۱۵-زبان کی لکنت کا علاج---------- ۲۸۷
۱۶-میری ولایت عہدی باقی نہیں رہے گی---------- ۲۸۸
۱۷-منافقین کی ذلت و رسوائی---------- ۲۸۹
۱۸-سوال کیے بغیر امامؑ کا جواب دینا---------- ---------- ۲۹۲
۱۹-ریان کی اندرونی خواہش کی اس کو خبر دینا ---------- ۲۹۳
۲۰-امامؑ کی چوکھٹ پر درندے---------- ----------۲۹۳
۲۱-نہ پلٹنے والا سفر---------- ۲۹۹
۲۲- سندھی زبان میں امام رضاؑ کی گفتگو ---------- ۲۹۹
۲۳-امام رضاؑ تمام زبانوں سے آشنا تھے ---------- ۳۰۰
۲۴-عید فطر کے موقع پر عظیم استقبال---------- ۳۰۰
۲۵-نماز استسقاء اور حضرت امام رضاؑ کی دعا کا مستجاب ہونا---------- ۳۰۲
۲۶-شیر کی تصویر کا واقعی شیر میں تبدیل ہونا---------- ۳۰۶

Presented by Ziaraat.Com

۲۷-اپنی شہادت اور مقام دفن کے بارے میں امامؑ کی پیشنگوئی ------- ---------- ۳۱۰
ابوصلت ہروی کی روایت ---------- ۳۱۱
ہرثمہ ابن اعین کی روایت ---------- ۳۱۶
محمد ابن طلحہ شافعی کا کلام ---------- ۳۲۱
حضرت امام رضاؑ کی عظمت کے باب میں مہم نکتہ ---------- ۳۲۲

ساتواں حصہ: زیارت/ ۳۲۳

زیارت کی فضیلت ---------- ۳۲۵
حضرت رسول اکرمؐ ---------- ۳۲۶
حضرت امام موسی کاظمؑ ---------- ۳۲۷
حضرت امام علی رضاؑ ---------- ۳۲۸
حضرت امام محمد تقیؑ ---------- ۳۳۲
حضرت امام علی نقیؑ ---------- ۳۳۲
مشہد الرضا ---------- ۳۳۳
اہل سنت علماء وعوام کا امام رضاؑ کی قبر کی زیارت اور توسل ---------- ۳۳۳
چوتھی صدی ---------- ۳۳۴
پانچویں صدی ---------- ۳۳۸
آٹھویں صدی ---------- ۳۴۷
نویں صدی ---------- ۳۴۸
دسویں صدی ---------- ۳۵۶
گیارہویں صدی ---------- ۳۵۶

Presented by Ziaraat.Com

چودھویں صدی---------- ۳۵۶
حضرت امام رضاؑ کا روضہ مبارکہ---------- ۳۵۷
تیسری اور چوتھی صدی ---------- ۳۵۷
آٹھوی صدی---------- ۳۵۸
چودھوی صدی---------- ۳۶۰
لاجواب سوال---------- ۳۶۱
حرف آخر---------- ۳۶۳
کتابنامہ ---------- ۳۶۵
الف﴾ اہل سنت ---------- ۳۶۵
حنبلی---------- ۳۶۵
حنفی ---------- ۳۶۶
شافعی ---------- ۳۶۹
ظاہری ---------- ۳۸۱
مالکی---------- ۳۸۲
دیگر افراد ---------- ۳۸۲
ب﴾ امامیہ ---------- ۳۸۷

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com

مقدمہ از استاد محقق حاج شیخ نجم الدین طبسی

الحمد لله رب العالمین والصلاة والسلام علی خیر خلقه محمد بن عبدالله و علی آله الطاهرین۔

کتاب ''حضرت امام رضاؑ اہل سنت کی روایات میں'' ہمارے عزیز فرزند عالم فاضل وعظیم محقق شیخ محمد محسن طبسی کی تألیف ہے کہ جس کو میں نے بہت ہی شوق اور بے پناہ رغبت کے ساتھ مطالعہ کیا، خصوصاً اس لیے بھی کہ یہ کتاب ایسی شخصیت کے بارے میں لکھی گئی ہے کہ جس کے بارے میں ہر خاص وعام کا اعتراف ہے کہ آپؑ عالم آل محمدؐ اور رسول خداؐ کے جگر کے ٹکڑے ہیں۔

یہ وہ بزرگوار ہیں کہ جن کے مرقد مطہر کی زیارت کا ثواب ستّر حج کے برابر اور آپ کی ملکوتی بارگاہ میں ایک رات بسر کرنا گویا اہل آسمان کی زیارت کرنا ہے، آپ کا زائر روز قیامت عظیم مرتبہ پر فائز اور آئمہ طاہرینؑ کے جوار میں محشور ہوگا۔(۱)

وہ عظیم شخصیت کہ جس کی قبر مطہر پر اہل سنت کے ہر فرقہ ومذہب کی بڑی سے بڑی شخصیت نے سر تسلیم خم کیا، احترام بجالائے اور آپ کی زیارت کو سنت وبافضلیت جانا جیسا کہ ابن خزیمہ شافعی کے بارے میں کہا گیا:

---

(۱) عیون اخبار الرضاؑ، ج۲، ص۲۶۳۔ فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۴۔

Presented by Ziaraat.Com

فرأيت من تعظيمه (ابن خزيمه) لتلك البقعة و تواضعه لها و تضرعه عندها ما تحيرنا،وقالوا باجمعهم : لو لم يعلم هذا الامام انه سنة و فضيلة لما فعل هذا۔(۱)

میں نے ابن خزیمہ کو حضرت رضاؑ کی قبر مبارک پر گریہ وزاری، توسل، احترام اور تواضع کی اس حالت میں دیکھا کہ ہم سب لوگ تعجب وحیرت میں پڑ گئے۔اور سب نے بیک زبان یہ کہا کہ اگر یہ کام (اہل بیتؑ کی قبروں کے سامنے گریہ وزاری، احترام، تواضع اور تعظیم) سنت نہ ہوتا اور فضیلت نہ رکھتا تو کبھی بھی ابن خزیمہ اس طرح انجام نہ دیتے۔

یہ وہ باکمال ہستی ہیں کہ جن کے حضور حاجتوں کے برآوردہ ہونے کے لیے متوسل ہونا شیعہ وسنی کے نزدیک ایک امر مسلم، مجرب اور واضح مسئلہ ہے اس حد تک کہ شافعی مذہب کا محمد بن علی بن سہل کا بیان ہے : ما عرض لی مهم من امر الدين و الدنيا ، فقصدت قبر الرضا لتلك الحاجة ، ودعوت عند القبر الا قضيت لی تلك الحاجة ، وفرج الله عنی ذالك المهم، وقد صارت الی هذه العادة ان اخرج الی ذالك المشهد فی جميع ما يعرض لی، فانه عندی مجرب ''۔(۲)

مجھے جب کبھی بھی کوئی دینی یا دنیوی مشکل پیش آئی میں نے اس حاجت کی طلب کے لیے حضرت علی رضاؑ کی قبر مطہر کا ارادہ کیا اور آپؑ کی قبر کے قریب جا کر دعا کی وہ حاجت برآئی اور خداوند عالم نے میری وہ مہم ومشکل آسان کردی۔ یہ میری عادت بن چکی تھی کہ میں ہر مشکل مسئلہ میں آپ کی زیارت کے لیے جاتا اور حاجت طلب کرتا اور یہ چیز میرے نزدیک تجربہ شدہ ہے۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲،ص ۱۹۸۔تہذیب التہذیب، ج ۷، ص ۳۳۹۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲،ص ۲۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ کبھی بھی ابن حبان بستی شافعی کے ان جملوں کو فراموش نہیں کرسکتی، وہ ہے:

قد زرته (قبره) مرارا كثيرة وما حلت بى شدة فى وقت مقامى بطوس فزرت قبر علی موسى الرضا ،صلوات الله على جده و عليه ، و دعوت الله ازالتها عنى الا استجيب لى ، زالت عنى تلك الشدة و هذا شئ جربته مرارا فوجدته كذالك (۱)

میں نے کئی مرتبہ ان کی قبر مطہر کی زیارت کی ہے۔اور شہر طوس میں میرے قیام کے دوران جب کبھی بھی مجھ پر کوئی مشکل پڑی تو میں نے حضرت علی بن موسی رضاؑ - آپ اور آپ کے جد بزرگوار پر خدا کا درود وسلام ہو- کی قبر پاک کی زیارت کی۔اور خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی مشکل کے حل کے لیے دعا مانگی تو میری دعا مستجاب ہوگئی اور وہ مشکل حل ہوگئی، یہ تجربہ میں نے وہاں پر کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا۔

البتہ یہ حقیقی واقعات اور اہل سنت کے بزرگوں کے اعترافات ابن تیمیہ سے لگ بھگ ۳۰۰ سال یا ۴۰۰ سال پہلے اور تفرقہ انگیز وفتنہ جو فرقہ وہابیت سے تقریبا ۸۰۰ سال پہلے کے ہیں کہ جو خود فرقہ وہابیت اور حرمت توسل واستغاثہ اور قبور آئمہؑ طاہرین وصلحاء ومؤمنین کی زیارت ومسرک ہونے کے سلسلے میں نظریات وافکار کے بطلان پر دلیل ہیں۔

یہ کتاب وسیع پیمانے پر تحقیق وجستجو اور اہل سنت کے دسیوں اصلی منابع اور ان کے مختلف فرق و مذاہب کے مآخذ سے تألیف کی گئی ہے، حضرت امام رضاؑ کے بارے میں مثبت وراہ مستقیم اور منصفانہ نظریہ کو پیش کیا گیا ہے کہ جس کے مطالعہ کے بعد ہر منصف مزاج اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ فرقہ وہابیت، سلفی وتکفیری کہ جو آج اپنے آپ کو مسلمانوں کا لیڈر وراہنما تصور کیے ہوئے ہیں یہ وہی بنی امیہ اور آل رسولؐ کے دشمنوں کا راستہ ہے کہ جو یقیناً اہل سنت کے راستے سے جدا وعلیحدہ ہے۔

---

(۱) کتاب الثقات، ج۸، ص۴۲۶۔

Presented by Ziaraat.Com

یہاں پر اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ ابوزرعہ رازی حنبلی اور محمد بن اسلم طوسی بیس ہزار سے زیادہ افراد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ کے استقبال کے لیے نیشاپور میں جمع ہوتے ہیں اور حاکم نیشاپوری کے کلام کے مطابق کہ:

و هم بين صارخ و باك و متمرغ فى التراب و مقبل لحافر بغلته وعلاالضجيج۔(۱)

بہت سے لوگ روتے پیٹتے گریہ وزاری کرتے ہوئے آپ کے استقبال کو پہنچے اور بہت سے اپنے آپ کو خاک میں غلطاں کررہے تھے اور کچھ حضرتؑ کی سواری کے پیروں کا بوسہ لے رہے تھے۔

اس طرح کے مسائل کو آج کی نسل کے لیے بیان کرنا مذاہب اسلامی کے درمیان الفت وقربت کے ایجاد کا سبب اور اتحاد کے سلسلے میں بہت بڑی خدمت ہے، مؤلف محترم یقیناً اس سلسلے میں کامیاب رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اسی سلسلے یعنی ''آئمہ اہل بیتؑ اہل سنت کی روایات میں'' کو آگے بڑھایا جائے اور مسلمانوں کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ خداوند عالم ان کی تائیدات میں اضافہ فرمائے۔

والسلام

نجم الدین طبسی، قم مقدسہ

---

(۱) الفصول المهمہ فی معرفۃ الآئمہ، ص۲۴۲۔

Presented by Ziaraat.Com

تمہید

حضرت امام رضاؑ رسول خداؐ کے فرزند ارجمند اور مذہب حقہ شیعہ اثنا عشری کے آٹھویں امام ہیں آپ ایک ایسی نورانی شخصیت ہیں کہ آپ کے علم ودانش اور معنویت کا نور درخشاں فقط مذہب شیعہ ہی کو منور کیے ہوئے نہیں ہے بلکہ آپ کے نور کی شعائیں تمام اسلامی مذاہب وفرق اہل سنت کو اپنے احاطے میں لیے ہوئے ہیں، اس طرح کہ وہ بھی آپ کی مدح وستائش پر مجبور ہیں، اس نتیجہ پر اہل سنت کی مہم ترین کتب کے مطالعہ اور تحقیق وجستجو سے پہنچا جا سکتا ہے۔ البتہ یہ مخفی نہ رہے کہ ان کتب و متون میں اہل بیت علیہم السلام کے حقیقی مرتبے ومقام کو بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن پھر بھی سبھی نے مختلف بیانات واپنے اپنے نظریات کے مطابق حضرت امام رضاؑ کی شخصیت وعظمت کا اعتراف کیا ہے۔

اس سلسلے میں ان کی کتب ومتون میں اہل سنت خصوصاً علماء ومفکرین کے نظریات و بیانات کو حضرت امام رضاؑ کے بچپنے سے لیکر آج تک آپ کی نورانی شخصیت کے متعلق بیان کیا جا سکتا ہے، لہذا اس عظیم وگرانبہا میراث کی طبقہ بندی وجمع آوری کی - اہل سنت کی جانب سے بہت زیادہ ظاہری وباطنی نقائص، عمدی خودغرضی اور اخفاء حقیقت کے باوجود - بے انتہا ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

اس تحقیق کی ضرورت: حضرت امام رضاؑ کے حرم مطہر کی جانب دور ونزدیک پوری دنیا سے ہر مذہب وفرقے سے تعلق رکھنے والے افراد کا سیل کی طرح آنا۔

آنحضرتؑ کے متعلق اہل سنت کے نظریات کا واضح نہ ہونا اور ان کے نظریات میں اختلاف کا پایا جانا۔

Presented by Ziaraat.Com

وہابیت کی فتنہ گری ، اہل بیت علیہم السلام کی شخصیت وحیثیت کی تحریف،فتنہ انگیز فتاوی اور آنحضراتؑ کے روضوں کی تخریب حتی بارگاہ رضوی کو بھی نشانہ بنایا جانا۔

اس سلسلے میں کسی ایک جامع تحقیق کا موجود نہ ہونا،ان چار اسباب کو اس تحقیق کا مہم ترین عامل سمجھا جاسکتا ہے۔

اس تحقیق کے اہداف: اس تحقیق کی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل تین اہداف موردنظر رہیں گے: حضرت امام رضاؑ کی شخصیت کے مختلف ابعاد کے متعلق اہل سنت کے نظریات کے پیش نظر ایک جامع اور واقعی نظریہ تک پہنچنا۔

مذہب اہل سنت اور مذہب شیعہ کے درمیان ایجاد ہمدلی اور فرزند رسول خداؐ حضرت امام رضاؑ کی شخصیت کو محور ومرکز قرار دیتے ہوئے ان دونوں مذاہب کے درمیان ایک منطقی قربت واتحاد کا زمینہ ہموار کرنا۔

اور نتیجۃً فتنہ انگیز فرقہ وہابیت کی آگ لگانے والی حرکتوں کا مقابلہ کہ جو وہ لوگ ان دو مذاہب، اہل سنت وشیعہ کے درمیان اختلاف پیدا کررہے ہیں۔

منابع ومآخذ تحقیق: مذکورہ نکات وضرورت واہداف کے پیش نظر حضرت امام رضاؑ کے بارے میں کوئی مستقل اور جامع کتاب آج تک معرض وجود میں نہیں آئی ہے لیکن بطور غیر مستقل اور مختلف متون وکتب میں کہیں کہیں اہل سنت کی جانب سے ان مطالب کی طرف اشارہ ونشاندہی کی گئی ہے مثلا:

۱- محمد بن طلحہ شافعی (م۶۵۲ھ): مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول۔
۲- ابن صباغ مالکی (م۸۵۵ھ): الفصول المہمہ فی معرفۃ الآئمہ۔
۳- عمر بن شجاع الدین موصلی شافعی (م۶۶۰ھ): النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم۔
۴- محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی (م۸۲۲ھ): فصل الخطاب لوصل الاحباب۔
۵- نورالدین عبدالرحمٰن جامی حنفی (م۸۹۸ھ): شواہد النبوۃ۔

Presented by Ziaraat.Com

۶- میر خواند شافعی (م۹۰۳ھ): تاریخ روضۃ الصفا۔
۷- نجمی اصفہانی حنفی (م ۹۲۷ھ): وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہاردہ معصوم و مہمان نامہ بخارا۔
۸- ابن طولون دمشقی حنفی (م۹۵۳ھ): الآئمۃ الاثنا عشر۔
۹- خواند امیر شافعی (م۹۴۲ھ): تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر۔
۱۰- ابن حجر ھیثمی شافعی (م۹۷۴ھ): الصواعق المحرقہ۔
۱۱- قرمانی دمشقی (م۱۰۱۹ھ): اخبار الدول وآثار الاول۔
۱۲- شبراوی شافعی (م۱۱۷۲ھ): الاتحاف بحب الاشراف۔
۱۳- قندوزی حنفی (م۱۲۹۴ھ): ینابیع المودۃ لذوی القربی۔
۱۴- شبلنجی شافعی (م۱۲۹۸ھ): نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار۔
۱۵- سید محمد طاہر ہاشمی شافعی (م۱۴۱۲ھ): مناقب اہل بیتؑ از دیدگاہ اہل سنت۔

شیعہ علماء میں سے بھی شہید ثالث قاضی نور اللہ شوشتری کی کتاب ''احقاق الحق'' میں زحمات و کوششیں اور پھر اس پر حضرت آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی کا تعلیقہ بنام ''ملحقات احقاق الحق'' میں اہل سنت کی نظر سے اہل بیت علیہم السلام اور ان کے مذہب حقہ کے تعارف کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

ان دو بزرگوں کی زحمتیں اس کتاب کی سنگ بنیاد ہے لہذا اس اثر کا ثواب ان دو بزرگواروں کی ارواح طیبہ کو ہدیہ کیا جاتا ہے۔

کتاب حاضر: اہل سنت کی جانب سے غیر مستقل طور پر مختلف متون و کتب میں حضرت امام رضاؑ کا تذکرہ کافی حد تک موجود ہے لیکن آپ کے بارے میں کوئی مستقل و جامع کتاب بعنوان ''حضرت امام رضاؑ اہل سنت کی روایات میں'' نہ ہونے کی وجہ سے اس تحقیق کو سات مذکورہ ذیل حصوں پر مہیا و منظّم کیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ: زندگینامہ۔نام ونسب،کنیت والقاب، والدگرامی و والدہ مکرمہ، تاریخ و جائے ولادت،شہادت اوراہل سنت کی نظر میں حضرت امام رضاؑ کی شہادت اورحضرتؑ کی اولاد۔

دوسرا حصہ: شخصیت۔اس حصہ میں حضرت امام رضاؑ کی شخصیت کے متعلق آپ کے معاصرین اور دوسری صدی ہجری کے علماء اہل سنت سے لیکر آج تک کے علماء کے بیانات ونظریات کو جمع کیا گیا ہے۔

تیسرا حصہ: روایت۔حضرت امام رضاؑ کا شہر نیشاپور میں وارد ہونے کا تاریخی واقعہ اوراہل سنت کے علماء وعوام کا آپ کے لیے بے نظیر استقبال،حدیث سلسلۃ الذہب کے منابع واس حدیث کے متعلق اہل سنت کا نظریہ اورحضرت امام رضاؑ سے مروی تمام احادیث سلسلۃ الذہب اس حصے میں شامل ہیں۔

چوتھا حصہ: امامت۔ساتویں صدی سے آج تک اہل سنت کے یہاں کلمہ ''امام'' کا استعمال اوران کی کتابوں میں حضرت امام رضاؑ کی امامت پر دلالت کرنے والی نصوص اس حصہ میں مورد تحقیق واقع ہوئی ہیں۔

پانچواں حصہ: ولایت عہدی۔مامون کی طرف سے حضرت امام رضاؑ کو ولایت عہدی سپرد کرنا اوراس سلسلے میں بنیادی ومہم ترین سوالات کے جواب، پانچویں حصہ کا موضوع ہے۔اس حصہ میں بیان ہونے والے سوالات میں سے مثلا یہ بھی ہے کہ کیا ولایت عہدی کی پیشکش مامون کی طرف سے تھی یا فضل بن سہل کی جانب سے؟اگر مامون کی طرف سے تھی تو کیا مامون اپنے ارادے میں سچا تھا یا دوسرے اغراض واہداف مدنظر تھے؟ان تمام صورتحال میں حضرت امام رضاؑ کا جواب وکردار کیا تھا؟

چھٹا حصہ: کرامات ومعجزات۔اس حصہ میں اہل سنت کے نزدیک حضرت امام رضاؑ کے معجزات وکرامات ولادت سے پہلے سے شہادت کے بعد تک،اورآپ کے مناقب کو جمع کیا گیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ساتواں حصہ: زیارت ۔اس حصہ میں حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارکہ کی زیارت کی فضیلت اوراس پر حضرت رسول اکرمؐ، امام موسی کاظمؑ، امام رضاؑ، امام محمد تقیؑ اور امام علی نقیؑ کی جانب سے تاکید کو ذکر کیا گیا ہے۔

حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارکہ کی تعمیر کی تاریخ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اور اہل سنت کے علماء وعوام کا زیارت پر آنا، آپ سے متوسل ہونا تیسری صدی سے آج تک کے شواہد پیش کیے گئے ہیں۔

چند نکات: آخر میں کچھ نکات کی طرف اشارہ ضروری ہے:

۱- اس کتاب میں اہل سنت کے مختلف مذاہب سے مراد، اکثریت مذاہب شافعی، مالکی، حنبلی، حنفی اور ظاہری کے علماء وعوام ہیں اور زمانے کے اعتبار سے دوسری صدی ہجری سے آج تک کے علماء کے نظریات کو سامنے رکھا گیا ہے، لہذا جعلی مذہب اور بدعت آمیز وفتنہ انگیز وہابیت کہ جو خود اہل سنت کی تصریحات کے اعتبار سے کہ وہ سنی نہیں ہیں، اس کتاب میں ان کے نظریے کو پیش نہیں کیا گیا ہے۔

۲- اس تحقیق میں نہ خالص توصیف ہے اور نہ صرف بلکہ یہ ایک توصیفی وتحلیلی تحقیق ہے جیسا کہ حضرت امام رضاؑ کے بارے میں اہل سنت کے بیانات ونظریات اور تاریخی واقعات کو جمع آوری اور درجہ بندی کی گئی ہے کہیں کہیں ان نظریات وبیانات وواقعات پر تنقید، وتحقیق بھی کی گئی ہے البتہ یہ تنقید، وتحقیق خود اہل سنت ہی کے نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے انجام پائی ہے اور مذہب شیعہ کے نظریہ کو حق ثابت کرنے پر اصرار نہیں کیا گیا ہے مگر بہت کم مقامات ایسے ہیں کہ جہاں حقیقی نظریہ کی طرف راہنمائی کی گئی ہے لیکن ان میں بھی اہل سنت ہی کے منابع ومآخذ سے استدلال و استفادہ کیا گیا ہے۔

۳- اس تحریر میں دوسوں سے زیادہ اہل سنت کے منابع ومآخذ سے مستقیم وبغیر واسطہ استفادہ کیا گیا ہے۔اور بہت کم ایسے موارد ہیں کہ جہاں اصل کتاب کے دستیاب نہ ہونے یا حظی ہونے کی وجہ سے دوسرے معتبر منابع ومآخذ سے استفادہ کیا گیا۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا حضرت امام رضاؑ کے متعلق جو کچھ شیعہ کتب میں اہل سنت کے روایات کو درج کیا گیا ہے وہ مطالب اس تحریر میں ملحوظ خاطر نہیں رہے ہیں۔

اگر چہ اس تحقیق کو اس سلسلے میں ایک نیا قدم سمجھا جا سکتا ہے لیکن مؤلف کا یہ ادعی نہیں ہے کہ یہ اثر بے نقص ہے لہذا دوستوں کی جانب سے دلسوز نکات وتنقید کا کاملاً خوشی کے ساتھ استقبال کیا جائے گا۔

آخر میں حضرات آیات حاج شیخ نجم الدین طبسی وحاج شیخ محمد ہادی یوسفی غروی کی راہنمائی اور حجج اسلام حاج شیخ محمد باقر پورامی وحسن بلقان آبادی کے بے بہا نکات پر کہ جو اس اثر کی تالیف میں مہم نقش رکھتے تھے، قدر دانی اور شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

محمد محسن طبسی

قم مقدسہ

Presented by Ziaraat.Com

پہلا حصہ

زندگینامہ

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

حسب ونسب

سمعانی شافعی نے حضرت امام رضاؑ کے حسب ونسب کو اس طرح بیان کیا ہے: علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ۔ (۱)

واضح ہے کہ امام رضاؑ حضرت رسول اکرمؐ کی ذریت پاک میں سے ہیں۔ جیسا کہ حاکم نیشاپوری شافعی نے اس موضوع کی طرف اشارہ کیا ہے وہ ہے:

ومن اجل فضيلة لنسب علی بن موسی الرضا انه من ذرية خير البشر محمد المصطفی ، و هذا مذهب اهل السنة والجماعة و اجماع فقها الحجاز عليه۔ ومن خالف هذا القول فقد خالف الكتاب و السنة و عاند الحق و اظهر التعصب علی سيدی شباب اهل الجنة و ذريتهما الی ان تقوم الساعة۔ (۲)

حضرت امام علیؑ بن موسی الرضا کے فضائل میں سے بزرگترین فضیلت یہ ہے کہ آپ حضرت پیغمبر اکرمؐ کی ذریت طیبہ میں سے ہیں، یہی اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے حجاز کے تمام فقہا اس بات پر متفق ہیں۔ جو کوئی بھی اس مطلب کی مخالفت کرے گویا اس نے کتاب وسنت کی مخالفت کی، حق سے سرپیچی اور جوانان جنت کے سردار سے اپنی دشمنی وتعصب کا اظہار کیا ہے۔

---

(۱) الانساب، ج۳، ص۷۵۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۲۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

واضح رہے کہ حضرت امام رضاؑ کے نسب پر اس تاکید سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ میں اہل بیتؑ سے دشمنی میں یہ کوشش کی جاتی رہی ہے کہ اہل بیتؑ کو پیغمبر اکرمؐ سے جدا کر دیا جائے اور اسی طرح کچھ لوگوں کی بیداری اور اس طرح کے فتنہ انگیز اقدام کے مقابلے اٹھ کھڑے ہونے کا بھی علم ہوتا ہے جیسا کہ حاکم نیشاپوری کے مذکورہ بالا بیان سے پتہ چلتا ہے۔

کنیت والقاب

حضرتؑ کا نام مبارک، علی اور اہل سنت کی نظر کے اعتبار سے آپ پیغمبر اکرمؐ کی اولاد پاک میں حضرت امام علیؑ اور امام زین العابدینؑ کے بعد تیسری شخصیت ہیں کہ جن کا نام علی ہے۔(۱)

آنحضرتؑ کی کنیت ابوالحسن ہے (۲) جیسا کہ آپ کے والد بزرگوار کا بھی ارشاد گرامی ہے:

میرا بیٹا میری ہم کنیت ہے۔

اگرچہ بعض افراد نے آنحضرتؑ کی کنیت ابوبکر بھی لکھی ہے(۳) لیکن یہ بات نامناسب ہے اور آپ کی صحیح ومعروف کنیت ابوالحسن ہی ہے۔

غیاث الدین شافعی معروف بہ خواندامیر ہے: آنحضرتؑ کے متعدد القاب تھے(۴) کہ جن کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

---

(۱) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول، ص ۲۹۵۔

(۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج ۶، ص ۱۲۵۔ تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۸۷۔ العبر فی خبر من غبر، ج ۱، ص ۲۶۶۔

(۳) مقاتل الطالبیین، ص ۳۷۵۔

(۴) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

رضا(۱) ہاشمی، علوی، حسینی، قرشی، مدنی (۲) ولی، حفی، صابر، زکی، زاکی (۳) قائم (۴) اور ان سب میں مشہور آپ کا لقب رضا ہے (۵)۔

حضرت امام رضاؑ کو کس نے رضا کا لقب دیا؟

اس سلسلے میں کہ حضرت امام رضاؑ کو کس نے رضا کا لقب دیا اور اس کے کیا معنی ہیں؟

اہل سنت کے کچھ علما کا بیان ہے کہ آنحضرتؑ کو یہ لقب مامون نے دیا ہے یعنی جس وقت مامون نے ۲۰۱ ہجری میں زبردستی ولایت عہدی امام کے سپرد کی تب آپ کو رضا کا لقب دیا۔(۶)

---

(۱) الانساب، ج۳، ص۷۵۔ اللباب فی تہذیب الانساب، ج۲، ص۳۰۔ المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔ قاموس المحیط، ج۴، ص۳۳۷۔ تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۳، ص۴۰۸۔ سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۷۔ تقریب التہذیب، ج۲، ص۴۵۔ البدایہ والنہایہ، ج۱۰، ص۲۶۱۔

(۲) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۳، ص۴۰۸۔ سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۷۔ تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام، حوادث ۲۰۱-۲۱۰، ص۲۶۹۔ العبر فی خبر من غبر، ج۱، ص۲۶۶۔ البدایہ والنہایہ، ج۱۰، ص۲۶۱۔ النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر وقاہرہ، ج۲، ۲۱۹۔

(۳) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص۳۱۵۔ الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص۲۳۴۔ سبائک الذہب فی معرفۃ قبائل العرب، ص۷۵۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۲۔ احسن القصص، ج۴، ص۲۸۹۔

(۴) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح چہاردہ معصوم، ص۲۳۸۔

(۵) الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص۲۳۴۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۲۔ احسن القصص، ج۴، ص۲۸۹۔

(۶) تاریخ الامم والملوک، ج۵، ص۱۳۸۔ مقاتل الطالبیین، ص۳۷۶۔ تجارب الامم و تعاقب الہمم، ج۳، ص۳۶۶۔ تاریخ مختصر الدول، ص۱۳۴۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر، ج۱، ص۳۱۸۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن احمد بن محمد بن ابی نصر بزنطی کی روایت میں کہ جوامام محمد تقیؑ سے نقل ہوئی ہے اس مسئلہ کی تکذیب ہوتی ہے، اس روایت میں اس طرح آیا ہے۔

ابن ابی نصر بزنطی نے ایک دن حضرت امام محمد تقیؑ سے عرض کی کہ کچھ آپ کے مخالف افراد کا گمان ہے کہ مامون نے آپ کے والد گرامی کو رضا کا لقب ولایت عہدی کے قبول کرنے کے بدلے میں عطا کیا تھا۔ امام محمد تقیؑ نے اس کے جواب میں فرمایا: خدا کی قسم وہ جھوٹ کہتے ہیں، خداوند عالم نے اس لیے کہ آپ سے تمام مخالفین وموافقین سب راضی تھے لہذا آپ کو رضا کا لقب عطا فرمایا۔(۱)

بہت سے علماء اہل سنت جیسے جوینی شافعی (۲) عبدالرحمٰن جامی حنفی (۳) نے اس بات کی تائید کی ہے اور متعدد علما نے اس مطلب کو اپنے اپنے اشعار میں بھی درج کیا ہے مثلا:

امام علی نام عالی نسب　　پناہ عجم مقتدای عرب

از و بود راضی جہان آفرین　　از آن رو رضا گشت اورا لقب (۴)

والد محترم و والدہ مکرمہ

آپ کے والد گرامی حضرت امام موسی کاظمؑ ہیں اور آپ کی والدہ مکرمہ کے اسم گرامی میں اختلاف ہے۔

---

(۱) عیون اخبار الرضاؑ، ج۱، ص۱۳۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۸۷۔

(۳) شواہد النبوہ، ص۱۸۳۔

(۴) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ کی ولدہ ماجدہ کنیز تھیں ان کے متعدد نام :سکینہ(۱)، اروی(۲)،خیزران مریسیہ، (۳) نجمہ(۴) تاریخ میں ذکر ہوئے ہیں۔

اور آپ کے القاب شقراء نوبیہ(۵) ویاام البنین (۶) بیان ہوئے ہیں۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی آنحضرتؑ کی والدہ گرامی کی تعظیم و تجلیل اور آپ کے مقام معنوی کو اس طرح بیان کرتا ہے:

و کانت امه من اشراف العجم و کانت من افضل النساء فی عقلها و دینها۔(۷)

آنحضرتؑ کی والدہ گرامی عجم و غیر عرب میں بزرگ خاندان کی بیٹی اور اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے عقل و دین کے اعتبار سے افضل و اعلیٰ تھیں۔

حضرتؑ کی ولادت باسعادت

حضرت امام رضاؑ نے حضرت امام جعفر صادقؑ کی شہادت کے ایک سال کے بعد روز جمعہ مدینہ میں اس دنیا کو اپنے نور سے منور فرمایا، آپ کی ولادت کی تاریخ اور ماہ و سال میں اختلاف ہے

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۹،ص۳۸۷۔

(۲) احسن القصص، ج۴،ص۲۸۹۔

(۳) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ،ص۳۱۵۔مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول،ص۲۹۵۔

(۴) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲،ص۸۳۔

(۵) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول،ص۲۹۵۔سیر اعلام النبلاء، ج۹،ص۳۸۷۔

(۶) الوافی بالوفیات، ج۲۲،ص۲۴۸۔

(۷) فصل الخطاب لوصل الاحباب بہ نقل از ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،ص۱۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض نے آپ کی ولادت کا سال ۱۴۳ھ(۱) بعض نے ۱۴۸ھ(۲) اور بعض نے ۱۵۱ھ(۳) لکھا ہے۔اور کچھ مورخین نے ۱۵۳ھ(۴) تحریر کیا ہے اسی طرح آپ کی تاریخ ولادت بھی کسی نے چھ، سات یا آٹھ شوال تحریر کی ہے(۵)۔

حضرت امام رضاؑ کی ولادت باسعادت کے متعلق حیرت انگیز واقعہ بھی علماء اہل سنت نے اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے کہ جس کو ہم اس کتاب کے چھٹے حصے میں بیان کریں گے۔

حضرت امام رضاؑ کی وفات یا شہادت؟

حضرت امام رضاؑ کی تاریخ شہادت میں اختلاف ہے: بروز ہفتہ، آخر ماہ صفر ۲۰۳ھ مامون عباسی کی خلافت کے دوران، یہ اکثر اہل سنت کا نظریہ ہے۔(۶)

---

(۱) نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۲۔

(۲) الکامل فی التاریخ، ج۴، ص ۱۷۸۔ تتمۃ المختصر فی اخبار البشر، ج۱، ص۳۲۰۔ سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۷۔ الوافی بالوفیات، ج۲۲، ص۲۴۸۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۲۔

(۳) مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲، ص۱۰۔

(۴) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج۴، ص۳۴۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳، ص۱۷۰۔ مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲، ص۱۰۔ الآئمۃ اثناعشر، ص۹۸۔

(۵) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳، ص۱۷۰۔ مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲، ص۱۰۔ الآئمۃ اثناعشر، ص۹۸۔

(۶) تاریخ خلیفۃ بن خیاط، ص۳۱۲۔ تاریخ یعقوبی، ج۲، ص۴۵۳۔ تاریخ الامم والملوک، ج۵، ص۱۴۶۔ مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج۴، ص۳۳۔ کتاب الثقات، ج۸، ص۴۵۷۔ المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۱۔ تجارب الامم وتعاقب الھمم، ج۳، ص۳۷۶۔ اللباب فی تھذیب الانساب، ج۲، ص۳۰۔ الکامل فی التاریخ، ج۴، ص۱۷۸۔ تاریخ مختصر الدول، ص۱۳۴۔ المختصر فی اخبار البشر، ج۲، ص۲۳۔ سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۹۔

Presented by Ziaraat.Com

-اول ماہ صفر ۲۰۳ھ۔(۱)

-شب جمعہ ماہ مبارک رمضان ۲۰۳ھ۔(۲)

-پنجم ذی الحجہ ۲۰۳ھ۔(۳)

-تیرہویں ذی القعدہ ۲۰۳ھ۔(۴)

-۲۰۲ھ۔(۵)

حضرت امام رضاؑ نے حدوداً پچاس سال عمر پائی (۶)، اگرچہ آپ کی شہادت کے وقت آپ کی دقیق عمر کے بارے میں اختلاف ہے: بعض نے ۴۴ سال نقل کی ہے (۷) اور کچھ ۴۷ (۸)، ۴۹ (۹)، ۵۰ (۱۰) اور ۵۳ (۱۱) سال بھی ذکر کرتے ہیں۔

---

(۱) التنبیہ والاشراف، ص ۳۰۳۔ (۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج ۶، ص ۱۲۵۔ الوافی بالوفیات، ج ۲۲، ص ۲۴۸۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۳۳۹۔

(۳) و (۴) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج ۳، ص ۲۷۰۔ مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج ۲، ص ۱۰۔

(۵) مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج ۲، ص ۱۰۔

(۶) تقریب التھذیب، ج ۲، ص ۴۵۔

(۷) تاریخ یعقوبی، ج ۲، ص ۴۵۳۔

(۸) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج ۴، ص ۳۳۔ (۹) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج ۴، ص ۳۳۔ ذیل تاریخ بغداد، ج ۱۹، ص ۱۴۲۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۸۹۔ الوافی بالوفیات، ج ۲۲، ص ۲۴۸۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۳۳۹۔

(۱۰) اکمال تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۹، ص ۳۸۰۔

(۱۱) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج ۴، ص ۳۳۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ مامون کی خلافت کے دوران شہر نوقان (۱) کے ایک گاؤں بنام سناباد (۲) میں شہید ہوئے، اور مامون کے دستور کے مطابق ہارون کی قبر کے نزدیک دفن کیے گئے۔ (۳)

یہ بھی واضح رہے کہ امامؑ کی شہادت کی کیفیت، آنحضرتؑ کی پیشنگوئی اور بہت سے وہ مسائل کہ جو شہادت کے بعد واقع ہوئے عجیب وغریب واقعات ہیں کہ جو اہل سنت نے نقل کیے ہیں کہ جن کو ہم چھٹے حصے میں بیان کریں گے۔

علماء اہل سنت کے نظریات

حضرت امام رضاؑ نے اپنی حیات شریف کے مختلف دور میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا کہ ''میں زہر دغا سے شہید، اور عالم غربت میں دفن کیا جاؤں گا'' (۴)۔ اور بارہا مامون کو اپنے قاتل کے طور پر پہچنوایا ہے۔ (۴) ان فرمایشات امامؑ کو اہل سنت کے بزرگوں نے اپنی معتبر کتابوں میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ڈاکٹر کامل مصطفیٰ شیبی لکھتا ہے:

---

(۱) اس دور میں طوس کے علاقہ میں دو بڑے شہر تھے ایک طابران دوسرا نوقان کہ ان میں سے ہر ایک کے اطراف میں ایک ایک ہزار سے زیادہ گاؤں آباد تھے۔ معجم البلدان، ج ۵، ص ۳۱۱۔

(۲) سناباد شہر نوقان کی دیہاتوں میں سے ایک دیہات کا نام ہے۔ معجم البلدان، ج ۳، ص ۲۵۹۔

(۳) کتاب الثقات، ج ۸، ص ۴۵۷۔ کتاب الاشارات الی معرفۃ الزیارات، ۷۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۳۹۔ الوافی بالوفیات، ج ۲۲، ص ۲۴۸۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۳۳۹۔

(۴) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۸۱۲، ح ۴۹۲ و ص ۱۹۲، ح ۴۶۹۔ ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج ۳، ص ۱۶۷۔

(۴) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول، ص ۳۰۰-۳۰۲۔ الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۵۰۔ شواہد النبوۃ، ص ۳۸۹-۳۹۲۔ تاریخ روضۃ الصفاء، ج ۳، ص ۴۹۔ تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۸-۹۱۔ الکواکب الدریۃ فی ترجم السادۃ الصوفیۃ، ج ۱، ص ۲۵۶۔ مفتاح النجا فی مناقب آل عباء، ص ۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

مات الرضا مسموماً کما یری اکثر المورخین(۱)۔

اکثر مورخین کا یہی نظریہ ہے کہ حضرت رضاؑ زہر سے شہید ہوئے۔

جبکہ کچھ لوگوں نے اس حقیقت کو چھپایا ہے اور اس سلسلے میں کچھ نامناسب باتیں نقل کی ہیں اور شہادت یا وفات امام رضاؑ کو مختلف طریقے سے پیش کرنے کی کوشش کی ہے جن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

بہت افسوس کہ کچھ لوگ تاریخی حقائق کو سوچے سمجھے بغیر کچھ کا کچھ نقل کر دیتے ہیں مثلاً ابن جریر طبری نے حضرت امام رضاؑ کی وفات کا سبب زیادہ انگور کھانا لکھا ہے وہ ہے:

ان علی بن موسی الرضا اکل عنبا فاکثر منه فمات فجاة۔(۲)

علی بن موسی الرضا نے زیادہ انگور کھا لیے جس کے سبب فوراً ہی انتقال ہو گیا۔

اور بہت سے مورخین جیسے ابن اثیر شافعی (۳)، شمس الدین بن خلکان شافعی (۴)، ابن جوزی حنبلی (۵)، ابوالفداء دمشقی شافعی (۶)، ابن کثیر دمشقی شافعی (۷) وغیرہ نے اس قول ہی کو اختیار کیا ہے۔

---

(۱) الصلۃ بین التصوف والتشیع، ج۱، ص۲۴۴۔

(۲) تاریخ الامم والملوک، ج۵، ص۱۴۶۔

(۳) الکامل فی التاریخ، ج۴، ص۱۷۷۔

(۴) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳، ص۲۳۔

(۵) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۱۔

(۶) المختصر فی اخبار البشر، ج۲، ۲۳۔

(۷) البدایۃ والنھایۃ، ج۱۰، ص۲۶۰۔

Presented by Ziaraat.Com

ان کے مقابل دوسرے علماء جیسے مسکویہ، یافعی شافعی، محمد خواجہ پارسائی حنفی وغیرہ ابن جریر طبری کے نظریے میں مردد ہیں۔

مسکویہ لکھتا ہے: علی ما حکی اکل عنبا فاکثر منه فمات فجاة۔(۱)

جیسا کہ نقل ہوا ہے کہ امام رضاؑ نے زیادہ انگور کھالیے جس کے سبب انتقال فرما گئے۔

یافعی شافعی ہے:

وکان سبب موته، علی ماحکوا، انه اکل عنبا فاکثر منه ۔ قیل: بل مات مسموما۔(۲)

امام رضاؑ کے انتقال کا سبب جیسا کہ نقل ہوا ہے کہ انگور زیادہ کھالیے اور انتقال فرما گئے اور یہ بھی نقل ہوا ہے کہ آپ کو زہر سے شہید کیا گیا۔

محمد خواجہ پارسائی حنفی بھی مخالف وموافق کے اقوال کے مابین اور یہ کہ امامؑ کی وفات ہوئی یا شہادت مردد ہے اور کسی طرح کے اظہار نظر سے اجتناب کرتا ہے۔(۳)

دیگر علماء ومورخین اہل سنت جیسے ابن حجر ہیثمی شافعی(۴)، فضل بن روزبہان خنجی اصفہانی حنفی(۵) نے امام رضاؑ کے انتقال کے سبب کو انار یا انگور میں زہر دینا مانا ہے لیکن آپ کے قاتل کا کوئی تذکرہ نہیں کیا ہے۔

---

(۱) تجارب الامم وتعاقب الہمم، ج۳،ص۳۷۶۔

(۲) مرأة الجنان وعبرة الیقظان فی معرفة مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲،ص۱۰۔

(۳) فصل الخطاب لوصل الاحباب بہ نقل از ینابیع المودة لذوی القربی، ج۳،ص۱۶۶۔

(۴) الصواعق المحرقة، ج۲،ص۵۳۹۔

(۵) وسیلة الخادم الی المخدوم در شرح چہاردہ معصوم،ص۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

جب کہ اسی سلسلے میں کچھ علماء و مورخین جیسے مسعودی شافعی، ابن طقطقی، مقریزی شافعی اور معاصرین میں سے ڈاکٹر ترمانینی نے امام کی شہادت کو زہر سے تسلیم کیا ہے اور مامون کو کچھ تردید کے ساتھ امام کا قاتل کے طور پر پہچنوایا ہے۔

مسعودی شافعی لکھتا ہے:

فی خلافته قبض علی بن موسی الرضا مسموماً بطوس۔(۱)

مامون کی خلافت کے دوران علی بن موسی رضاؑ شہر طوس میں زہر سے شہید کر دیے گئے۔

ابن طقطقی: قیل: ان المامون سمه فی عنب۔(۲)

کہا جاتا ہے کہ مامون نے امام رضاؑ کو انگور میں زہر دیا۔

مقریزی شافعی: واتهم المامون انه سمه فی عنب۔(۳)

مامون پر اتہام ہے کہ اس نے امام رضاؑ کو انگور میں زہر دیا۔

البتہ دوسرے مقام پر صراحتاً اس بات کو نقل کرتا ہے: المامون سم الرضا۔(۴)

مامون نے امام رضاؑ کو زہر سے شہید کیا۔

ترمانینی لکھتا ہے: ویقال ان المامون دس له السم۔(۵)

کہا جاتا ہے کہ مامون نے امام رضاؑ کو زہر سے شہید کیا۔

---

(۱) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج۴، ص۴۔ التنبیہ والاشراف، ص۳۰۳۔

(۲) الفخری فی الآداب السلطانیۃ والدول الاسلامیۃ، ص۲۱۵-۲۱۶۔

(۳) کتاب المقفی الکبیر، ج۴، ص۲۸۴۔

(۴) النقود الاسلامیۃ، ص۷۲و۷۳۔

(۵) احداث التاریخ الاسلامی بترتیب السنین، ج۲، ص۱۱۶۹۔

Presented by Ziaraat.Com

اوران سب کے مقابل میں مشہور معروف مورخین ومحدثین جیسے محمد بن علی حلبی معروف بہ ابن العظیمی ،ابن حبان بستی شافعی ،سمعانی شافعی (۱)،صفدی شافعی ،ابوالفرج اصفہانی ،حاکم نیشاپوری شافعی ، مقریزی شافعی اپنی بعض کتابوں میں (۲)،ابن صباغ مالکی ، شبلنجی شافعی (۳) ، میر محمد بن سید برہان الدین میر خواند شافعی (۴) ،غیاث الدین شافعی خواند امیر وعباس بن علی مکی شافعی (۵) صاف صاف لفظوں میں مامون کوامام رضاؑ کا قاتل مانتے ہیں۔

ابن عظیمی ہے: مات علی الرضا سمه المامون۔(۶)

امام رضاؑ مامون کے ذریعہ سم دینے سے شہید ہوگئے۔

ابن حبان بستی شافعی لکھتا ہے:

مات علی بن موسی بطوس من شربة سقاها ایاها المامون فمات من ساعة۔(۷)

علی بن موسی الرضاؑ مامون کے ذریعہ ایک گھونٹ زہرنوش فرما کرفوراًہی شہید ہوگئے۔

اوردوسری جگہ لکھتا ہے: قد سم من ماء الرمان واسقی قلبه المامون۔(۸)

امام رضاؑ آب انگور سے مسموم ہوئے اور یہ زہران کو مامون نے دیا۔

---

(۱) الانساب، ج۳،ص۷۴۔

(۲) النقود الاسلامیۃ،ص۷۲و۷۳۔

(۳) نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار،ص۳۲۴و۳۲۵۔

(۴) تاریخ روضۃ الصفاء، ج۳،ص۵۰۔

(۵) نزھۃ الجلیس ومنیۃ الادیب الانیس،ص۱۰۵۔

(۶) تاریخ حلب،ص۲۴۲۔

(۷) کتاب الثقات، ج۸،ص۴۵۷۔

(۸) کتاب المجروحین، ج۲،ص۱۰۷۔

Presented by Ziaraat.Com

صفدی شافعی ہے:

و آل امره مع المامون الی ان سمه فی رمانه علی ماقیل مداراة لبنی العباس۔(۱)

آخر کار نتیجہ امام رضاؑ مامون کے ساتھ یہ ہوا کہ آپ کو مامون نے انگور میں زہر دیدیا تا کہ بنی عباس کی خوشنودی حاصل کر سکے۔

ابوالفرج اصفہانی لکھتا ہے:

کـان المامون عقد له علی العهد من بعد ه ، ثم دس الیه فی ما ذکر بعد ذالك سماً فمات منه۔(۲)

علی بن موسی الرضاؑ کو مامون نے اپنا ولی عہد بنایا پھر جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ زہر دیدیا کہ جس سے آپ کی شہادت واقع ہوئی۔

لفظ شہادت

یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حاکم نیشاپوری شافعی، ابن صباغ مالکی اور فضل بن روز بہان خنجی اصفہانی حنفی نے حضرت امام رضاؑ کی شہادت کو خود لفظ شہادت ہی سے تعبیر کیا ہے۔

حاکم نیشاپوری شافعی ہے:

استشهد علی بن موسی بسناباد من طوس۔۔۔(۳)

امام رضاؑ طوس کے ایک گاؤں سناباد میں شہید کر دیے گئے۔

---

(۱) الوافی بالوفیات، ج ۲۲، ص ۲۵۱۔

(۲) مقاتل الطالبیین، ص ۳۷۵۔

(۳) سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۳۹۔ تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۳۳۹۔ دونوں نے تاریخ نیشاپور سے نقل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن صباغ مالکی لکھتا ہے: استشهد علی بن موسی الرضا۔۔۔(۱)

امام رضاؑ شہید کردیے گئے۔

فضل بن روز بہان خنجی حنفی ہے:الامام القائم الثامن الشهید بالسم فی الغم۔۔(۲)

آٹھویں امامؑ زہر دغا سے شہید کردیے گئے۔

قاضی بہجت آفندی امام رضاؑ کو صراحتاً شہید لکھتا ہے اور مامون کو امام کا قاتل مان کر ہے:

مامون، حضرت امام رضاؑ کے نشر علوم اور انوار ہدایت سے تنگ آ گیا، آخر کار آنحضرتؑ کو زہر دغا سے شہید کردیا اور اپنے اس غدارانہ عمل سے ثابت کردیا کہ کبھی بھی علم و جہل، حق و باطل اور عدل و ظلم ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔(۳)

کچھ اور تحقیق

حضرت امام رضاؑ کی شہادت کا زہر دغا سے واقع ہونے کے متعلق مذکورہ شواہد و تاریخی واقعات کے علاوہ خود عقلاً بھی آپ کی وفات کو عادی و طبیعی طور پر تسلیم نہیں کیا جا سکتا چونکہ حضرت امام رضاؑ کے مامون کے ساتھ تاریخی حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ وہ امامؑ کو اپنے لیے اور اپنی حکومت کے لیے سب سے بڑا خطرہ محسوس کرتا تھا اور ولی عہدی کا جال بھی کام نہ آ سکا اور دوسری طرف آپ کو ولی عہد بنانے سے بنی عباس بھی ناراض تھے لہذا ان کی بھی دلجوئی کرنی تھی، ہر تاریخ دان شخص یہ یقین کرلے گا کہ امامؑ کی طبیعی و عادی وفات نہیں ہوئی ہے اور دوسری طرف کہ جو شخص قلیل النوم اور کثیر الصوم ہو وہ کیسے انگور حد سے زیادہ کھا سکتا ہے کہ جس کے نتیجے میں انتقال ہو جائے؟!۔

---

(۱) الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص۲۶۴۔

(۲) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح چہاردہ معصوم، ص۲۲۳۔

(۳) تشریح و محاکمہ در تاریخ آل محمد، ص۱۵۷-۱۵۹۔

Presented by Ziaraat.Com

نتیجہ

بہر حال معتبر روایات اور اہل سنت کے اکثر مورخین کا اعتراف کہ امام رضاؑ زہر دغا سے شہید ہوئے اور مامون آپؑ کے بارے میں دوہری چال چلتا رہا، لہذا اس میں کوئی شک وشبہہ کا مقام باقی نہیں رہ جاتا کہ امام کی شہادت نہ ہوئی ہو اور عادی وطبیعی طور پر انتقال فرمایا ہو، لہذا بعض افراد کا شخصی تصور اور حقیقت سے چشم پوشی جیسے ابن خلدون مالکی (۱) اور احمد امین مصری شافعی (۲) کے نظریہ کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

اولاد

فخر رازی شافعی کے بقول: حضرت امام رضاؑ کے پانچ بیٹے کہ جن کے نام یہ ہیں امام ابوجعفر محمد تقی، حسن، علی، حسین، موسی اور ایک بیٹی بنام فاطمہ تھیں۔ اور تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ آپ کی نسل فقط امام محمد تقی سے چلی ہے۔ (۳)

بعض مورخین نے امام رضاؑ کی اولاد میں صرف امام محمد تقی اور حسین کا ذکر کیا ہے۔ (۴)

---

(۱) تاریخ ابن خلدون، ج ۴، ص ۳۸۔

(۲) ضحیٰ الاسلام، ج ۳، ص ۲۹۶۔

(۳) الشجرۃ المبارکۃ فی انساب الطالبیۃ، ص ۷۷۔ دیکھیے: النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، ص ۴۰۹۔ ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج ۳، ص ۱۶۵۔

(۴) جمھرۃ انساب العرب، ص ۶۲۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن زرندی حنفی (م ۷۵۷ھ) ہے:

والصحیح انه لم یلد له ذکر و لاانثی غیر محمد بن علی التقی و له عقب۔(۱)

صحیح یہ ہے کہ حضرت امام رضاؑ کے حضرت امام محمد تقیؑ کے علاوہ کوئی نہ بیٹا تھا اور نہ بیٹی، اور آپ کی نسل امام محمد تقیؑ سے چلی۔

سمعانی شافعی ہے: حضرت امام رضاؑ کی اولاد کو رضوی کہا جاتا ہے۔(۲)

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

---

(۱) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ۱۵۹ و ۱۶۰۔

(۲) الانساب، ج ۳، ص ۷۵۔ دیکھیے: اللباب فی تھذیب الاسماء، ج ۲، ص ۳۰۔ لب اللباب فی تحریر الانساب، ج ۱، ص ۳۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا حصہ

شخصیت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کی نظر میں، علم حدیث ورجال کے اعتبار سے حضرت امام رضاؑ کی حیثیت ومقام

حضرت امام رضاؑ کا مقام مذہب شیعہ کے عقیدے میں اس بات سے کہیں بلند و بالا ہے کہ علم حدیث ورجال کے اعتبار سے آپ کی حیثیت کے سلسلے میں گفتگو کی جائے چونکہ آپ رسول اکرمؐ کے آٹھویں معصوم جانشین ہیں اور حجت الٰہی ہیں لہذا آپ کا کلام خود حدیث اور حجت ہے، لیکن اہل سنت کی نظر میں آپؑ رجال حدیث کے طبقات کے اعتبار سے اہل مدینہ کے تابعین میں سے ہیں اور آٹھویں طبقے میں ہیں (۱)، جب کہ بعض علماء نے آپ کو دسویں طبقے میں شمار کیا ہے۔(۲)

حضرت امام رضاؑ کی علمی وحدیثی حیثیت اہل سنت کی نظر میں اس طرح ہے کہ ذہبی شافعی کے بقول صحاح ستہ میں سے فقط ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ (۳) نے اپنی سنن میں مباحث زکاۃ وایمان وغیرہ میں حضرت امام رضاؑ سے روایات نقل کی ہیں۔(۴)

---

(۱) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔

(۲) تقریب التھذیب، ج ۲، ص ۴۵۔ یہ واضح رہے کہ یہ اختلاف ان معیار کی وجہ سے ہے کہ جو اہل سنت کے یہاں معتبر ہیں۔ تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۵۔

(۳) سنن ابن ماجہ، ج ۱، ص ۲۶، ح ۶۵۔

(۴) تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام (حوادث ۲۰۱ تا ۲۱۰)، ج ۹، ص ۳۸۷۔ واضح رہے کہ موجودہ سنن ترمذی وسنن ابوداؤد میں امام رضا سے کوئی حدیث نظر نہیں آئی۔

Presented by Ziaraat.Com

مزی شافعی لکھتا ہے:

امام رضاؑ نے اپنے بزرگوں سے جیسے آپ کے آباء و اجداد مانند موسیٰؑ ابن جعفرؑ، اسماعیل، اسحاق، عبداللہ، علی، اولاد جعفر، عبدالرحمٰن ابن ابی الموالی وغیرہ سے نقل احادیث کی ہیں اور بہت سے افراد جیسے ابوصلت عبدالسلام ہروی، احمد عامر طائی، عبداللہ بن عباس قزوینی، آدم بن ابی ایاس، احمد بن حنبل، محمد بن رافع، نصر بن علی جھضمی یا جھنی، خالد بن احمد ذھلی، اسحاق بن راہویہ، ابوزرعہ رازی، محمد بن اسلم طوسی وغیرہ نے آپ سے روایات اخذ و نقل کی ہیں۔(۱)

ابن حبان بستی شافعی حضرت امام رضاؑ آپ کے خاندان پاک کی تمجید و تعریف کرنے کے بعد ہے کہ آپ کی احادیث معتبر ہیں، اس کی عین عبارت یہ ہے:

علی بن موسی الرضا ابو الحسن من سادات اهل البيت و عقلائهم و جلة الهاشميين و نبلائهم يجب ان يعتبر حديثه اذاروى عنه۔۔۔(۲)

حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ، اہل بیتؑ کے بزرگان و عقلاء اور ہاشمی خاندان کے بزرگوں اور شرفاء میں سے ہیں، جب ان سے کوئی روایت نقل ہو تو اس پر اعتبار کرنا واجب ہے۔

حاکم نیشاپوری شافعی بھی امامؑ کی علمی و حدیثی حیثیت کے بارے لکھتا ہے کہ اہل حدیث کے بزرگوں نے آپؑ سے روایات نقل کی ہیں:

---

(۱) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۱۳، ص ۴۰۸۔ دیکھیے: تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام (حوادث ۲۰۱ تا ۲۱۰)، ج ۹، ص ۲۷۰۔ سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۸۷-۳۸۸۔

(۲) کتاب الثقات، ج ۸، ص ۴۵۶۔ ابن حبان بستی کی عبارت کا بقیہ یہ ہے: ''اذا روى عنه غيراولاده و شيعته وابى الصلت خاصة۔'' حضرت امام رضا سے ان کی اولاد و شیعہ اور خصوصاً ابوصلت ہروی کے علاوہ کوئی اور روایت نقل کرے تو معتبر ہے جب کہ آنحضرت سے ان کے علاوہ کسی اور نے کوئی روایت نقل ہی نہیں کی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

روی عنه آئمة الحدیث ، آدم بن ابی ایاس و نصر بن علی الجهنی و محمد بن القشیری و غیرهم ۔۔۔(۱) آئمہ حدیث نے آپ سے روایات نقل کی ہیں جیسے آدم بن ابی ایاس و نصر بن علی الجھنی اور محمد بن القشیر ی وغیرہ۔

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بہت سے افراد جیسے ابراہیم بن ابی مکرم جعفری، ابراہیم بن داؤد یعقوبی، ابراہیم بن موسی، احمد بن حسن کوفی اسیدی، اسماعیل بن ھمام بصری، ثلج بن ابی ثلج یعقوبی، جعفر بن ابراہیم حضرمی، جعفر بن سہل، جعفر بن شریک، حسن بن ابراہیم کوفی ، دعبل خزاعی، عبدالسلام بن صالح، احمد بن علی رقی، داؤد بن سلمان جرجانی وغیرہ کو حضرت امام رضاؑ کے اصحاب وروات میں سے شمار کیا گیا ہے۔لیکن ان حضرات کے شیعہ ہونے کی وجہ سے یا امام رضاؑ سے بہت زیادہ گہرے تعلقات و روابط کی بنیاد پر یا کچھ ایسی احادیث کے نقل کرنے کے سبب کہ جو مذہب شیعہ کے حق میں اور دوسروں کے خلاف ہیں، اہل سنت نے ان حضرات سے نقل شدہ روایات کو ضعیف جانا ہے۔(۲)

حضرت امام رضاؑ حضرت پیغمبر اکرمؐ کے کلام مبارک میں

روی عن موسی الکاظم انه قال: رأیت رسول الله و امیر المؤمنین علی معه فقال : یا موسی ! ابنك ینظر بنور الله ، عز وجل ، و ینطق بالحکمة ، یصیب و لایخطی ، یعلم ولا یجهل قد ملئ علماً و حکماً۔(۳)

---

(۱) تھذیب التھذیب، ج ۷،ص ۳۳۹،بنقل از تاریخ نیشاپور۔

(۲) ان تمام حضرات کے حالات اہل سنت کی رجالی کتب جیسے لسان المیز ان، الکامل فی ضعفاء الرجال، الکاشف فی معرفة من لہ روایة فی الکتب الستة والمغنی فی الضعفاء میں مذکور ہیں اوران کے ضعیف ہونے کی وجہ بھی بیان کی گئی ہے۔

(۳) شواہد النبوۃ،ص ۳۸۹-۳۹۲۔تاریخ روضة الصفاء، ج ۳،ص ۴۹۔تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۸-۹۱۔ینابیع المودة لذوی القربی، ج ۳،ص ۱۶۵۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام موسی کاظمؑ سے روایت نقل ہوئی ہے کہ آپ نے فرمایا: میں نے حضرت رسول اکرمؐ اوران کے ساتھ امیر المؤمنین علیؑ کوخواب میں دیکھا کہ وہ فرمارہے ہیں: اے موسی آپ کا بیٹا نور خدا سے دیکھتا ہے، حکیمانہ کلام کرتا ہے اس کا ہر فعل صحیح ہے اس سے کوئی خطا سرزد نہیں ہوگی، عالم ودانا ہے جہل اس سے بہت دور ہے اور وہ علم وحکمت سے سرشار ہے۔

حضرت امام رضاؑ اہل سنت کے بیانات واقوال میں

دوسری صدی

۱- حسن بن ہانی معروف بہ ابونواس (۱۹۶ھ):

ایک روز ابونواس کے کچھ دوستوں نے اس سے کہا کہ تو اتنا بڑا شاعر ہے، بے باک و بے تکلف شعر ہے ہر چیز کے بارے میں تو نے شعر کہے ہیں حتی شراب خواری کے بارے میں، حالانکہ تو حضرت امام رضاؑ کا ہم عصر ہے ان کے بارے میں کوئی شعر نہیں کہا!

ابونواس نے جواب دیا: خدا کی قسم ان کی شأن میں میرا شعر نہ خود ان کی بزرگواری کی وجہ سے ہے چونکہ میری وہ حیثیت نہیں ہے کہ میں اتنی عظیم شخصیت کے بارے میں شعر کہوں، لیکن پھر کچھ ہی دیر کے بعد حضرت امام رضاؑ کے متعلق اس طرح اشعار کہے:

قیل لی : انت احسن الناس طرا فی فنون من المقال(الکلام) النبیه

لك جند من القریض (جید)مدیح یثمر الدر فی یدی مجتنیه

فعلام ترکت مدح ابن موسی و الخصال التی تجمعن فیه

Presented by Ziaraat.Com

قلت : لا استطیع مدح امام کان جبرئیل خادما لابیه(۱)

ان اشعار کا فارسی زبان میں اس طرح ترجمہ کیا گیا ہے۔

کسی گفتا به من : ای آن که هستی یگانهٔ عصر در شعر و سخنور
تو را باشد چنان قدرت به گفتار که ریزی از سخن در دست گوهر
چرا لب بسته ای از مدح مولا علی موسی الرضا پور پیمبر
بگفتم : کی تواند مدح آن کس که بابش را بدی جبریل چاکر
بیان و شعر کوته شد ز وصفش که هست اوصاف او از مدح برتر(۲)

کسی نے مجھ سے کہا کہ تو شعر وسخن میں یگانۂ روزگار ہے کہ جب تیرے لب کھلتے ہیں تو گوہر بکھرتے ہیں تو پھر کیوں آل پیغمبرؐ حضرت علی بن موسی الرضاؑ کی مدح میں اپنی زبان کو بند کئے ہوئے ہے؟ میں نے کہا کہ آنحضرتؑ کی مدح سرائی کون کرسکتا ہے کہ جن کا دربان ونوکر جبرئیل ہو، ان کی توصیف میں سخن وشعر کوتاہ ہیں چونکہ ان کے اوصاف، مدح وثناء سے بلند وبالا ہیں۔

سید عباس مکی حسینی شافعی اہل سنت کا مشہور ادیب ہے وہ ان اشعار کو تعجب کی نگاہوں سے دیکھتا ہے اور ہے: لا شك ان ناظم هذا العقد الجوهر يغفرالله ماتقدم من ذنبه و ماتاخر۔(۳)

بے شک خداوند عالم ان بے بہا اشعار کے کہنے والے کے گذشتہ وآئندہ گناہ معاف فرمادیگا۔

---

(۱) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص۱۲۵۔تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ،ص۳۲۱۔وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳،ص۲۷۰۔تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام (حوادث ۲۰۱ تا ۲۱۰)، ج۹، ص۲۷۱۔مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲،ص۱۱۔النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، ج۲،ص۲۲۰۔الآئمۃ الاثناعشر،ص۹۸۔اخبار الدول،ص۱۱۴۔

(۲) شاعر: احمد خوش نویس۔دیکھیے: منتھی الآمال، ج۳،ص۱۶۱۹-۱۶۲۰۔انتشارات دلیل ما۔

(۳) نزھۃ الجلیس ومنیۃ الادیب الانیس،ص۱۰۵۔

Presented by Ziaraat.Com

حاکم نیشاپوری شافعی کا بیان ہے:

ایک روز ابونواس اپنے گھر سے باہر نکلا اس نے دیکھا کہ ایک سواری اس کے ساتھ ساتھ کچھ فاصلے پر چل رہی ہے لیکن اس کا چہرہ نظر نہیں آ رہا ہے، ابونواس نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہو؟ تو اس سے کہا گیا کہ وہ علی بن موسی الرضاؑ ہیں۔ ابونواس نے فوراً شوق وذوق کے ساتھ آنحضرتؑ کی شأن میں یہ شعر کہے: اذا ابصرتك العين من بعد غاية و عارض فيك الشك اثبتك القلب

ولو ان قوماً اموك لقادهم نسيمك حتى يستدل به الركب(۱)

جس وقت دور سے آنکھیں آپ کے چہرہ انور کی زیارت کریں تو شک ہوتا ہے لیکن دل آپ کی حقانیت کی گواہی دیتا ہے، جو کوئی بھی انسان آپ کو اپنا امام ورہبر مان لے اور آپ کا وجود مبارک اس کی رہبری کرے تو وہ یقیناً نجات یافتہ ہے۔

منقول ہے کہ ایک روز ابونواس مامون کے پاس سے آیا، امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: اے فرزند رسولؐ میں نے کچھ شعر آپ کی شأن میں کہے ہیں، چاہتا ہوں کہ وہ آپ کو سناؤں، امامؑ نے فرمایا: پڑھیں، ابونواس نے اس طرح اشعار پڑھے:

مطهرون نقيات جيوبهم تجرى الصلاة عليهم اينما ذكروا

من لم يكن علويا حين تنسبه فما له فى قديم الدهر مفتخر

الله لما يرى خلقا فأتقنه صفا كم واصطفاكم ايها البشر

فانتم الملأ الاعلى و عندكم علم الكتاب و ما جائت به السور(۲)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین، ج۲، ص۲۰۲، ح۴۸۱، بنقل از تاریخ نیشاپور۔

(۲) النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، ص۳۹۶۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳، ص۲۷۱۔ فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین، ج۲، ص۲۰۱، ح۴۸۰۔ الوافی بالوفیات، ج۲۲، ص۲۵۰۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ حضرات پاک و پاکیزہ اور پاک دامن ہیں جہاں کہیں بھی ان کا ذکر خیر ہو ان پر درود وصلوات نثار ہوتیں ہیں، اور جو کوئی بھی خاندان علوی سے نہ ہو تو اس کے اسلاف میں کوئی قابل افتخار بات نہیں ہے، جب خداوند عالم نے نیک و اچھے افراد کو خلق کرنے کا ارادہ کیا تو آپ کے خاندان کا انتخاب فرمایا، آپ اس بلند و بالا مقام پر فائز ہیں کہ تمام کتاب اور تمام قرآنی سوروں کا علم آپ کے پاس ہے۔

حضرت امام رضاؑ نے ابونواس سے یہ اشعار سن کر اس کی تشویق فرمائی اور تین سو دینار اس کو عطا فرمائے۔(۱)

تیسری صدی

۲- محمد بن عمر واقدی (۲۰۷ھ):

و کان ثقة یفتی بمسجد رسول الله وهو ابن نیف و عشرین سنة وهو من الطبقة الثامنة من التابعین اهل المدینه۔(۲)

علی ابن موسی الرضاؑ قابل اطمینان وثقہ تھے آپ کی عمر ۲۴ سال کی تھی کہ آپ مسجد رسول میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوے دیتے تھے، آپ اہل مدینہ کے تابعین میں سے آٹھویں طبقے میں شمار ہوتے ہیں۔

۳- حسن بن سہل (۲۱۵ھ):

قد جعل (المامون) علی بن موسی ولی عهده من بعد ه وانه نظر فی بنی العباس و بنی علی فلم یجد افضل ولااورع ولا اعلم منه۔۔۔(۳)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۲۰۱، ح۴۸۰۔الاتحاف بحب الاشراف،ص۳۲۰و۳۲۱۔احسن القصص، ج۴،ص۲۹۰۔

(۲) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ،ص۳۱۵۔

(۳) تاریخ الملوک والامم، ج۵،ص۱۳۸۔تجارب الامم، ج۳،ص۳۶۶۔الکامل فی التاریخ، ج۴،ص۱۶۲۔

Presented by Ziaraat.Com

مامون نے حضرت علیؑ ابن موسیٰؑ کو اپنا ولی عہد بنایا اس نے بنی عباس واولاد علیؑ میں آپ سے زیادہ پرہیزگار و متقی، افضل واعلی اور عالم ودانا کسی کو نہیں پایا۔

۴- مامون عباسی (۲۱۸ھ):

حضرت امام رضاؑ کا قاتل مامون آپ کے بارے میں اپنے وزیر فضل بن سہل سے مخاطب ہوکر ہے: وما اعلم احد افضل من هذا الرجل۔(۱)

میں نے کسی کو بھی اس شخص (امام رضاؑ) سے زیادہ عالم نہیں پایا۔

۵- عبدالجبار بن سعید (۲۲۹ھ):

جس وقت ولایت عہدی کو زبردستی حضرت امام رضاؑ کے حوالے کیا گیا اسی سال عبدالجبار بن سعید مدینہ گیا اور اس نے تاریخ کے اس مہم ترین واقعہ کے بارے میں اس طرح کہا:

ولی عهد المسلمین علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب۔

پھر یہ شعر کہا: ستة آبائهم ماهم هم خیر من یشرب صوب الغمام(۲)

آپ کے چھ آباء واجداد وہ بزرگ ہستیاں ہیں جن کا شرف یہ ہے کہ وہ ہر اس سے کہ جس نے آسمانی پانی نوش فرمایا، افضل وبہتر ہیں (گویا نبیوں سے افضل ہیں)۔

موصلی شافعی اس شعر کے بارے میں ہے: ولله در القائل۔(۳) خدا کی قسم کیا خوب شعر کہا

---

(۱) مقاتل الطالبین، ص۴۰۲۔

(۲) نثر الدرر، ج۱، ص۳۶۳۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۳، ص۴۰۹۔ یہ اشعار اصل میں نابغہ ذبیانی کے ہیں عبدالجبار بن سعید نے ان کو پڑھا ہے۔ دیکھیے: النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، ص۳۹۳۔

(۳) النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، ص۳۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

۶- ابوصلت ہروی(۱)(۲۳۶ھ):

بدخشی ہندی حنفی ابوصلت سے روایت نقل کرتے ہوئے ہے:

ما رأیت اعلم من علی بن موسی الرضاولا رأہ عالم الا شھد لہ بمثل شھادتی۔(۲)

میں نے کسی شخص کو بھی حضرت امام علی بن موسی الرضاؑ سے زیادہ عالم ودانا نہیں دیکھا اور جو عالم و دانشمند بھی حضرتؑ کو دیکھتا وہ یہی کہ جو میں نے کہا ہے۔

۷- ابراہیم بن عباس صولی (۲۴۳ھ):

جس وقت مامون نے حضرت امام رضاؑ پر ولایت عہدی تحمیل کی تب ابراہیم بن عباس مبارکبادی کے لیے امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا:

ازالت عزاء القلب بعد التجلد مصارع اولادالنبی محمد (۳)

حضرت امام رضاؑ کو ولایت عہدی کا عطا ہونا گویا اہل بیت طاہرین کے تمام مصائب وآلام کو بر طرف کر دیا گیا ہے۔اور اسی طرح حضرت امام رضاؑ کے فراق وجدائی میں اس طرح کہا:

ان الرزیة یابن موسی لم تدع فی العین بعد ك للمصائب مدمعا

والصبر یحمد فی المواطن کلھا والصبر ان نبکی علیك و نجزعا(۴)

اے فرزند موسیؑ آپ کی جدائی سے بڑھ کر کوئی جدائی ومصیبت نہیں ہے کہ جو ہمارے اشکوں کو جاری کر سکے اگر چہ صبر ہر حال میں بہتر ہے لیکن آپ پر گریہ وزاری کرنا ہی صبر وشکیبائی ہے۔

---

(۱)ابوصلت ہروی اہل سنت کی نظر میں سنی مذہب ہے اس کی تفصیل تیسرے حصہ میں آئے گی۔

(۲) مفتاح النجافی مناقب آل عباء،ص۱۷۹۔

(۳) الاغانی،ج۱۰،ص۶۳۔

(۴) نھایۃ الارب فی فنون الادب،ج۵،ص۱۶۹۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی طرح اس نے حضرت امام رضاؑ کے خاندان پاک کے بارے میں اشعار کہے:

الا ان خير الناس نفسا و والدا ورهطا و اجداد على المعظم

اتتنا به العلم و الحلم ثامنا اماما يؤدى حجة الله تكتم(۱)

آ گاہ ہوجاؤ کہ تمام انسانوں سے بہتر وافضل علی بن موسیٰؑ اوران کے آباءواجداد طاہرین ہیں، آپ کے ذریعہ ہمیں علم ودانش اور حلم نصیب ہوا کہ آپ آٹھویں امام ہیں کہ جو مخفی و پوشیدہ حجت الٰہی کو بیان فرماتے ہیں۔

۸- ابوزرعہ حنبلی (۲۶۱ھ) ومحمد بن اسلم طوسی (۲۴۲ھ):

حضرت امام رضاؑ جس وقت نیشاپور کی سرزمین میں وارد ہوئے اس دوران یہ دو بزرگوار وعلماء اہل سنت وہاں موجود تھے انہوں نے امام کو اس طرح خطاب کیا:

ايها السيد الجليل ! ابن السادة الآئمة ! بحق آبائك الطاهرين و اسلافك الاكرمين ، الاما اريتنا وجهك الميمون و رويت لنا حديثا عن آبائك عن جدك نذكرك به ۔۔۔(۲)

اے سرور والا مقام! اے بزرگوار آئمہ کے فرزند! آپ کو آپ کے پاک و پاکیزہ آباء اور مکرم اجداد کے حق کا واسطہ، اپنے نورانی چہرے کی ہمیں زیارت کرادیں اور اپنے آباء وآجداد کے سلسلے سے کوئی حدیث ہمارے لیے بیان فرمائیں کہ جس کے ذریعہ سے ہم آپ کو یاد کرتے رہیں۔

---

(۱) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ص۱۶۰۔

(۲) الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص۲۴۳۔ الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۴۔ اخبار الدول، ص۱۱۵۔ ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳، ص ۱۶۸۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۶۔ اسرار الشریعۃ یا الفتح الربانی والفیض الرحمانی، ص۲۲۴-۲۲۳۔ الاعتصام بحبل الاسلام، ص۲۰۵، بنقل از تاریخ نیشاپور۔

Presented by Ziaraat.Com

۹- احمد بن یحیٰ بلاذری (۲۷۹ھ):

جس وقت حضرت امام رضاؑ کے ایک فرزند ارجمند کا انتقال ہوا تو بلاذری اظہار تسلیت وتعزیت کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: انت تجل عن وصفنا و نحن نقصر عن عظتك و فی علمك ما كفاك و فی ثواب الله ما عزاك۔(۱)

آپ کا مقام ومرتبہ اس سے کہیں بلند وبالا ہے کہ ہم آپ کی تعریف وتوصیف کریں اور ہم آپ کی نصیحتوں کے محتاج ہیں آپ کے پاس وہ علم ہے کہ جس کے ذریعہ آپ کو خدا نے ہر چیز سے مستغنی کر دیا ہے اور خداوند ہی آپ کو تعزیت عطا فرمائے گا۔

۱۰- عباس بن محمد بن صول:

ابراہیم بن عباس ہے: میں نے عباس بن محمد بن صول سے سنا کہ جو امام رضاؑ کا ہم عصر تھا آنحضرتؑ کے بارے میں اس طرح تھا:

ما سئل الرضا عن شئ الا علمه و لا رأيت اعلم منه بما كان فی الزمان الی وقت عصره ،و كان المأمون يمتحنه بالسوال عن كل شئ فيجيبه الجواب الشافی ،و كان قليل النوم ،كثير الصوم لايفوته صيام ثلاثة ايام فی كل شهر و يقول :ذالك صيام الدهر ۔ و كان كثير المعروف و الصدقه سراً ، واكثر ما يكون ذالك منه فی الليالی المظلمة ، و كان جلوسه فی الصيف علی حصير و فی الشتاء علی مسح۔(۲)

---

(۱) نهایۃ الارب فی فنون الادب، ج۵،ص۱۶۸۔

(۲) الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ،ص۲۴۱۔نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار،ص۲۳۶-۲۳۵۔ البتہ بعض کتب میں یہ الفاظ ابراہیم بن عباس سے نقل ہوئے ہیں نہ کہ عباس سے ۔دیکھیے: الاتحاف بحب الاشراف،ص۳۳۸۔احسن القصص، ج۴،ص۲۸۹۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام رضاؑ سے جو کچھ بھی سوال ہوتا تھا آپ اس کا تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے، میں نے دنیا میں آج تک ان سے زیادہ عالم نہیں دیکھا، مامون طرح طرح کے سوالات کے ذریعہ آنحضرتؑ کی آزمائش کرتا لیکن آپ بااطمینان خاطر تسلی بخش جواب عطا فرماتے۔ آنحضرتؑ بہت کم سوتے اور بہت زیادہ روزے رکھتے تھے، کبھی بھی آپ کے ہر مہینے کے تین روزے ترک نہیں ہوتے اور فرماتے یہ تین دن کے روزے ایک سال کے روزوں کے برابر ثواب رکھتے ہیں، آپ بہت زیادہ کار خیر انجام دیتے خاموشی سے صدقات عطا فرماتے اور اکثر و بیشتر یہ صدقات رات کی تاریکی میں انجام پاتے، گرمیوں میں آپ کا بستر چٹائی وحصیر اور سردیوں میں کھال و چرم ہوتی تھی۔

۱۱- نوفلی:

آنحضرتؑ کے ہم عصر شاعر نوفلی نے آپؑ کی مدح میں اس طرح اشعار کہے ہیں:

رأیت الشیب مکروها و فیه　　وقار لاتلیق به الذنوب

اذا رکب الذنوب اخومشیب　　فما احد یقول متی یتوب

و داء الغانیات بیاض رأسی　　ومن مد البقاء له یشیب

سأصحبه بتقوی الله حتی　　یفرق بیننا الاجل القریب(۱)

میں بڑھاپے اور محاسن کی سفیدی کو ناپسند کرتا ہوں جب کہ اس دوارن وہ وقار ہوتا ہے کہ جو گناہ کے ساتھ جمع نہیں ہوسکتا۔ جب کوئی بوڑھا اور محاسن سفید کسی گناہ کا مرتکب ہو تو اس کو کبھی بھی توبہ کی امید نہیں کرنی چاہیے، غناء اور ترنم سے پڑھنا میرے سر و محاسن کی سفیدی ہے اور جس کی عمر طولانی ہو جائے اس کے بال سفید ہو ہی جاتے ہیں لہذا میں جب تک بھی زندہ ہوں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں زندگی گذاروں گا۔

---

(۱) الوافی بالوفیات، ج ۲۲، ص ۲۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھی صدی

۱۳- ابوبکر بن خزیمۃ شافعی (۳۱۱ھ) اور ابوعلی ثقفی شافعی (۳۲۸ھ):

حاکم نیشاپوری شافعی کا بیان ہے:

"سمعت محمد بن المؤمل بن حسن بن عیسی یقول : خرجنا مع امام اهل الحدیث ابی بکر بن خزیمة و عدیله ابی علی الثقفی مع جماعة من مشایخنا ، وهم اذذالك متوافرون الی زیارة قبر علی بن موسی الرضا بطوس ، قال : فرأیت من تعظیمه (ابن خزیمه) لتلك البقعة و تواضعه لها و تضرعه عندها ما تحیرنا"۔(۱)

حاکم کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن مؤمل سے سنا، وہ ہے کہ ہم ایک روز اہل حدیث کے امام ابوبکر بن خزیمہ وابوعلی ثقفی اور دیگر اپنے اساتید و بزرگوں کے ہمراہ حضرت امام علی رضاؑ کے مرقد مبارک پر زیارت کے لیے گئے، وہ لوگ آپؑ کی زیارت کے لیے طوس بہت زیادہ جاتے تھے۔

محمد بن مؤمل کا بیان ہے کہ ابن خزیمہ کا حضرت رضاؑ کی قبر مبارک پر گریہ وزاری، توسل، احترام اور تواضع اس قدر زیادہ تھا کہ ہم سب لوگ تعجب وحیرت میں پڑے ہوئے تھے۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز راوی کا یہ جملہ ہے کہ جو مذکورہ روایت کا تسلسل و بقیہ ہے لیکن افسوس کہ بہت سے مؤرخین ومحدثین نے اس کو نقل نہیں کیا، راوی کا بیان ہے:

"ذالك بمشهد من عدة من آل السلطان و آل شاذان ابن نعیم و آل الشنقشین و بحضرة جماعة من العلویة من اهل نیسابور و هرات و طوس و سرخس ،

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص ۱۹۸، ح۴۷۷۔تھذیب التھذیب، ج۷،ص۳۳۹، دونوں نے تاریخ نیشاپور سے نقل کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

فدوّنوا شمائل ابی بکر محمد بن اسحاق عند الزیارة و فرحوا و تصدقوا شکراً لله علی ما ظهر من امام العلماء عند ذالك الامام و المشهد وقالوا باجمعهم : لو لم یعلم هذا الامام انه سنة و فضیلة لما فعل هذا ۔''(١)

راوی ہے کہ حضرت امام علی رضاؑ کے مرقد مطہر پر ابن خزیمہ کا یہ گریہ وزاری اور احترام، تواضع اور تعظیم، سلطان کے خاندان کے حضور اور خاندان شاذان و خاندان شنقشین نیز نیشاپور، ہرات و سرخس کے شیعوں و علویوں کے سامنے انجام پایا اور سب نے ابن خزیمہ کی یہ حرکات و سکنات کو کہ جو اس نے حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارکہ پر انجام دیں، دیکھا اور ثبت و ضبط کیا۔ ابن خزیمہ کی اس روش اور آنحضرتؑ کی قبر مطہر کی زیارت سے تمام افراد بہت خوش ہوئے نیز امام العلماء کی اس روش پر خوشی اور شکر خدا میں صدقات دیئے۔ اور سب نے بیک زبان یہ کہا کہ اگر یہ کام (اہل بیتؑ کی قبروں کے سامنے گریہ وزاری، احترام و تواضع اور تعظیم) سنت نہ ہوتا اور فضیلت نہ رکھتا تو کبھی بھی ابن خزیمہ اس طرح انجام نہ دیتے۔

١۴- محمد بن یحی صولی (٣٣٥ھ):

احمد بن یحی نے شعبی سے نقل کیا ہے:

ایک روز شعبی نے کہا: سب سے افضل و بہتر کون سا شعر ہے؟ تو اس کو جواب دیا گیا انصار کا جنگ بدر میں رجز: و بئر بدر اذ یرد وجوههم جبریل تحت لوائنا و محمد

جس وقت صنادید قریش بدر کے کنوے کے نزدیک شکست کھا گئے اور جبریل و حضرت محمدؐ ہمارے پرچم کے سائے میں موجود تھے۔

---

(١) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمة من ذریتهم، ج٢، ص١٩٨، ح ٤٧٧۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن یحیٰ صولی نے مقام قضاوت میں جواب دیا: نہیں بلکہ ابونواس کا شعر کے جواس نے امام رضاؑ کی شأن میں کہا ہے (۱)۔ کہ جو پہلے گذر چکا ہے۔

محمد بن یحیٰ صولی نے حضرت امام رضاؑ کی ولایت عہدی کے بارے میں اس طرح مدح سرائی کی:

علی حین اعطی الناس صفق اکفهم　　علی بن موسی بالولایة والعهد

فما کان فینا من ابی الضیم غیره　　کریم کفی باقی القول وفی الرد(۲)

جس وقت لوگ حضرت علیؑ بن موسیٰؑ کے دست مبارک پر ولی عہدی کی بیعت کررہے تھے ہمارے درمیان ان سے بڑھ کر کوئی نہیں تھا کہ جو کریم النفس اور صبور و بردبار ہوتا وہی ہیں کہ جو ہر صاحب مال کو اس کا مال اور صاحب حق کو اس کا حق پلٹا دیتے ہیں۔

۱۵- علی بن حسین مسعودی شافعی (۳۴۶ھ):

فلم یجد فی وقته احد افضل ولا احق بالامر من علی بن موسی الرضا فبایع له بولایة العهد و ضرب اسمه علی الدنانیر و الدراهم۔(۳)

مامون نے امر خلافت کے لیے اپنے زمانے میں حضرت علی بن موسی الرضاؑ سے افضل و بہتر کسی کو نہیں پایا لہذا آپ کی ولی عہدی کے لیے لوگوں سے بیعت لی اور درھم و دینار پر آپ ہی کا اسم مبارک کندہ کرایا گیا۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۹،ص۳۸۸۔

(۲) اشعار اولاد الخلفاء واخبارھم من کتاب الارواق،ص۳۰۔

(۳) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج۶،ص۳۳۔تاریخ مختصر الدول،ص۱۳۴۔مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲،ص۱۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۶- ابن حبان بستی شافعی (۳۵۴ھ):

"علی بن موسی الرضا ابو الحسن من ساداة اهل البيت و عقلائهم و جلة الهاشميين و نبلائهم ، يجب ان يعتبر حديثه اذا روى عنه ـ ـ ـقد زرته (قبره) مرارا كثيرة وما حلت بى شدة فى وقت مقامى بطوس فزرت قبر على موسى الرضا ،صلوات الله على جده و عليه ، و دعوت الله ازالتها عنى الا استجيب لى ، زالت عنى تلك الشدة و هذا شئ جربته مرارا فوجدته كذالك ـاماتنا الله على محبة المصطفى و اهل بيته صلى الله عليه و عليهم اجمعين"ـ(۱)

حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ، اہل بیتؑ کے بزرگان وعقلاء اور ہاشمی خاندان کے بزرگوں وشرفاء میں سے ہیں، جب ان سے کوئی روایت نقل ہوتو اس پر اعتبار کرنا واجب ہے۔۔۔ میں نے کئی مرتبہ ان کی قبر مطہر کی زیارت کی ہے۔اور شہر طوس میں میرے قیام کے دوران جب کبھی بھی مجھ پر کوئی مشکل پڑی تو میں نے حضرت علی بن موسی رضاؑ - آپ اور آپ کے جد بزرگوار پر خدا کا درود وسلام ہو- کی قبر پاک کی زیارت کی اور خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی مشکل کے حل کے لیے دعا مانگی تو میری دعا مستجاب ہوگئی اور وہ مشکل حل ہوگئی ، یہ تجربہ میں نے وہاں پر کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ خداوند عالم ہمیں محبت رسولؐ وآل رسولؐ پر موت عطا کرے۔اور خدا کا درود وسلام ہو محمد وآل محمد پر۔

۱۷- حسین بن احمد مہلبی (۳۸۰ھ):

وہ بھی حضرت امام رضاؑ کی شخصیت اور نوقان کے بارے میں کہ جو طوس کا ایک شہر ہے لکھتا ہے:

"وهى من اجل مدن خراسان و اعمر ها و بظاهر مدينة نوقان قبر الامام على بن موسى بن جعفر و به ايضاً قبر هارون الرشيد و على قبر على بن موسى حصن

---

(۱) کتاب الثقات، ج۸،ص ۴۵۷۔

Presented by Ziaraat.Com

و فیه قوم معتکفون ۔۔۔"۔(۱)

خراسان کے شہروں میں سے بزرگ ترین اور آبادترین شہر نوقان ہے،شہر نوقان کے پیچھے حضرت امام علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ کی قبر ہے اور وہیں پر ہارون الرشید کی قبر بھی ہے۔حضرت علی بن موسیٰؑ کی قبر پر ایک عمارت ہے کہ جس میں لوگ اعتکاف بجالاتے ہیں۔

۱۸- محمد بن علی بن سہل شافعی (۳۸۴ھ):

حاکم نیشاپوری کا بیان ہے:

"سمعت ابا الحسن محمد بن علی بن سهل الفقیه یقول: ما عرض لی مهم من امر الدین والدنیا ، فقصدت قبر الرضا لتلك الحاجة ، ودعوت عند القبر الا قضیت لی تلك الحاجة ، وفرج الله عنی ذالك المهم۔۔۔ وقد صارت الی هذه العادة ان اخرج الی ذالك المشهد فی جمیع ما یعرض لی ، فانه عندی مجرب"۔(۲)

میں نے ابوالحسن محمد بن علی بن سہل فقیہ سے سنا،وہ ہے کہ مجھ کو جب کبھی بھی کوئی دینی یا دنیوی مشکل پیش آئی میں نے اس حاجت کی طلب کے لیے حضرت علی رضاؑ کی قبر مطہر کا ارادہ کیا اور آپؑ کی قبر کے قریب جا کر دعا کی وہ حاجت برآئی اور خداوند عالم نے میری وہ مہم ومشکل آسان کردی۔۔۔یہ میری عادت بن چکی تھی کہ میں ہر مشکل مسئلہ میں آپ کی زیارت کے لیے جاتا اور حاجت طلب کرتا اور یہ چیز میرے نزدیک تجربہ شدہ ہے۔

۱۹- دارقطنی بغدادی شافعی (۳۸۵ھ):

آنحضرتؑ کی شأن وعظمت کو اس طرح بیان کرتا ہے:

---

(۱) الکتاب العزیزی،ص۱۵۵۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین ،ج۲،ص۲۲۰،ح۴۹۶۔بنقل از تاریخ نیشاپور۔

Presented by Ziaraat.Com

فهو علی بن موسی بن جعفربن محمد العلوی الحسینی ، ابو الحسن الرضا یروی عن ابیه موسی بن جعفر عن آبائه عن علی۔(۱)

آپ علی فرزند موسی فرزند جعفر فرزند محمد علوی حسینی ابوالحسن رضا ہیں وہ اپنے والد بزرگوار موسی بن جعفر اور وہ اپنے آباء واجداد سے کہ وہ علی ابن ابی طالب سے روایات نقل فرماتے ہیں۔

پانچویں صدی

۲۰- حاکم نیشاپوری شافعی (۴۰۵ھ):

وہ مذہب شافعی کی عظیم ترین شخصیتوں میں سے ہے کہ جس نے اپنی عظیم کتاب تاریخ نیشاپور میں حضرت امام رضاؑ کی شخصیت وعظمت کے بارے میں تحریر کیا ہے، اگر چہ آج کل یہ کتاب دستیاب نہیں ہے لیکن اہل سنت کے بزرگوں کا اس کتاب سے نقل روایت کرنا اور حاکم نیشاپوری کی روایات پر اعتماد کرنا خصوصاً حضرت امام رضاؑ کے متعلق اس کتاب کی عظمت کو کسی حد تک محفوظ رکھے ہوئے ہے۔

جوینی شافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول السبطین والآئمۃ من ذریتھم میں حضرت امام رضاؑ کے متعلق حاکم نیشاپوری کی بہت سی روایات وواقعات کو محفوظ کیا ہے۔

بہر حال حاکم نیشاپوری شافعی حضرت امام رضاؑ کی علمی شخصیت کے بارے میں اس طرح لکھتا ہے:وکان یفتی فی مسجد رسول الله ، وهو ابن نیف و عشرین سنة ، روی عنه من آئمة الحدیث ،آدم بن ابی ایاس و نصر بن علی الجهنی و محمد بن رافع القشیری و غیرهم ۔(۲)

---

(۱) المؤتلف والمختلف ، ج۲،ص۱۱۱۵۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم ، ج۲،ص ۱۹۹، ح۴۷۸۔تھذیب التھذیب، ج۷،ص۳۳۹۔

Presented by Ziaraat.Com

علی ابن موسی الرضا کی عمر بیس سال سے اوپر کی تھی کہ آپ مسجد رسول میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوے دیتے تھے، آئمہ حدیث نے آپ سے روایات نقل کی ہیں جیسے آدم بن ابی ایاس ونصر بن علی الجھنی اور محمد بن القشیر ی وغیرہ۔۔۔

حضرت امام رضاؑ کے سلسلہ نسب کی عظمت وتجلیل کرتے ہوئے کہ آپ آل رسولؐ میں سے ہیں اس طرح بیان کرتا ہے:

ومن اجل فضیلة لنسب علی بن موسی الرضا انه من ذریة خیر البشر محمد المصطفی۔(۱)

حضرت علی بن موسی الرضاؑ کے نسب کی ایک عظیم فضیلت یہ ہے کہ آپ افضل الناس وخیر البشر حضرت محمد مصطفیؐ کی ذریت پاک میں سے ہیں۔

حاکم نیشاپوری شافعی ہے:

'وقد عرفنی الله من کرامات التربة خیر کرامة ، منها : انی کنت متقرساً لا اتحرك الابجهد فخرجت وزرت و انصرفت الی نوقان بخفین من کرابیس ، فاصبحت من الغد بنوقان و قد ذهب ذالك الوجع وا نصرفت سالماً الی نیسابور"۔(۲)

خداوند عالم نے مجھے اس تربت اقدس اور قبر مطہر کی کئی کرامات دکھائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب میں جوڑوں کی ودرد میں مبتلا ہوا اور بڑی مشکل سے چلتا پھرتا تھا تو گھر سے باہر آیا اور حضرتؑ کی قبر پاک کی زیارت کی اور کرابیس کے جوتے پہن کر پاپیادہ نوقان پہنچا رات وہیں گذاری صبح نمودار ہوئی تو میرا تمام درد ختم ہو چکا تھا اور میں صحیح وتندرست نیشاپور واپس آیا۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم ،ج۲،ص۲۰۲،ح۴۸۱۔
(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم ،ج۲،ص۲۲۰،ح۴۹۶۔

Presented by Ziaraat.Com

حاکم نیشاپوری شافعی اپنے مذکورہ کلام کی تائید اور شاہد کے طور پر کچھ دیگر اہل سنت کے اعترافات کو بھی نقل کرتا ہے کہ جو حضرت امام رضاؑ کے روضہ منورہ سے شفا پا چکے ہیں کہ جن میں سے چند کی طرف ہم بھی اشارہ کریں گے۔

ایک- مصری زائر بنام حمزہ:

حاکم نیشاپوری اپنی اسناد کے ساتھ نقل کرتا ہے: ''حمزہ حضرت امام رضاؑ کے مرقد مطہر کی زیارت کے لیے مصر سے آیا تھا اور آنحضرتؑ کی کرامات معنوی پر اعتقاد رکھتا تھا'' یہ واقعہ تفصیلاً اسی کتاب کے حصہ زیارت میں نقل کیا جائے گا۔

دو- محمد بن قاسم شافعی:

وہ ان لوگوں میں سے تھا کہ جو حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کی زیارت کے منکر ہیں لیکن بعد میں اس کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا کہ جس کی وجہ سے وہ اپنے اس باطل عقیدے سے پلٹا اور آنحضرتؑ کی قبر کا زائر بن گیا اس طرح زائر بنا کہ اس زمانے کے سفر کی مشکلات کے باوجود ہر سال دو مرتبہ آنحضرتؑ کے روضہ منورہ کی زیارت کے لیے آتا تھا۔(۱)

تین- فخر الدین ادیب جندی شافعی:

وہ بھی حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کا زائر اور آنحضرتؑ کے روضہ مبارک سے شگفت آور معجزات وکرامات کا شاہد ہے۔(۲)

چار- ابوالنضر موذن نیشاپوری شافعی:

ابوالنضر موذن نیشاپوری شافعی ان لوگوں میں سے ہے کہ جس نے حضرت امام رضاؑ کی قبر شریف کی زیارت سے شفا پائی ہے۔(۳)

---

(۱)و(۲)و(۳) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین، ج۲، ص۱۹۷، ح۴۷۵و۴۷۶ وص۲۱۷، ح۴۹۱

Presented by Ziaraat.Com

پانچ- ایک نامعلوم شخص:

حاکم نیشاپوری حضرت امام رضاؑ کی قبر مبارک پر زیارت کے لیے آنے کے متعلق ایک اجنبی شخص کا عجیب وغریب واقعہ نقل کرتا ہے کہ جس کی تفصیل حصہ زیارت میں آئے گی۔(۱)

چھ- زید فارسی:

وہ لاعلاج مرض میں مبتلا تھا اور حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارک کی زیارت کی برکت سے شفایاب ہوگیا۔(۲)

سات- حمویہ بن علی:

وہ حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کا زائر، آنحضرت کے روضہ منورہ سے رونما ہونے والے معجزات وکرامات کا شاہد اور آپ کی معنوی شخصیت کا معتقد ہے۔(۳)

۲۱- ابوالحسین بن ابی بکر شافعی:

حاکم نیشاپوری شافعی ہے:

"سمعت ابا الحسین بن ابی بکر الفقیه یقول: قد اجاب الله لی فی کل دعوة دعوته بها عند مشهد الرضا ، حتی انی دعوت الله (ان یرزقنی ولداً)فرزقت ولداً بعد الایاس منه"۔(۴)

ابوالحسین بن ابی بکر فقیہ سے میں نے سنا اس نے کہا؛ میں نے خداوند عالم سے حضرت امام رضا کے جوار میں جو بھی دعا مانگی وہ مستجاب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کافی مایوسی کے بعد خداوند عالم سے بیٹے کی دعا کی تو خداوند عالم نے وہ بھی مستجاب فرمائی اور مجھ کو فرزند سے سرفراز فرمایا۔

---

(۱)و(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین ، ج ۲،ص ۲۱۸، ح ۴۹۳ وص ۲۱۹، ح ۴۹۴۔

(۳)و(۴)فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین ، ج ۲،ص ۲۱۹، ح ۴۹۵ وص ۲۲۰، ح ۴۹۸۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۲- ابوسعد منصور بن حسین آبی (۴۲۱ھ):

اس نے بھی اپنی کتاب کے کچھ صفحوں کو حضرت امام رضاؑ کی زندگی وحالات اور آپ کے نورانی کلام سے مخصوص کیا ہے اور سب سے مہم آپ کا نیشاپور تشریف لانا، لوگوں کا تاریخی استقبال، حدیث سلسلۃ الذھب، اس حدیث کے بارے میں علماء اہل سنت کے نظریات اور اس حدیث شریف سے لوگوں کا شفایاب ہونے کو ذکر کیا ہے۔(۱)

۲۳- احمد بن علی خطیب بغدادی شافعی (۴۶۳ھ):

وہ حضرات امام رضاؑ کے بارے میں تحریر کرتا ہے:

علی بن موسی الرضا و کان والله رضا کما سمی ۔(۲)

خدا کی قسم! حضرت علی بن موسی الرضاؑ جیسا کہ آپ کا اسم گرامی رضا ہے واقعا آپ رضا اسم بامسمی ہیں۔

۲۴- علی بن ھبۃ اللہ ابن ماکولا شافعی (۴۷۵ھ):

وہ آٹھویں امام کے متعلق لکھتا ہے:

ابو الحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ۔۔۔ و کان من اعیان اھل بیته علماً و فضلاً ۔(۳)

ابوالحسن علیؑ بن موسیؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ ۔۔۔علم و دانش اور فضیلت کے اعتبار سے اپنے خاندان میں بزرگ و باعظمت شمار کیے جاتے تھے۔

---

(۱) نثر الدرر، ج۱، ص۳۶۱-۳۶۵۔

(۲) تاریخ بغداد، ج۵، ص۴۸۱۔

(۳) الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی اسماء والکنی والانساب، ج۴، ص۷۵۔

Presented by Ziaraat.Com

چھٹی صدی

۲۵- ابوسعد عبدالکریم بن منصور تمیمی سمعانی شافعی (۵۶۲ھ):

الرضا کان من اهل العلم و الفضل مع شرف النسب۔(۱)

حضرت امام رضاؑ شرافت وکمال نسب کے ساتھ ساتھ اہل علم وفضل حضرات میں سے تھے۔

۲۶- ابوالفرج ابن جوزی حنبلی (۵۹۷ھ):

و کان یفتی فی مسجد رسول الله ، وهو ابن نیف و عشرین سنة --- و کان المامؤن قد امر باشخاصه من المدینه ، فلما قدم نیسابور خرج و هو فی عمارية علی بغلة شهباء ، فخرج علماء البلد فی طلبه ، مثل یحی بن یحی ، اسحاق بن راهویه ، محمد بن رافع ، احمد بن حرب و غیرهم فاقام بها مدة۔(۲)

امام رضاؑ بیس سال سے کچھ زیادہ کی عمر میں مسجد رسول میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوے دیتے۔۔۔اور مامون کے دستور کے مطابق مدینہ سے ہجرت فرمائی، جب آپ نیشاپور تشریف لائے تو خاکی رنگ کے خچر پر عماری میں سوار تھے، علماء شہر جیسے یحی بن یحی، اسحاق بن راھویہ، محمد بن رافع، احمد بن حرب وغیرہ نے بڑھ کر آنحضرتؑ کا استقبال کیا اور آپ نے کافی وقت تک اس شہر میں قیام فرمایا۔

اور وہ دوسری جگہ پر تحریر کرتا ہے:

علی بن موسی الرضا من آئمة الامصار و تابع تابعین --- علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی الهاشمی ، یلقب بالرضا ، صدوق مات ۲۰۳ھ۔(۳)

---

(۱) الانساب، ج۳،ص۷۴۔تھذیب التھذیب، ج۷،ص۳۴۰۔
(۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص۱۲۵۔(۳) عجائب القرآن،ص۵۹۔

Presented by Ziaraat.Com

علی بن موسی الرضاؑ بزرگوں کے پیشوا وا ماموں میں سے اور تابعین کے بعد کے طبقہ میں سے تھے ۔۔۔آپ علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی الھاشمی ہیں آپ کا لقب رضا ہے، بہت زیادہ سچ بولنے والے تھے آپ کا انتقال ۲۰۳ھ میں ہوا۔

ساتویں صدی

۲۷- مجدالدین ابن اثیر جزری شافعی (۶۰۶ھ):

هو ابوالحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی الهاشمی، المعروف بالرضا ۔۔۔ وکان مقامه مع ابیه موسی بن جعفر تسعاً و عشرین سنة واشهراً و عاش بعد ابیه عشرین سنة ۔۔۔ والیه انتهت امامة الشیعه فی زمانه وفضائله اکثر من ان تحصی ، رحمة الله علیه و رضوانه۔(۱)

آپ ابوالحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی الھاشمی، معروف بہ رضا ۲۹ سال اور کچھ مہینے اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں رہے اور والد ماجد کے انتقال کے بعد بیس سال زندگی بسر کی اپنے زمانے میں شیعوں کے امام تھے آپ کے فضائل اتنے زیادہ ہیں کہ جن کا احصاء اور شمار نہیں کیا جا سکتا۔ آپ پر خدا کی رحمت ورضوان ہو۔

۲۸- ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ):

وہ حضرت امام حسین کی اولاد کو شمار کرتے ہوئے ہے:

علی بن الحسین، محمد بن علی ابو جعفر الباقر۔۔۔ جعفر بن محمد الصادق ، موسی بن جعفر، علی بن موسی ، کلهم آئمة مرضیون و فضائلهم کثیرة مشهورة۔

---

(۱) تتمۃ جامع الاصول، ج ۲، ص ۷۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

علی فرزند حسین، ابوجعفر محمد باقر فرزند علی، جعفر صادق فرزند محمد، موسی فرزند جعفر، علی فرزند موسی یہ سب آئمہ مورد رضایت الٰہی ہیں، ان کے فضائل بہت زیادہ اور مشہور ہیں۔

پھر آئمہ معصومینؑ اور خصوصا حضرت امام رضاؑ کے بارے میں ہے:

وفی بعض روایاتهم عن آبائهم نسخة یرویها علی بن موسی عن ابیه موسی بن جعفر عن ابیه جعفر عن ابیه محمد بن علی بن الحسین بن علی ، عن ابیه علی ، عن النبی ، قال بعض اهل العلم : لو قرئ هذا الاسناد علی مجنون لبرئ۔(۱)

بعض روایات کے ایسے نسخے بھی ہیں کہ جو علیؑ بن موسیؑ نے اپنے والد ماجد موسیؑ بن جعفرؑ سے اور آپ نے اپنے والد گرامی جعفرؑ بن محمدؑ سے اور انہوں نے اپنے والد بزرگوار محمدؑ بن علیؑ بن حسینؑ بن علیؑ سے اور آپ نے اپنے والد علیؑ سے۔ انہوں نے پیغمبر اکرمؐ سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے بارے میں ایک عالم کا نظریہ ہے کہ اس سلسلہ اسناد کو اگر کسی مجنون پر پڑھ دیا جائے تو وہ شفایاب ہو جائے گا۔

۲۹- ابوالقاسم عبدالکریم رافعی شافعی (۶۲۳ھ):

علی بن موسی بن جعفر --- ابو الحسن الرضا من آئمة اهل البیت و اعاظم ساداتهم و اکابرهم ---(۲) حضرت علیؑ بن موسیؑ بن جعفرؑ ابوالحسن الرضا آئمہ اہل بیتؑ میں، ان کے بزرگوں اور عظیم شخصیتوں میں سے ہیں۔

۳۰- شیخ محی الدین ابن عربی شافعی (۶۳۸ھ):

علی السر الالهٰی والرائی للحقائق کما هی ، النور اللاهوتی والانسان الجبروتی والاصل الملکوتی والعالم الناسوتی ، مصداق معلم المطلق و الشاهد الغیبی

---

(۱) التبیین فی انساب القرشیین، ص۱۳۲-۳۳۔

(۲) التدوین فی اخبار قزوین، ج۳، ص۴۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

المحقق روح الارواح و حیاۃ الاشباح، هندسة الوجود الطیار فی المنشأ ت الوجود ، کهف النفوس القدسیة غوث الاقطاب الانسیة ، الحجة القاطعة الربانیة محقق الحقائق الامکانیة ، ازل الابدیات وابد الازلیات ، الکنز الغیبی والکتاب اللاریبی ، قرآن المجملات الاحدیة و فرقان المفصلات الواحدیة ، امام الوری بدر الدجی ، ابی محمد علی بن موسی الرضا ۔(۱)

علی، سرالٰہی اور حقائق کو اس کی اصلی حالت میں دیکھنے والے، نور لاہوتی، انسان جبروتی واصل ملکوتی اور عالم ناسوتی ہیں، معلم مطلق کے مصداق اور غیبی و پوشیدہ اشیاء وآثار کے شاہد ہیں، تمام ارواح کی روح کو تحقق، اشباح کو زندگی وحیات بخشنے والے اور حدو ہندسہ موجودات ہیں، عوالم وجود میں پرواز کرنے والے، نفوس قدسیہ کو پناہ دینے والے اور انسانی اقطاب کے فریادرس، خداوند عالم کی جانب سے حجت قاطع و برحق، حقائق ممکنات کو وجود عطا کرنے والے، ابدی امور کے ازل اور ازلی امور کے ابد، غیبی گنج اور بے شک ولاریب کتاب، پروردگار احدیت کے مجملات کے قرآن اور اس واحد و یکتا کی تفصیلات کے فرقان، انسانوں کے امام تاریکی میں چودھویں کے چاند ابومحمد علی بن موسی ملقب بہ رضاؑ۔

۳۱- محبّ الدین ابوعبداللہ، معروف بہ ابن نجار بغداری شافعی (۶۴۳ھ):

--- ولد بمدینة النبی --- وسمع الحدیث من والده وعمومته و غیرهم من اهل الحجاز ، وکان من العلم الدین بمکان کان یفتی فی مسجد رسول الله ، وهو ابن نیف و عشرین سنة۔(۲)

---

(۱) کتاب المناقب، ص ۲۹۶۔ یہ کتاب وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح چہاردہ معصوم کی آخر میں چھپی ہے بنقل از ملحقات احقاق الحق، ج ۲۸، ص ۶۵۷۔

(۲) ذیل تاریخ بغداد، ج ۱۹، ص ۱۳۵، شمارہ ۹۶۹۔

Presented by Ziaraat.Com

آپؑ کی مدینہ منورہ میں ولادت ہوئی۔اور اپنے والد بزرگوار اور چچا اور دیگر بزرگان اہل حجاز سے احادیث کو سنا۔علی بن موسی الرضاؑ علم و دین کے اعتبار سے ایسے مقام پر فائز تھے کہ بیس سے کچھ ہی زیادہ کی عمر میں مسجد رسولؐ میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوے دیتے تھے۔

۳۲- محمد بن طلحہ شافعی (۶۵۲ھ):

شبراوی شافعی، محمد بن طلحہ شافعی سے نقل کرتے ہوئے امام موسی کاظمؑ کی اولاد کے بارے میں اس طرح ہے: کان لموسی الکاظم من الاولاد سبع وثلاثون ولداً ما بین ذکر و انثی اجلهم وافضلهم واشرفهم وا کملهم علی بن موسی الرضا ۔۔۔(۱) امام موسی کاظم کی اولاد بیٹے اور بیٹیاں ۳۷ تھیں کہ جن میں سب سے باعظمت وافضل، اشرف اور اکمل علی بن موسی الرضاؑ تھے۔

محمد بن طلحہ خود بھی اس طرح ہے:

قد تقدم القول فی امیر المؤمنین علی و فی زین العابدین علی و جاء هذا علی الرضا ثالثهما و من امعن النظر و الفکرة وجده وارثهما ، فیحکم کونه ثالث العلیین، فما ایمانه و علا شأنه و ارتفع مکانه و اتسع امکانه و کثر اعوانه و ظهر برهانه ،حتی احله الخلیفة المامون محل مهجته و اشرکه فی مملکته ۔۔۔ فکانت مناقبه علیة و صفاته سنیة و مکارمه خاتمیة واخلاقه عربیة و شنشنته اخزمیة و نفسه هاشمیة وارومته الکریمة نبویة ، فمهما عد من مزایاه کان اعظم منه و مهما فصل من مناقبه کان اعلی رتبة منه۔(۲)

---

(۱) الاتحاف بحب الاشراف ،ص۳۱۰۔ یہ نکتہ بیان کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ مطلب محمد بن طلحہ کی موجودہ کتاب مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول میں نہیں ہے شاید اس کی دوسری کتاب زبدۃ المقال فی فضائل الآل میں موجود ہو لیکن یہ کتاب اب نایاب ہے۔دیکھیے: اھل البیت فی المکتبۃ العربیۃ ،ص ۲۰۵،شمارہ ۳۴۶۔

(۲) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول،ص ۲۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امیر المؤمنین علیؑ اور امام زین العابدین علیؑ کے متعلق کلام گذر چکا ہے اب یہ علی رضاؑ تیسرے علی ہیں کہ اگر دقت نظر اور غور وفکر سے کام لیا جائے تو آپ تمام کمالات وفضائل میں ان دونوں علیؑ کے وارث ہیں گویا کہ آپ تیسرے علیؑ ہیں، آپ کے ایمان کا مرتبہ اور شأن ومنزلت کی بلندی، آپ کی قدرت واختیار کی وسعت، آپ کے چاہنے والوں کی کثرت اور آپ کی حقانیت پر دلائل اتنے زیادہ ہیں کہ قابل احصاء نہیں یہاں تک کہ خلیفہ مامون نے آپ کے لیے تخت حکومت پیش کیا اور اپنی مملکت میں شریک کیا۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ اور صفات بہت بلند وبالا ہیں آپ کی رفتار پیغمبرانہ ہے اور اخلاق اصلی عربی ہے کہ جو آپ کو اپنے آباء واجداد سے ورثے میں ملا ہے آپ کے نفسیات ہاشمی اور خاندان شریف نبوی ہے، آپ کی جو عظمت بھی بیان کی جائے کم ہے اور جو کوئی صفات بیان کی جائیں آپ اس سے کہیں بلند وبالا ہیں۔

۳۳- سبط ابن جوزی حنفی (۶۵۴ھ):

کان من الفضلاء الاتقیاء الاجواد۔(۱)

امام رضاؑ اہل فضیلت وتقوی اور اہل کرم وبخشش تھے۔

۳۴- ابن ابی الحدید معتزلی شافعی (۶۵۶ھ):

وہ امام کو اہل بیتؑ کے علماء وبزرگوں میں سے مانتا ہے۔(۲)

دوسرے مقام پر خاندان بنی ہاشم کی جانب سے دفاع کرتے ہوئے خصوصاً امام رضاؑ کے بارے میں ہے:

---

(۱) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔

(۲) شرح نہج البلاغہ، ج ۱۲، ص ۲۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

الـمـرشح للخلافة و المخطوب له بالعهد، كان اعلم الناس و اسخى الناس و اكرم الناس اخلاقاً۔(۱)

امام رضاؑ خلافت و ولی عہد کے لیے منتخب تھے آپ تمام انسانوں میں سب سے زیادہ علم رکھنے والے،سب سے زیادہ سخاوت منداور سب سے زیادہ خوش اخلاق تھے۔

۳۵- محمد بن یوسف گنجی دمشقی شافعی (۶۵۸ھ):

والامـام بـعـده (موسى بن جعفر) ابوالحسن على بن موسى الرضا مولده بالمدينه سنة ثمان و اربعين و مأة ، و قبض بطوس من ارض خراسان ۔۔۔(۲)

امام رضاؑ ۱۴۸ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے ،امام موسیٰ کاظمؑ کے بعد امامت آپ تک پہنچی اور سرزمین خراسان شہر طوس میں انتقال فرمایا۔

۳۶- عمر بن شجاع الدین محمد بن عبدالواحد موصلی شافعی (۶۶۰ھ):

اس نے اپنی کتاب میں ایک فصل مستقل حضرت امام رضاؑ کے لیے تحریر کی ہے بعنوان ''فصل فی امام على بن موسى الرضا ''لہذا لکھتا ہے:

عـلـى بن موسى بن جعفر بن محمد بن على بن الحسين قيل : كان غزير الادب و الـحـلـم و الفهم ، واسع الرواية متقن الدراية ، مكين فى العلم امينا فى الحلم ، كامل الزهد و الورع و الفتوة و المروة ۔۔۔(۳)

---

(۱) شرح نہج البلاغہ، ج۱۵،ص۲۹۱۔

(۲) کفایۃ الطالب فی مناقب علی ابن ابی طالب،ص۴۵۷-۴۵۸۔

(۳) النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم،ص۳۷۷۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت علیؑ بن موسیٰؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ کے متعلق کہا گیا ہے کہ آپ ادب وحلم اور فہم کے اعتبار سے بہت زیادہ باریک بین ونکتہ سنج اور بہت دقیق تھے، بہت زیادہ احادیث نقل فرماتے اور بہت دقت کے ساتھ افہام وتفہیم فرماتے، علم میں مکین وغرق اور حلم میں امین تھے، زہد وپرہیزکاری میں کامل ترین فرد اور شجاعت وشہامت میں سرآمد تھے۔

۳۷- شمس الدین ابن خلکان شافعی (۶۸۱ھ):

هو احد الآئمة اثنا عشر على اعتقاد الامامية و ضرب المامون اسمه عل الدينار و الدرهم --- واستدعى عليا فانزله احسن منزله --- فلم يجد فى وقته احداً افضل ولا احق بالامر من على الرضا فبايعه ---(۱)

امام رضاؑ شیعہ عقیدے کے مطابق بارہ اماموں میں سے ایک ہیں، مامون نے آپ کے نام کے درھم ودینار کے سکہ رائج کرائے، آپ کو مدینہ سے طوس طلب کیا آپ کو اچھا مقام دیا، مامون نے اپنے زمانے میں کسی کو بھی آپ سے افضل وخلافت کا حقدار نہیں پایا لہذا آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

آٹھویں صدی

۳۸- شیخ الاسلام ابراہیم بن محمد جوینی خراسانی شافعی (۷۲۲ھ):

وہ اپنی عظیم کتاب فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم میں ایک حصہ کو امام رضاؑ سے مخصوص کرتا ہے اور اس میں آپ کی عظمت وشخصیت کے متعلق مذکورہ ذیل عبارت تحریر کرتا ہے:

---

(۱) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳، ص۲۶۹-۲۷۰۔

Presented by Ziaraat.Com

فی ذکر بعض مناقب الامام الثامن مظهر خفیات الاسرار و مبرز خبیات الامور الکوامن ،منبع المکارم و المیامن و متبع الاعالی الخضارم والایامن،منیع الجناب رفیع القباب ، وسیع الرحاب هموم السحاب ، عزیز الالطاف غزیر الاکفاف امیر الاشراف، قرة عین آل یاسین وآل عبد مناف ، السید الطاهر المعصوم والعارف بحقائق العلوم والواقف علی غوامض السر المکتوم ، والمخبر بما هو آت و عما غبر و مضی ، المرضی عندا لله سبحانه برضاه عنه فی جمیع الاحوال ، ولذا لقب بالرضا علی بن موسی ، صلوات الله علی محمد وآله ، خصوصاً علیه ما سح سحاب و هما ، وطلع نبات و نما۔ وفی طرف من بیان اخلاقه الشریفه و اعرافه المنیفه و نبذ من کراماته الباهره و شمائل الزاهره ، ذکر بعض احادیثه التی رواها عن آبائه حجج الله علی خلقه و آبائه، سلام الله علیهم و صلوات وصلواته و تحیات تحیاته۔(۱)

حضرت امام رضاؑ کے بعض مناقب کے بیان میں، آنحضرتؑ مظہر اسرار خفیہ اور پوشیدہ امور کو ظاہر کرنے والے، بزرگواری و برکت کی کان، بزرگوں کے آقا و رہبر، بلند و بالا بارگاہ والے، بے پناہ برکت والے بادل اور رحمت الٰہی سے برسنے والی بارش، کہ جن کے الطاف کم نظیر ہیں اور بہت زیادہ بخشش کرنے والے، اشراف و بزرگوں کے امیر اور خاندان یاسین وعبد مناف کے نور چشم، سید و سردار، معصوم و پاک و پاکیزہ حقائق علوم کے عارف اور مخفی اسرار سے واقف، ماضی و مستقبل کی خبر دینے والے، خداوند عالم کے پسندیدہ اور تمام حالات میں اس کی رضا میں راضی رہنے والے اسی وجہ سے خدا کی جانب سے آپ کا لقب رضا رکھا گیا یعنی حضرت علی بن موسی الرضاؑ۔ درود و سلام خدا ہو محمد اور ان کی آل پاک پر خصوصاً امام رضاؑ پر جب تک کہ بادل برستے رہیں، سبزہ ہرا ہوتا رہے اور شگوفے کھلتے رہیں۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص ۱۸۷۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ کے اخلاق شریفہ کے سلسلے میں کچھ بیان اور آپ کی بہت زیادہ خوبیوں کے متعلق اور کچھ آپ کے کرامات و معجزات کے بارے میں، آپ کے نوارنی خلق وخواور آپ کی بعض احادیث کہ جو آپ کے آباء واجداد- کہ جو خداوند عالم کی جانب سے مخلوق پر حجت ہیں، ان پر خدا کا درود وسلام ہو- کے ذریعہ نقل ہوئی ہیں۔

۳۹- عمادالدین اسماعیل ابوالفداء دمشقی شافعی (۷۳۲ھ):

وکان یقال لعلی المذکور: علی الرضا وهو ثامن الآئمة الاثناعشر، علی رأی الامامیه وهو علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب، و علی الرضا هو والد محمد الجواد، تاسع الآئمه۔(۱)

علی بن موسی کو علی رضاؑ بھی کہا جاتا ہے، آنحضرتؑ بارہ امامی شیعوں کے آٹھویں امام ہیں، آپ علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ اور محمد تقی جوادؑ کے والد ماجد ہیں کہ جو شیعوں کے نویں امام ہیں۔

۴۰- ذھبی شافعی (۷۴۸ھ):

الامام السید ابو الحسن علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن الحسین الهاشمی --- وکان من العلم والدین والسؤود بمکان۔(۲)

سید وسردار امام ابوالحسن علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علیؑ بن الحسینؑ الھاشمی علم ودانش، دین ودیانت اور سیادت وبزرگواری کے اعتبار سے ایک خاص مقام کے حامل تھے۔

---

(۱) المختصر فی اخبار البشر، ج۲، ص۲۴۔

(۲) سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۶-۳۸۸۔ العبر فی خبر من غبر، ج۱، ۲۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری جگہ پر لکھتا ہے:

احداعلام هو الامام۔۔۔ و كان سيد بنى هاشم فى زمانه و اجلهم و انبلهم و كان المامون يعظمه و يخضع له و يتغالى فيه ، حتى انه جعله ولى عهده من بعد و كتب بذالك الى الآفاق ۔۔۔(۱)

امام رضاؑ بزرگ شخصیتوں میں سے ہیں۔آپ خاندان بنی ہاشم کے سید وسردار اور اپنے زمانے میں سب سے افضل، بزرگوار اور کریم وعظیم تھے۔ مامون آپ کا بہت احترام کرتا اور آپ کے سامنے بہت خضوع وخشوع سے پیش آتا آپ کے بارے میں بہت ہی مبالغہ گوئی سے کام لیتا یہاں تک کہ آپ کو اپنے بعد کے لیے ولی عہد قرار دیا اور یہ خبر سارے عالم میں پہنچادی۔

ایک اور جگہ تحریر کرتا ہے:

كبير الشأن له علم و بيان و وقع فى النفوس صيره المامون ولى عهده لجلالته(۲)

امام رضاؑ کا مرتبہ بہت بلند وبالا تھا آپ کا علم وبیان بہت وسیع تھا،لوگوں کے دلوں میں آپ کی بہت قدر ومنزلت تھی اسی عظمت وجلالت کی وجہ سے مامون نے آپ کو اپنا ولی عہد بنایا۔

پھر ہے:

وهو من الاثنا عشر الذين تعتقد الرافضه عصمتهم و وجوب طاعتهم۔(۳)

امام رضا، بارہ اماموں میں سے ایک ہیں کہ جن کے بارے میں شیعہ معتقد ہیں کہ یہ بارہ امام معصوم ہیں اور ان کی اطاعت اللہ کی جانب سے واجب ہے۔

---

(۱) تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام،ص ۲۷۰۔

(۲) سیر اعلام النبلاء ج ۱۳،ص ۱۲۱۔

(۳) دول الاسلام، ج ۱،ص ۱۷۸۔

Presented by Ziaraat.Com

یقال : افتی وھو شاب فی ایام مالك ۔(۱) کہا جاتا ہے کہ آپ عالم جوانی میں مالک بن انس (اہل سنت کے چار اماموں میں سے ایک) کے زمانے میں فتوی دیتے تھے۔

دوسری جگہ لکھتا ہے: کان سید بنی ھاشم فی زمانه و اجلھم و انبلھم و کان المامون یبالغ فی تعظیمه۔(۲)

آپؑ اپنے زمانے میں خاندان بنی ہاشم کے سید و سردار، سب سے افضل، بزرگوار اور کریم و عظیم تھے۔ مامون آپ کی تعظیم میں بہت ہی مبالغہ سے کام لیتا تھا۔

۴۱- زین الدین ابن وردی حلبی شافعی (۷۴۹ھ):

وہ امام رضاؑ کے بارے میں لکھتا ہے: وھو ثامن الآئمة الاثنا عشر علی رائی الامامیه۔(۳) آپ شیعہ دوازدہ امامی عقیدے کے مطابق آٹھویں امام ہیں۔

۴۲- زرندی حنفی (۷۵۷ھ):

الامام الثامن نورالھدی و معدن التقی الفاضل الوفی ولکاھل الصفی ذوالعلم المکتوم الغریب المظلوم الشھید المسموم ، القتیل المرحوم عین المؤمنین و عمدة المؤملین شمس الشموس وانیس النفوس ، المدفون بارض طوس ، المجتبی المرتجی المرتضی ابو الحسن علی بن موسی الرضا ، کان من العلماء الزھاد الابرار والاولیاء الحکماء والاخیار۔(۴)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ج۹، ص۳۸۸۔

(۲) تھذیب تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۷، ص۴۴-۴۵۔

(۳) تتمۃ المختصر فی اخبار البشر، ج۱، ص۳۲۰۔

(۴) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ص۱۶۰۔

Presented by Ziaraat.Com

آٹھویں امام نور ہدایت اور تقوی کی کان، فاضل باوفا، کامل ومصفیٰ، صاحب علم خفی، غریب مظلوم، شہید مسموم، مقتول مرحوم، مومنین کی آنکھ، امید والوں کا ستون، سورجوں کا سورج، جانوں کا انیس وہمدم، سرزمین طوس کے مدفون، اللہ کی جانب سے منتخب، مخلوق کی امید، سب کے پسندیدہ، ابوالحسن علیؑ فرزند موسی ملقب بہ رضا، نیک وزاہد علماء میں سے اور شریف حکماء واولیاء میں سے تھے۔

۴۳- خلیل بن ایبک صفدی شافعی (۷۶۴ھ):

وهو احد الآئمة الاثنا عشر، كان سيد بنى هاشم فى زمانه وكان المامون يخضع له و يتغالى فيه۔(۱)

آپ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں، اپنے زمانے میں بنی ہاشم کے سید وسردار تھے، مامون آپ کے حضور بہت متواضع وخضوع سے پیش آتا اور آپ کے بارے میں مبالغے سے کام لیتا تھا۔

۴۴- عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی مکی شافعی (۷۶۸ھ):

الامام الجليل المعظم سلالة السادة الاكارم، ابوالحسن على بن موسى الكاظم --- احد الآئمة الاثنا عشر، اولى المناقب الذين انتسب الاماميه اليهم فقصروا بناء مذهبهم عليه۔(۲)

امام رضاؑ، عظیم المرتبت وجلیل القدر امام ورہبر، اہل کرم بزرگوں کی نسل وذریت سے ہیں، ابوالحسن علی بن موسی کاظمؑ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں، آپ صاحب فضائل ومناقب ہیں، شیعہ مذہب کی بنیاد آپ پر ہی ہے اسی لیے شیعہ مذہب کو امامیہ کہا جاتا ہے۔

---

(۱) الوافی بالوفیات، ج۲،ص۲۵۱۔

(۲) مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲،ص۱۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۵- ابن کثیر دمشقی شافعی (۷۷۴ھ):

وہ امام رضاؑ کی سال وفات کے بارے میں ہے:

وفیھا (۲۰۳ھ) توفی من الاعیان علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب القرشی الھاشمی العلوی الملقب بالرضا۔(۱)

سال ۲۰۳ھ میں ایک عظیم شخصیت-حضرت علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب قرشی ھاشمی علوی کہ جو رضا کے لقب سے معروف تھے-کی وفات ہوئی۔

۴۶- محمد بن عبداللہ ابن بطوطہ مراکشی (۷۷۹ھ):

"و رحلنا الی مدینة مشھد الرضا ، وھو علی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشھیدبن امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب ،رضی الله عنھم، وھی ایضاً مدینة کبیرة --- و المشھد المکرم علیه قبة عظیمة فی داخل زاویة تجاورھا مدرسة و مسجد و جمیعھا ملیح البناء ، مصنوع الحیطان بالقاشانی و علی القبر دکانة خشب ملبسة بصفائح الفضة وعلیه قنادیل فضة معلقة و عتبة باب القبة فضة وعلی بابھا ستر حریر مذھب وھی مبسوط بانواع البسط و ازاء ھذا قبرھارون الرشید --- و اذا دخل الرافضی للزیارة ضرب قبر ھارون الرشید برجله و سلم علی الرضا "۔(۲)

شہر مشہد الرضا میں پہنچے کہ وہ علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن حسین شہیدؑ بن امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ ہیں-ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو-

---

(۱) البدایۃ والنھایۃ، ج۱۰،ص۲۶۱-۲۶۰۔

(۲) تحفۃ النظار فی غرائب الامصار معروف بہ رحلۃ ابن بطوطہ،ص۴۰۱۔

Presented by Ziaraat.Com

مشہد الرضا بہت بڑا شہر ہے اور حضرت کی بارگاہ پر بہت عظیم اور خوبصورت گنبد ہے، اس کے کنارے مدرسہ اور ایک مسجد ہے کہ جن میں سے ہر ایک عمارت اپنی مثال آپ ہے۔ خصوصاً کاشی سے تزیین کی ہوئی دیواریں اور قبر مطہر اور قبر کے چاروں طرف ایک لکڑی کی ضریح بنی ہوئی ہے کہ جس کے اوپر چاندی کا غلاف ہے۔

ضریح کے بالائی حصہ اور اوپر چاندی سے بنے ہوئے چراغدان اور ان میں چمکتے ہوئے چراغ، اس پر سنہرے دھاگے سے بنا ہوا ریشم کا پردہ اور نیچے بچھے ہوئے مختلف اقسام کے قالین تھے۔ اسی کے مقابل ہارون الرشید کی قبر بھی ہے کہ جب کوئی شیعہ رافضی زیارت کے لیے جاتا ہے تو پہلے ھارون الرشید کی قبر پر ٹھوکر مارتا ہے پھر امام رضاؑ کو سلام کرتا ہے۔

۴۷- محمد بن حسین بن احمد خلیفہ نیشاپوری شافعی:

وہ اپنی کتاب تاریخ نیشاپور کی تلخیص میں حضرت امام رضاؑ کی توصیف بیان کرتے ہوئے اور قدیم نیشاپور کے مفاخرات کو شمار کرتے ہوئے کہ ان کی برکت ہمیشہ اس شہر کے رہنے والوں پر باقی ہے اس طرح تحریر کرتا ہے:

جب سلطان اولیاء، برہان اتقیاء، وارث علوم مرسلین، خزانہ دار اسرار پروردگار عالمین، ولی اللہ، صفی اللہ، جگر گوشہ رسول اللہؐ، امت کو پناہ دینے والے، روز قیامت کہ جس دن ناک پکڑی ہوگی اس روز مشکلات کو برطرف کرنے والے، روز بعث کہ جس دن میزان اخلاص میں اعمال تولے جائیں گے گناہکاروں کے چھٹکارے کے لیے پناہ گاہ، جیسا کہ آپ ہی نے وعدہ فرمایا ہے کہ میں تین مقامات پر اپنے زائرین کی مدد کو پہنچوں گا، اعمال کے تولے جاتے وقت، نامہ اعمال دیے جاتے وقت، اور صراط سے گذرتے وقت، مکمل اختیارات کے ساتھ شفاعت فرمائیں گے، روز جزا و یوم حشر سلطان مقربین حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ، خدا کا درود وسلام ہو اس کے رسولؐ، آپ کی آل پاک اور آئمہ معصومینؑ و روز قیامت تک آپ کے ماننے والے واتباع کرنے والوں پر۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں ظہور پذیر ہوئے اور ۱۹۴ھ کو شہر بصرہ میں درس حدیث و تفسیر اور نشر علوم محمد و آل محمدؐ میں مصروف اور نصرت دین کے لیے آفتاب ہدایت بن کر چمکے، اس کے بعد مصلحت الٰہی کے مطابق خراسان کے لیے عازم سفر ہوئے۔ ۲۰۰ھ کو نیشاپور میں وارد ہوئے آپ کی تشریف آوری باعث رضایت مقربین ہوئی اور چون کہ آپ کے نور کی شعائیں دور دور تک پھیلیں کہ جس سے اہل شہر نیشاپور بھی مستفیض ہوئے اور شہر شہرت یافتہ بھی ہو گیا۔(۱)

نویں صدی

۴۸- عطاءاللہ بن فضل اللہ شیرازی (۸۰۳ھ):

علی بن موسی الرضاؑ لوگوں سے خود انہی کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے اور آپ گفتگو کرنے میں بہترین سخنور اور عقلمند ترین فرد تھے اور سب کی زبانوں کو خود اہل زبان سے بہتر جانتے تھے۔۔۔ مشہد مقدس اور آپ کا مرقد منور تمام طبقات اور پوری دنیا کے زائرین کا مرکز و ملجأ و مأوی ہے۔(۲)

۴۹- ابن خلدون مالکی (۸۰۸ھ):

علی الرضا و کان عظیماً فی بنی هاشم۔(۳)

امام علی رضاؑ بنی ہاشم میں عظیم المرتبت تھے۔

۵۰- احمد بن علی قلقشندی شافعی (۸۲۱ھ):

وہ بھی حضرتؑ کے مقام و منزلت کی توصیف میں کہ جس کے سبب مامون کی جانب سے آپ کو ولایت عہدی ملی لکھتا ہے:

---

(۱) تلخیص و ترجمہ تاریخ نیشاپور، ص ۱۳۱-۱۳۲۔

(۲) روضۃ الاحباب، ج ۴، ص ۴۳۔ دیکھیے: تاریخ احمدی، ص ۳۶۔

(۳) تاریخ ابن خلدون، ج ۴، ص ۳۸۔

Presented by Ziaraat.Com

علی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب ، لما رأی من فضیلة البارع و علمه الناصع و ورعه الظاهر و زهدالخالص و تخلیه من الدنیا و تسلمه من الناس و قد استباق له ما لم تزل الاخبار علیه متواطئة والالسن علیه متفقة والکلمة فیه جامعة ـــ فعقد له بالعقد والخلافة ـــ(۱) علیؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ جب کہ مامون نے فضیلت گسترده ،علم نافع ،تقوی واقعی اورزہد خالص کو ملاحظہ کیا اورآپ کی دینا سے بے نیازی ولوگوں کا آپ کے حضور خاضع وخاشع ہونے کو دیکھا کہ تمام زبانیں آپ کی فضائل میں متفق ہیں سارے نظریات آپ کے بارے میں ایک ہیں اورسب کا آپ کے حق میں ایک ہی قول ہے تب آپ کو ولایت عہدی سپرد کی۔

۵۱- محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی (۸۲۲ھ):

ومن آئمة اهل البیت ابو الحسن علی الرضا بن موسی الکاظم رضی الله عنهما۔

اورآئمہ اہل بیتؑ میں سے ابوالحسن علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ ہیں،خدا ان دونوں سے راضی ہو۔

وہ اسی کے تسلسل میں حضرت امام رضاؑ کے کرامات،خصوصاً آپ کی نیشاپور تشریف آوری کے واقعات،علماء وعوام اہل سنت کا عظیم الشأن استقبال اورحدیث سلسلۃ الذھب کو نقل کرتا ہے۔(۲)

۵۲- ابن عنبہ (۸۲۸ھ):

لم یکن فی الطالبین فی عصره مثله ـــوکان جلیل القدر ، عظیم المنزلة۔(۳)

---

(۱) صبحی الأعشی فی صناعۃ الانشاء،ج۹،ص۳۸۳۔ مآثر الانافۃ فی معالم الفتہ،ص۳۰۴۔

(۲) فصل الخطاب لوصل الاحباب،بنقل از ینابیع المودۃ لذوی القربی،ج۳،ص۱۶۵-۱۶۸۔

(۳) عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب،ص۱۷۹۔

Presented by Ziaraat.Com

خاندان ابوطالبؑ میں حضرت امام رضاؑ کے جیسا ان کے زمانے میں کوئی نہیں تھا آپ جلیل القدر و عظیم المرتبت تھے۔

۵۳- تقی الدین احمد بن علی مقریزی شافعی (۸۴۵ھ):

وہ اپنی کتاب میں مامون کی جانب سے حضرت امام رضاؑ کے احترام کو ذکر کرتا ہے اور آپ کے نام پر سکے گھڑوانا اور رائج کرانے کو مامون کی طرف سے آنحضرتؑ کے ولایت عہدی قبول کرنے کا شکریہ کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اور آخر میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا ہے کہ امام کو مامون نے مسموم کر کے شہید کیا۔(۱)

۵۴- ابن حجر عسقلانی شافعی (۸۵۲ھ):

علی بن موسی الرضا صدوق من کبار العاشرة۔(۲)

علی بن موسی الرضاؑ سچے اور سلسلہ رواۃ میں دسویں طبقے میں سے ہیں۔

۵۵- ابن صباغ مالکی (۸۵۵ھ):

وهو الامام الثامن ـــ واما مناقبه عليه السلام فمن ذالك كان اكبر دلائل برهانه و شهد له بعلو قدره و سمو مكانه۔(۳)

آپ آٹھویں امام ہیں ـــ لیکن آپ علیہ السلام کے مناقب کہ جو خود آپ کی بزرگی و بلندی مقام اور حقانیت پر عظیم دلیل ہیں۔

---

(۱) النقود الاسلامیۃ، ص۷۲-۷۳۔

(۲) تقریب التھذیب، ج۲، ص۴۲۔

(۳) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص۲۳۳-۲۳۴۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کے بعد وہ امامؑ کے بعض فضائل ومناقب کو بیان کرتا ہے اور بعض علماء سے نقل کرتے ہوئے ہے:مناقب علی بن موسی الرضا من اجل المناقب وامداد فضائله و فواصله متوالية كتوالى الكتائب و موالاته محمودة البوادى و العواقب و عجائب اوصافه من غرائب العجائب ، و سؤدده و نبله قد حل من الشرف فى الذروة و المغارب ، فلموالیه السعد الطالع و لمناوويه النحس الغارب ، اما شرف آبائه فاشهر من الصباح المنير واضوأ من عارض الشمس المستدير ، واما اخلاقه وسماته و سيرته و صفاته و دلائله و علاماته ، فناهيك من فخار و حسبك من علو مقدار جاز على طريقة ورثها من الآباء و ورثها عنه البنون ، فهم جميعا فى كرم الارومة و طيب الجرثومة كاسنان المشط متعادلون ، فشرفا لهٰذا البيت المعالى الرتبة السامى المعلة لقد طال السما ء علاء ونبلا و وسما على الفراقة منزلة و محلا و استوفى صفات الكمال فما يستثنى فى شئ منه لغيروالاانتظم هولاء الآئمة انتظام اللآلى وتناسبوا فى الشرف، فاستوى المقدم والتالى و نالوا رتبة مجد يحيط عنها المقصر و العالى ، اجتهد عداتهم فى خفض منازلهم ، والله يرفعه و ركبوا الصعب و الذلول فى تشتيت شملهم و الله يجمعه و كم ضيعوا من حقوقهم مالا يهمله ولا يضيعه۔(۱)

حضرت علی بن موسی الرضاؑ کے مناقب عالی ترین فضائل وکمالات میں سے ہیں جیسا کہ لشکر کے سپاہی ایک دوسرے کے پیچھے ترتیب کے ساتھ نکلے ہیں اسی طرح فضائل ومناقب امام رضاؑ بھی مسلسل ہیں، آپ کی ولایت روز ازل ہی سے بہت پسندیدہ، آپ کے فضائل وکمالات بہت حیرت انگیز اور آپ کا مقام ومرتبہ بہت عظیم وبلند ہے۔

---

(۱) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص ۲۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ کے دوست خوشحال اور آپ کے دشمن بدبخت ہوں، آپ اور آپ کے آباء واجداد کی عظمت وشرافت روز روشن سے بھی زیادہ آشکار اور سورج سے زیادہ تاباں و درخشاں ہے۔آپ کی اخلاقی خصوصیات و اخلاقیات اتنے عظیم ہیں کہ کوئی بھی ان کے مقام کو درک نہیں کرسکتا، آپ کی بزرگواری کے لیے یہی کافی ہے کہ آپ کو صراط مستقیم اپنے آباء واجداد سے ورثے میں ملی ہے، وہ سب خاندانی حسب ونسب اور اصل واصالت میں کنگھے کے دانتوں کی طرح برابر ہیں، پس اصل شرافت اسی خاندان والا مقام کی ہے کہ جو بلندی و بزرگواری کے آسمان ہیں۔

ان کے تمام صفات وکمالات بے استثناء ہیں، کہ کوئی ان کمالات میں ان کا شریک نہیں ہے یہ آئمہ طاہرینؑ ایک ہی جنس کے گوہر ودر ہیں، ان کے اول وآخر سب برابر ہیں اور بلندی مقام ومرتبہ میں اس منزل پر فائز ہیں کہ کسی کو یہ مرتبہ نصیب نہ ہوسکا، ان کے دشمنوں نے چاہا کہ ان کے مقام کو کم کریں اور ان کے مرتبے کو گھٹائیں لیکن خدا نے ان کو بلند و بالا رکھا، دشمنوں نے مختلف حیلوں وحربوں سے چاہا کہ ان میں اختلاف ڈالیں لیکن خداوند عالم نے ان کے اتحاد کو اور محکم فرمایا، کس قدر ان کے حق کو برباد و نابود کیا گیا لیکن خداوند عالم نے ان کے کسی عمل کو بھی ضائع نہ ہونے دیا اور ہر کام کا اجر محفوظ رکھا۔

۵۶- ابن تغری بردی اتابکی حنفی (۸۷۴ھ):

الاما م ابو الحسن علی الرضا --- کان اماماً عالماً--- و کان علی سید بنی هاشم فی زمانه واجلهم و کان المامون یعظمه و یبجله و یخضع له و یتغالی فیه ، حتی انه جعله ولی عهده من بعده۔(۱)

---

(۱) النجوم الزاهرة فی ملوک مصر والقاهرة، ج ۲، ص ۲۱۹-۲۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

امام ابوالحسن علی رضاؑ ایک عالم و دانا امام تھے آپ اپنے زمانے میں خاندان بنی ہاشم کے سید و سرادر تھے، مامون آپ کا بہت زیادہ احترام، تعظیم و تجلیل کرتا اوراپ کے بارے میں مبالغے سے کام لیتا یہاں تک کہ آپ کو اپنے بعد کے لیے ولی عہد بنایا۔

۵۷- نورالدین عبدالرحمٰن جامی حنفی (۸۹۸ھ):

اس نے اپنی کتاب میں ایک باب بعنوان ''ذکر علی بن موسی بن جعفر رضی الله تعالی عنهم'' قرار دیا ہے اور آنحضرتؑ کے بارے میں لکھتا ہے:

آپ آٹھویں امام ہیں۔۔۔ جتنے بھی زبانوں اور کتابوں میں ان کے فضائل و کمالات ہیں وہ آپ کے فضائل و کمالات کا ایک مختصر سا حصہ ہیں اور بحر بیکراں سے ایک قطرہ ہے لہذا اس مختصر باب میں جمع نہیں کیے جاسکتے، پس مجبوراً صرف آپ کی کرامات اور خارق العادہ افعال کے ذکر پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اس کے بعد آنحضرتؑ کے کمالات و معجزات کو بیان کرتا ہے۔(۱)

دسویں صدی

۵۸- میر محمد بن سید برھان الدین خواوند شاہ، معروف بہ میر خواند شافعی (۹۰۳ھ):

وہ حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کے زائرین کے شگفت انگیز واقعات کو تحریر کرتا اور ہے کہ آپ کے زائر نہ فقط ایران بلکہ روم و ہندوستان اور دوسرے تمام ممالک سے آتے ہیں۔اور پھر ہے:

ذکر احوال علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنھما۔مشہد مقدس اور حضرت امام رضاؑ (کہ جو بطور مطلق وبغیر کسی قید کے امام ہیں) کا مرقد، ایران کا مرکز اور اہل طریقت کے ہر چھوٹے بڑے کی منزل ہے۔

---

(۱) شواھد النبوۃ،ص۳۸۰-۳۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

امت اسلامی کے تمام فرقے اور بنی آدم کے تمام طبقات پوری دنیا میں دور دراز سے جیسے روم، ہندوستان اور ہر طرف سے ہر سال اپنے وطن سے ہجرت کر کے، دوستوں اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر آتے ہیں، اپنی آبرومند پیشانی کو آپؑ کی چوکھٹ پر رکھتے ہیں اور زیارت کے مراسم وقبر کا طواف انجام دیتے ہیں، اس عظیم الٰہی کو دنیا و آخرت کا سرمایہ جانتے ہیں۔ حضرت امام ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کے مناقب و مآثر اور فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ بشری علم ان کا احاطہ کر سکے، اس مقام پر چند سطروں میں ارباب سعادت کے عظیم رہبر کے خوارق العادۃ و عجیب و غریب واقعات میں سے کچھ کی طرف اشارہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پھر آپؑ کے مناقب و کرامات کو ذکر کرتا ہے اور آخر میں ہے کہ امام رضاؑ کے متعلق بہت زیادہ واقعات منقول ہیں کہ جو آپ کی عظمت اور کرامات کی وسعت پر دلالت کرتے ہیں۔(۱)

۵۹- جلال الدین سیوطی شافعی (۹۱۱ھ):

وہ بھی امام کو بزرگ شخصیتوں میں سے شمار کرتا ہے۔(۲)

۶۰- فضل اللہ بن روزبہان خنجی اصفہانی حنفی (۹۲۷ھ):

زیارت قبر مکرم و مرقد معظم حضرت امام آئمۃ الھدی، سلطان الانس والجن، امام علی بن موسی الرضاؑ الکاظمؑ بن جعفر الصادقؑ بن محمد الباقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن الحسین الشہیدؑ بن علی المرتضیٰؑ صلوات اللہ و سلامہ علی سیدنا محمد و آلہ الکرام، سیما الآیۃ النظام ستۃ آبائہ کلھم افضل من یشرب صوب الغمام-

---

(۱) تاریخ روضۃ الصفاء، ج ۳، ص ۴۱-۵۲۔

(۲) تاریخ الخلفاء، ص ۳۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

(درود وسلام ہو ہمارے سید وسردار حضرت محمد اور آپ کی آل پاک پر خصوصاً امام رضا کے چھ آباء واجداد پر جو کہ نظام کائنات کی نشانی ہیں اور وہ کائنات کی ہر شے سے افضل ہیں)(آپ کی زیارت) آپ کے دوستوں کے لیے اکسیر اعظم اور دل وجان کی زندگی کی باعث ہے تمام عالم کی آپ کی بارگاہ میں رفت وآمد باعث برکت بلکہ صدق دل سے یوں کہا جائے کہ اشرف منازل ہے، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ہر وقت تلاوت قرآن مجید ہوتی رہتی ہے لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی عظیم ترین عبادت گاہوں میں سے ایک ہے، وہ عظیم مرقد کسی وقت بھی نیازمندوں کی عبادت واطاعت سے خالی نہیں ہوتا اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ وہ اس امام برحق کی آرامگاہ ہے کہ جو علوم نبوی کا مظہر، مصطفوی صفات کا وارث، امام برحق وراہنمائے مطلق اور صاحب زمان امامت، وارث نبوت اور محکم واستوار حق وحقیقت ہے۔

هزار دفتر اگر در مناقبش گویند　　هنوز ره به کمال علی نشاید برد

(اگر آپؑ کے مناقب وفضائل میں ہزار دیوان بھی بھر جائیں تو بھی آپ کے کمال تک رسائی کے لیے کافی راہ باقی ہے)۔ میرا پہلے حضرت امام رضاؑ کی زیارت کا قصد تھا تب یہ قصیدہ لکھا تھا کہ جس کے درج کرنے کے لیے یہ مقام مناسب ہے۔

لہذا اس عبارت کے تسلسل میں ایک قصیدہ بعنوان ''قصیدہ درمنقبت امام ثامن، ولی ضامن، امام ابوالحسن علی بن موسی الرضا صلوات اللہ وسلامہ علیہ'' آپ کی مدح وثناء میں تحریر کرتا ہے۔(۱)

---

(۱) مہمان نامہ بخارا، ص ۳۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری جگہ پر ہے:

''اللّٰھمّ و صلّ و سلّم علی الاما م الثامن ، السید الحسنان ، السند البرھا ن ، حجة اللہ علی الانس و الجان الذی ھو لجند الاولیاء سلطان ، صاحب المروة و الجود والاحسان ، المتلالئی فیه انوار النبی عند عین العیان ، رافع معالم التوحید و ناصب ألویة الایمان ، الراقی علی درجات العلم و العرفان ، صاحب منقبة قوله ﷺ ستدفن بضعة منی بارض خراسان ، المستخرج بالجفر والجامع مایکون و ما کان المقول فی شرف آبائه ستة آبائه کلھم افضل من شرب صوب الغمام ، المقتدی برسول الله فی کل حال و فی کل شأن ابی الحسن علی بن موسی الرضا ، الامام القائم الثامن الشھیدبالسم فی الغم و البؤس المدفون بمشھد طوس''۔(۱)

پروردگارا! درود وسلام بھیج آٹھویں امام پر کہ آنحضرتؑ اہل نیک سیرت و نیک خصلت کے سید و سردار ہیں، محکم دلیل وتمام جن وانس پر اللہ کی حجت ہیں یہ اولیاالٰہی کے لشکر کے سلطان و بادشاہ ہیں، صاحب جود وسخا ومروت واحسان ہیں، آپ کے وجود مبارک میں پیغمبر اکرمؐ کے انوار بزرگوں کی آنکھوں کے حضور درخشندہ ہیں، آپ پرچم توحید کو سربلند کرنے والے اور ایمان کے علم کو نصب کرنے والے ہیں، آپ علم وعرفان کے بالاترین درجات میں سیر کرنے والے ہیں، آپ حضرت رسول اکرمؐ کی اس فرمائش کے مصداق ہیں: ''میرے بدن کا ٹکڑا خراسان کی سرزمین میں مدفون ہوگا'' آپ علم جفر وجامع کو ایجاد کرنے والے اور علم ما کان وما یکون (ماضی، حال ومستقبل کا علم) رکھنے والے ہیں، آپ وہ ہیں کہ جن کے آباء واجداد کا شرف یہ ہے کہ آپ کے چھ آباء وہ ہیں کہ جو ہر اس سے کہ جس نے آسمانی پانی نوش فرمایا، افضل ہیں (گویا نبیوں سے افضل ہیں)۔

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہادہ معصوم، ص۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ ہر حال ہر کام اور ہر امر میں رسول خداؐ کی اقتداء کرنے والے ہیں آپ ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ، امام قائم ثامن ہیں، آپ کو زہر دغا سے عالم غربت میں شہید کیا گیا اور شہر طوس میں دفن کیا گیا۔

"اللهم ارزقنا بلطفك و فضلك و كرمك و امتنانك ، زيارة قبره المقدس و مرقده المؤنس و اغفرلنا ذبوبنا و اقض جميع حاجاتنا ببركته ۔ اللهم صل على سيدنا محمد وآل سيد نا محمد سيما الامام المجتبى ابى الحسن على بن موسى الرضا و سلم تسليما"۔(۱)

پروردگارا! اپنے لطف وکرم اور فضل واحسان کے ذریعے مجھے حضرتؑ کے روضہ مبارک ومرقد منور کی زیارت کی توفیق عنایت فرما، اور حضرت کی برکت کے صدقہ میں ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری تمام حاجات کو پورا فرما۔

پروردگارا! درود وسلام بھیج ہمارے سید وسردار محمد اور آپ کی آل پاک پر خصوصاً امام منتخب ابوالحسن علی بن موسی الرضا پر۔

وہ حضرت امام رضاؑ کی نورانی بارگاہ کے متعلق عجیب وغریب باتیں تحریر کرتا ہے کہ جن میں سے بعض کو ہم اشارۃً بیان کرتے ہیں۔

۔۔۔اور آنحضرتؑ کو اس روضہ مقدسہ ومرقد منورہ مشہد معطر میں دفن کر دیا گیا اور وہ روضۂ بہشت، کعبۂ آمال اور روز قیامت تک تمام حاجتمندوں کا ملجاء وماٴوی ہو گیا۔

خدا کا درود وسلام اور تحیت ورضوان ہو اس روضۂ مقدسہ پر، خداوند عالم ہمیں اس کی زیارت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی عمارت کو انوار الٰہیہ اور انفاس قدسیہ سے منور فرمائے۔

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہادہ معصوم، ص۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کمترین بندے فضل اللہ روز بہان امینؔ کی یہی آرزو ہے اور الطاف الٰہی پر یقین ہے کہ اس فقیر وحقیر کو آنحضرتؑ کے مرقد مطہر ومشہد مقدس کی زیارت کی توفیق نصیب ہوگی اور اس کتاب ''وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہادہ معصوم'' کی قرائت آنحضرتؑ کے روضہ میں آپ کے محبوں و دوستوں کے حضور ہوگی۔ اس حقیر وفقیر کا سینہ حضرت کی ولایت وتولا اور محبت واخلاص اور استمداد سے سرشار ہے، جب کبھی بھی کوئی واقعہ پیش آتا تو آنحضرتؑ سے مدد طلب کرتا، اور قلبی طور پر آنحضرتؑ ہی سے نجات طلب کرتا اور ہر مصیبت وحادثہ میں آپ ہی کی روح مقدس سے ملتجی ہوتا ہوں۔

اس نے حضرت امام رضاؑ کی مدح میں شعر بھی کہے ہیں:

سلام علی روضة للامام — علی بن موسی علیه السلام
سلام من العاشق المنتظر — سلام من الواله المستهام
بر آن پیشوای کریم الشیم — بر آن مقتدای رفیع المقام
از شهد شهادت حلاوت مذاق — ز زهر عدو در جهان تلخ کام
زخلد برین مشهد ش روضه ای — خراسان از او گوشه دارالسلام
از آن خوانمش جنت هشتمین — که شد منزل پاك هشتم امام
محبان ز انگور پر زهر او — فکندند می های خونین به جام
مرا چهره بنمود یك شب به خواب — شد از شوق اوخواب برمن حرام
علیؑ وار بر شیر مردی سوار — امینؔ در رکابش کمینه غلام(۱)

۶۱- غیاث الدین بن ہمام الدین شافعی معروف بہ خواندامیر (۹۴۲ھ):

وہ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد کا تذکرہ کرتے ہوئے ہے:

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہادہ معصوم، ص۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام موسی کاظمؑ کی اولاد میں سے سب سے افضل بلکہ اپنے زمانے میں سب سے اشرف وافضل علی بن موسی الرضاؑ تھے۔(۱)

عنوان ''ذکر امام ہشتم علی بن موسی الرضا سلام اللہ علیھما'' کے ذیل میں آنحضرتؑ کے بارے میں ایک فصل بیان کرتا ہے اور امامؑ کے متعلق اس طرح تحریر کرتا ہے: ''امام واجب الاحترام علی بن موسی الرضاؑ۔۔۔امام عالی مقام''(۲)

اور اسی طرح مشہد الرضا کے متعلق ہے:

اور اب آنحضرتؑ کا روضہ منورہ اعیان واشراف کا محل طواف، تمام ممالک وشہروں، ہر دور میں چھوٹے بڑے، عام وخاص افراد کی آمد ورفت اور ان کی آرزوں کا قبلہ ونصیبوں کا کعبہ بن چکا ہے۔

ے ''سلام علی آل طاها و یاسین سلام علی آل خیر النبیین

سلام علی روضة حل فیها امام یباهی به الملك والدین

و صلی اللہ علی خیر خلقه محمد سید المرسلین و آله الطیبین الطاهرین سیما الآئمة المعصومین الهادین''۔(۳)

سلام ہو آل طاہا ویسین پر، سلام ہو بہترین رسول کی آل پاک پر، سلام ہو اس باغ پر کہ جس میں وہ امام آرام فرما رہا ہے کہ جس پر دین ودنیا دونوں فخر کرتے ہیں۔

خدایا درود وسلام بھیج اپنی مخلوقات میں سے سب سے بہترین مخلوق تمام پیغمبروں کے سردار حضرت محمد اور ان کی آل پاک وپاکیزہ پر خصوصاً ہدایت کرنے والے آئمہ معصومین پر۔

عنوان ''گفتار در بیان فضائل وکمالات آن امام عالی مقام، علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام'' کے ذیل میں ایک فصل بیان کی ہے کہ جس میں حضرت امام رضاؑ کے متعلق تحریر کرتا ہے:

---

(۱)و(۲)و(۳) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲،ص۸۱-۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

سرزمین خراسان، امام شہید، طیب وطاہر علی بن موسی بن جعفر بن محمد باقر کا بیت الشرف ہے۔۔ آنحضرتؑ کی جود وسخا، بلند و بالا مقام اور عظمت واحترام کا مغرب سے مشرق تک اپنے پرائے سب کو اعتراف تھا اور ہے۔

ہر چھوٹے بڑے بلکہ نوع انسانی کے تمام افراد نے آپ کے مناقب وکمالات اور اوصاف حمیدہ پر صحائف وکتب تحریر کی ہیں اور لکھ رہے ہیں لیکن جو کچھ بھی لکھا جائے اور تصور کیا جائے آپ اس سے کہیں بلند و بالا ہیں اور آپ کی امامت آپ کے آباء واجداد کی نص کے مطابق معین ومقرر ہے۔

از آن زمان که فلك شد به نور مهر منور
ندید دیده کس چون علی موسی جعفر
سپهر عز وجلالت محیط علم و فضیلت
امام مشرق و مغرب ملاذ آل پیمبر
حریم تربت او سجده گاه خسرو انجم
غبار مقدم او توتیای دیدۂ اختر
وفور علم و علو مکان اوست به حدی
که شرح آن نتواند نمود کلك سخنور
قلم اگر همگی وصف ذات او بنویسد
حدیث او نشود در هزار سال مکرر(۱)

(وہ امام کہ جس کے نور سے آسمان منور وروشن ہوا، کسی نے بھی حضرت علیؑ ابن موسیٰؑ ابن جعفرؑ جیسی عظیم شخصیت نہیں دیکھی، وہ عزت وجلالت کے آسمان ہیں اور علم وفضیلت ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

---

(۱) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ آل رسولؐ میں سے ایک رکن ہیں اور مشرق ومغرب کے امام،ان کے حرم کی خاک چاند کی سجدہ گاہ ہے،ان کے مبارک قدموں سے اٹھنے والی گردوغبار ستاورں کی آنکھوں کا سرما ہے۔ان کے علم کی کثرت اور شأن ومنزلت کی بلندی اس حد تک ہے کہ کوئی بھی سخنور آپ کی توصیف اور مدح وثناء نہیں کرسکتا،قلم اگر ان کی تمام صفات لکھنے پر آئے تو ہزاروں سال اگر بار بار آتے رہیں پھر بھی تمام نہیں ہوسکتی ہیں)۔

پھر آپ کے فضائل وکرامات بیان کیے ہیں،اوراس کے بعد ہے:

مخفی نہ رہے کہ کرامات ومعجزات حضرت امام رضاؑ بہت زیادہ ہیں اور آپ کے مشہد منور کی برکات اور آپ کے مرقد معطر کی فیوضات اس قدر ہیں کہ اس حقیر کی زبان قاصر کے بس کی بات نہیں ہے کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے لہذا مجبوراً اختصار سے کام لیا ہے۔(۱)

۶۲- شمس الدین محمد بن طولون دمشقی حنفی (۹۵۳ھ):

و ثامنهم ابنه (امام موسی بن جعفر) علی وهو ابو الحسن علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضوان الله علیهم اجمعین۔

آٹھویں امام،امام موسی کاظمؑ کے فرزند علیؑ ہیں وہ ابوالحسن علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ،ان سب پر خداوند عالم کی رحمت ورضوان ہو۔اس کے بعد پھر امام کے بارے میں آپ کے ہم عصر افراد کے اقوال ونظریات کو ذکر کرتے ہوئے آپ کی مدح سرائی کرتا ہے۔(۲)

---

(۱) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر،ج۲،ص۹۱۔

(۲) الآئمۃ الاثنا عشر،ص۹۷-۹۹۔

Presented by Ziaraat.Com

۶۳- شیخ حسین بن محمد دیار بکری شافعی (۹۶۶ھ):

علی بن موسی الرضا وهو من الاثنا عشر الذین تعتقد الرافضه عصمتهم و وجوب طاعتهم ۔(۱) علی بن موسی الرضاؑ، آپ دوازدہ امامی شیعوں کے آٹھویں امام ہیں کہ جن کے بارے میں شیعہ معتقد ہیں کہ یہ آئمہ صاحبان عصمت اوران کی اطاعت واجب ہے۔

۶۴- ابن حجر ھیثمی شافعی (۹۷۴ھ):

علی الرضا وهو انبهم ذکراً و اجلهم قدراً ومن ثم احله المامون محل مهجته وانکحه ابنته و اشرکه فی مملکته و فوض الیه امر خلافته ۔(۲) امام علی رضاؑ اہل بیتؑ میں سے نام آور ترین وکریم ترین فرد ہیں اسی وجہ سے مامون آپ کا احترام کرتا تھا، آپ کو اپنی بیٹی بھی بیاہ دی، امور خلافت آپ کے سپرد کردیے اور اپنی حکومت میں آپ کو شریک کیا۔

گیارھویں صدی

۶۵- احمد بن یوسف قرمانی دمشقی (۱۰۱۹ھ):

اس نے اپنی کتاب میں ایک فصل امام رضاؑ کے نام کی رکھی ہے اور ہے:

الفصل السابع فی ذکر شبه شجاعة جده علی المرتضی ، الامام علی بن موسی الرضا وکانت مناقبه علیّة و صفاته سنیّة --- وکراماته کثیرة و مناقبه شهیرة --- وکان قلیل النوم ، کثیر الصوم و کان جلوسه فی الصیف علی حصیر و فی الشتاء علی جلدشاة ۔(۱)

---

(۱) تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، ج۲،ص۳۳۵۔

(۲) الصواعق المحرقة، ج۲،ص۵۹۳۔

(۱) اخبار الدول وآثار الاول،ص۱۱۴-۱۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں فصل آپ کی شجاعت کی تشبیہ آپ کے جد بزرگوار علی مرتضیٰؑ کے بیان میں ہے امام علی بن موسی الرضاؑ، آپ کے مناقب وفضائل بلند وبالا اور صفات عظیم ہیں۔آپ کی کرامات بہت زیادہ اور فضائل مشہور ہیں۔آپ بہت کم سوتے اور اکثر روزے سے رہتے، آپ کا بستر گرمیوں میں حصیر و چٹائی اور سردیوں میں بھیڑ کی کھال کا ہوتا تھا۔

پھر آپ کے فضائل ومعجزات خصوصاً حدیث سلسلۃ الذھب کو نقل کرتا ہے۔

۶۶- عبدالرؤف مناوی شافعی (۱۰۳۱ھ):

علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق ، کان عظیم القدر مشھور الذکر --- ولہ کرامات کثیرۃ ۔(۱) علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ ،آپ عظیم المرتبت ہیں، آپ کا ذکر مشہور ہے اور آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ پھر آپ کی کرامات کو نقل کرتا ہے۔

۶۷- ابن عماد دمشقی حنبلی (۱۰۸۹ھ):

علی بن موسی الرضا الامام ابو الحسن الحسینی بطوس ولہ خمسون سنۃ ولہ مشھد کبیر بطوس یزار ، روی عن ابیہ موسی الکاظم عن جدہ جعفر بن محمد الصادق وھو احدالآئمۃ الاثنا عشر فی اعتقاد الامامیہ۔(۲)

امام ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ حسینی ،طوس میں مدفون ہیں آپ نے پچاس سال عمر پائی اور آپ کا طوس میں بہت بڑا روضہ ہے کہ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔آپ اپنے والد بزرگوار موسی کاظمؑ سے روایت نقل فرماتے تھے اور وہ اپنے والد امام جعفر صادقؑ سے ، آپ شیعہ دوازدہ امامی مذہب کے عقیدے میں آٹھویں امام ہیں۔

---

(۱) الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، ج۱،ص۲۶۵-۲۶۶،شمارہ۲۶۵۔

(۲) شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج۳،ص۱۴۔

Presented by Ziaraat.Com

بارھویں صدی

۶۸- عبداللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی (۱۱۷۲ھ):

الثامن من الآئمة علی الرضا کان کریماً جلیلاً مهاباً موقراً و کان ابوه موسی الکاظم یحبه حباً شدیداً ۔ ویقال : ان علی الرضا اعتق الف مملوك و کان صاحب وضوء و صلاة لیلة کله یتوضأ ویصلی ویرقد ثم یقوم فیتوضأ ویصلی ویرقد و هکذا الی الصباح ۔ قال بعض جماعته : مارأیته قطاً الاذکرت قوله تعالی ﴿قلیلا من اللیل ما یهجعون﴾ ۔(۱)

قال بعضهم : علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق فاق اهل البیت شأنه و ارتفع فیهم مکانه و کثر اعوانه و ظاهر برهانه ۔۔۔ و کانت مناقبه علیة و صفاته سنیة ونفسه الشریفة هاشمیة وارومته الکریمة نبویة و کراماته اکثر من ان تحصر و اشهر من ان یذکر ۔(۲)

آٹھویں امام علی بن موسی الرضاؑ ہیں آپ کریم النفس جلیل القدر باعظمت و باوقار شخصیت کے مالک تھے آپ کے والد بزرگوار امام موسی کاظمؑ آپ کو چاہتے تھے ۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت علی رضاؑ نے ایک ہزار غلام وکنیزیں راہ خدا میں آزاد کیں ۔ آپ اہل طہارت و وضو اور اہل نماز شب تھے اس طرح کہ ہر نماز کے لیے وضو فرماتے پھر نماز بجالاتے اسی طرح صبح تک عبادت میں مشغول رہتے تھے ۔ بعض علماء کا بیان ہے کہ جب بھی ہم امامؑ کی زیارت سے مشرف ہوتے تو اس آیت کی یاد آجاتی ﴿قلیلاً من اللیل ما یهجعون﴾ رات میں بہت کم سوتے ہیں ۔

---

(۱) سورہ ذاریات، آیت ۱۷۔

(۲) الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۲-۳۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض دیگر علماء نے آپ کے بارے میں کہا: امام علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ آپ کی شأن اپنے اہل بیتؑ میں بہت بلند و بالا اور مکان و منزلت بہت رفیع آپ کے چاہنے والے بہت زیادہ اور آپ کی حقانیت پر بہت سی دلیلیں ہیں۔۔۔آپ کے فضائل بہت زیادہ اور صفات بہت بلند و بالا ہیں آپ کی رفتار پیغمبرانہ ہے آپ کے نفسیات ہاشمی اور خاندان شریف نبوی ہے، آپ کی جو عظمت بھی بیان کی جائے کم ہے اور جو کوئی صفات بیان کی جائیں آپ ان سے کہیں بلند و بالا ہیں۔

۶۹- عباس بن علی بن نورالدین مکی حسینی موسوی شافعی (۱۱۸۰ھ):

فضائل علی بن موسی الرضا لیس لها حد و لایحصرها عد و لله الامر من قبل و من بعد۔(۱) حضرت علی بن موسی الرضاؑ کے فضائل کی کوئی حد و اندازہ نہیں ہے اور ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا، ان کے بارے میں خدا بہتر جانتا ہے۔

تیرہویں صدی

۷۰- زبیدی حنفی (۱۲۰۵ھ):

ان ابا الحسن بن موسی ۔۔۔ یلقب بالرضا صدوق روی له ابن ماجه ۔(۲) ابوالحسن علیؑ بن موسیؑ کہ جن کا لقب رضا ہے بہت زیادہ سچے ہیں اور آپ سے ابن ماجہ نے روایت نقل کی ہے۔

۷۱- ابوالفوز محمد بن امین بغدادی سویدی شافعی (۱۲۴۶ھ):

ولد بالمدینه و کان شدید السمرة و کراماته کثیرة و مناقبه شهیرة و لایسعها مثل هذا الموضع۔(۳)

---

(۱) نزهة الجلیس ومنیة الادیب الانیس، ج۲،ص۱۰۵۔
(۲) اتحاف السادة المتقین، ج۷،ص۳۶۰۔
(۳) سبائک الذهب فی معرفة قبائل العرب،ص۷۵۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ مدینہ میں متولد ہوئے آپ کا رنگ گندمی تھا آپ کی کرامات بہت زیادہ اور مناقب مشہور ہیں کہ جس کو بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

۷۲- سید مصطفیٰ بن محمد عروسی مصری شافعی (۱۲۹۳ھ):

علی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق ، کان عظیم القدر ، مشهور الذکر --- له کرامات کثیرة ۔ علیؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ، عظیم القدر اور مشہور و معروف شخصیت تھے اور آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ اور پھر حضرت امام رضاؑ کی کرامات کا ذکر کرتا ہے۔(۱)

۷۳- قندوزی حنفی (۱۲۹۴ھ):

وہ بھی اپنی شہرہ آفاق کتاب ینابیع المودہ لذوی القربی میں حضرات آئمہ معصومینؑ کے بارے میں اہل سنت کے نظریہ کو بیان کرتا ہے خصوصاً حضرت امام رضاؑ کے مقام و مرتبہ کو نقل اور آپ کی بہت زیادہ تجلیل کرتا ہے۔(۲)

۷۴- شیخ مؤمن بن حسن شبلنجی شافعی (۱۲۹۸ھ):

فی ذکر مناقب سیدنا علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمدالباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی الله عنهم ۔

علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ، خدا ان سے راضی ہو، کے ذکر کے بیان میں۔

پھر حضرت امام رضاؑ کے صفات و کمالات اور خصوصیات کو بیان کرتا ہے۔(۳)

---

(۱) نتائج الافکار القدسیۃ فی بیان معانی شرح الرسالۃ القشیریۃ، ج۱، ص۸۰۔

(۲) ینابیع المودہ لذوی القربی، ج۳، ص۱۰۵-۱۷۴۔

(۳) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۲-۲۴۵۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۵- امیر احمد حسین بہادر خان بریلوی ہندی حنفی:

وہ امام موسیٰ کاظمؑ کی اولاد کے حالات لکھتے ہوئے جب امام رضاؑ تک پہنچا تو آپ کا بہت احترام وتکریم کرتے ہوئے بعض کتابوں سے نقل کرتا ہے کہ امام رضاؑ فرزندان امام موسیٰ کاظمؑ میں عظیم ترین فرد تھے بلکہ اپنے زمانے میں تمام مخلوق سے افضل تھے پھر آپ کے کچھ فضائل وکرامات بیان کرتا ہے۔(۱)

چودھویں صدی

شیخ یاسین بن ابراہیم سنھوتی شافعی (حدوداً ۱۳۴۴ھ):

الامام علی الرضا عقدجید جلالة الرسالة و شاح عطف سلالة الشرف و شرف السلالة ، جعل الله تعالی و جوده العزیز علی قدر ته اعظم دلالة فلا یسمع ساعیا فی اطرافه براعة عبارة و لا یدرکه عرفانه الا بلسان الاشارة ، و کان عظیم الشأن و القدر ، مشهور الفضل ، حمید الذکر احله المامون محل مهجته واشرکه فی مملکته وعقد له علی ابنته وعهد الیه بالخلافة من بعد ه بعد ما اراد ان یخلع نفسه و یفوضها فی حیاته الیه فمنعه بنوالعباس فمات قبله فاسف کل الاسف و له کرامات کثیرة۔(۲)

امام رضاؑ گوہر گراں بھا،عظمت وجلالت نبوت کے سلالہ وذریت سے ہیں آپ کا وجود شرافت نبوی کا حصہ ہے خدائے عز وجل نے آپ کے وجود عزیز کو اپنی قدرت کی بزرگترین دلیل قرار دیا، آنحضرتؐ کے اوصاف کو الفاظ وعبارت کے ذریعہ بیان نہیں کیا جاسکتا، اور زبان عاجز ہے کہ ابراز کرے، آپ عظیم الشأن جلیل القدر شخصیت اور آپ کے فضائل مشہور ہیں۔آپ کا ذکر ہمیشہ نیکی کے ساتھ ہوتا ہے، مامون نے آپ کو بہت عظیم مقام دیا اور اپنی حکومت میں شریک کیا۔

---

(۱) تاریخ احمدی،ص۳۴۲۔

(۲) الانوار القدسیۃ،ص۳۹۔

Presented by Ziaraat.Com

اور خلافت کو بھی آپ ہی کے سپرد کرنے کا ارادہ رکھتا تھا اور خود کو خلافت سے الگ کرنا چاہتا تھا لیکن بنی عباس نے مخالفت کی، آپ خلافت سپرد ہونے سے پہلے گویا مامون ہی کی زندگی میں رحلت فرما گئے مامون کو اس حادثہ پر بہت افسوس ہوا، آپ کی بہت زیادہ کرامات ہیں۔

۷۷- یوسف بن اسماعیل نبھانی شافعی (۱۳۵۰ھ):

علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق احد کبار الآئمة و مصابیح الامة من اهل بیت النبوة ومعادن العلم و العرفان والکرم والفتوة ، کان عظیم القدر ، مشهور الذکرو له کرامات کثیرة ۔(۱) علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ اہل بیت نبوت سے عظیم و بزرگ امام اور امت کے لیے چراغ ہدایت، علم وعرفان کرم وشجاعت کے خزینہ دار تھے آپ عظیم القدر اور مشہور الذکر تھے، آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔

۷۸- قاضی بہجت آفندی شافعی (۱۳۵۰ھ):

حضرت امام موسی کاظمؑ کے بعد آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام علی رضاؑ امام امت قرار پائے آپ کا مقام ومرتبہ اتنا بلند وبالا ہے کہ اس مختصر کتاب میں بیان نہیں کیا جا سکتا، امام رضاؑ علوم نبوت وامامت کے وارث ہیں اور اسی بناء پر آپ پر مصائب وآلام بھی زیادہ وارد ہوئے۔

پھر وہ امام رضاؑ کے مناقب بیان کرتے ہوئے ہے کہ امام علم غیب سے بھی واقف تھے:

آنحضرتؑ اسرار مکنونات وعواقب امور کے عالم تھے اور آخر کار مامون کی عوام فریبی اور ظلم و زیادتی سے اس دنیائے فانی سے رخصت ہوئے۔(۲)

پھر وہ حضرتؑ کی نیشاپور میں آمد اور حدیث سلسلۃ الذھب کے متعلق تفصیل سے لکھتا ہے۔

---

(۱) جامع کرامات الاولیاء، ج۲، ص۳۱۱۔

(۲) تشریح ومحاکمہ در تاریخ آل محمد، ص۱۵۷-۱۵۹۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۹- علی بن محمد عبداللہ فکری حسینی قاہری شافعی (۱۳۷۲ھ):

وہ حضرت امام رضاؑ کی شخصیت کو علمی واجتماعی وعبادی حیثیت سے جانچتا اور پرکھتا ہے۔اوراس طرح رقمطراز ہے:

علمه و فضله : قال ابراهيم بن العباس : مارأيت الرضا سئل عن شئ الا علمه ولارأيت اعلم منه بما كان فى الزمان الى وقت عصره ، وكان المامون يمتحنه بالسوال عن كل شئ فيجيبه الجواب الشافى الكافى۔

تعبده : وكان قليل النوم ، كثير الصوم ، لا يفوته صوم ثلاثة ايام من كل شهر و يقول: ذالك صيام الدهر۔

معروفه و تصدقه: وكان كثير المعروف و الصدقة واكثر ما يكون ذالك منه فى الليالى المظلمة۔

كرمه و جوده : من كرمه ان ابانواس مدحه بابيات فامر غلامه بان يعطيه ثلاث مائة دينا ر كانت معه و مدحه دعبل الخزاعى بقصيدة طويلة فانفذ اليه صرة فيها مائة دينار واعتذر اليه ۔ زهده و ورعه :كان زاهداً و ورعاً و كان جلوسه فى الصيف على حصير و فى الشتاء على مسح۔(۱)

ابراہیم بن عباس حضرت امام رضاؑ کے علم وفضل کے متعلق ہے:حضرت امام رضاؑ سے جوسوال بھی کیا جاتا آپ اس کا جواب پہلے ہی سے جانتے ہوتے میں نے آن سے زیادہ عالم ودانا ترکسی کونہیں دیکھا، مامون آپ کومختلف سوالات کے ذریعہ آزماتا لیکن آپ اس کے سوالات کے تسلی بخش جواب دیتے تھے۔

---

(۱) احسن القصص، ج۴،ص۲۸۹-۲۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ کی عبادت: آپ کم سوتے اور بہت زیادہ روزہ رکھتے تھے اور ہر مہینے کے تین دن کے روزے آپ سے کبھی نہ چھوٹے آپ فرماتے تھے کہ یہ روزے گویا پورے سال کے روزوں کی برابر ثواب رکھتے ہیں۔

آنحضرتؑ کے کار خیر: آپ بہت زیادہ صدقہ اور کار خیر انجام دیتے اور آپ کے اکثر صدقات رات کی تاریکی میں انجام پاتے۔

آنحضرتؑ کی کرم و بخشش: آپ کی بخشش کی مثال یہ ہے کہ ایک روز ابونواس نے اہل بیتؑ کی مدح میں قصیدہ لکھا، امام نے دستور دیا کہ تین سو دینار اس کو دیے دجائیں۔

اسی طرح دعبل خزاعی نے آپ کی شان میں ایک طولانی قصیدہ لکھا امامؑ نے اس کو بھی سو دینار عطا فرمائے اور اس سے کم ہونے کی وجہ سے عذر خواہی بھی کی۔

آنحضرتؑ کا زہد و تقوی: آپ بہت بڑے زاہد و متقی تھے اس طرح کہ آپ کا بستر گرمیوں میں حصیر و چٹائی ہوتا اور سردیوں میں چرم کھال۔

۸۰- محمد فرید وجدی (۱۳۷۳ھ):

الرضا هو ابوالحسن علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین ، هو فی اعتقاد الشیعه احد الآئمة الاثنا عشر ، زوجه المامون ابنته و جعله ولی عهده و ضرب اسمه علی الدینار و الدرهم ۔(۱)

امام رضا آپ ابوالحسن علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علی زین العابدینؑ شیعہ عقیدے کے مطابق بارہ اماموں سے ایک ہیں، آپ سے مامون نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور آپ کو اپنا ولی عہد قرار دیا اور آنحضرتؑ کے نام سے درھم و دینار کے سکے گھڑوائے اور رائج کیے۔

---

(۱) دائرۃ المعارف القرن العشرین، ج۴، ص۲۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

اور آخر میں ابونواس کے اشعار آپ کی شان میں نقل کرتا ہے۔

۸۱- عبدالمتعال صعیدی مصری شافعی (۱۳۷۷ھ) استاد عربی زبان الازہر یونیورسٹی:

وقد ولد علی الرضا سنة ۱۵۰ھ / ۷۶۷میلادی و کان علی جانب عظیم من العلم و الورع ۔(۱) امام علی رضا ۱۵۰ھ مطابق بہ ۷۶۷ء میں پیدا ہوئے آپ علم وتقوی میں بلند و بالا مقام رکھتے تھے۔

دوسری جگہ ہے:

و کان اماماً فی الزهد۔(۲) آپ تقوی و پرہیزگاری میں امام تھے۔

۸۲- خیرالدین زرکلی دمشقی (۱۳۹۶ھ):

ابو الحسن الملقب بالرضا ثامن الآئمة الاثنا عشر عند الامامية و هو من اجلاء السادة اهل البيت و فضلائهم ۔(۳) ابوالحسن کہ جن کا لقب رضاؑ ہے آپ دوازدہ امامی شیعوں کے نزدیک آٹھویں امام ہیں، آپ اہل بیتؑ کے بزرگوں اور علماء وفضلاء میں سے ہیں۔

پندرہویں صدی

۸۳- سید محمد طاہر ہاشمی شافعی (۱۴۱۲ھ):

وہ حضرت امام رضا سلام اللہ علیہ کے فضائل ومناقب کے عنوان سے اپنی کتاب کے بہت زیادہ صفحات تحریر کرتا ہے اور اس میں آپ کے کرامات و معجزات کو نقل کرتا ہے اور اہل سنت کے علماء کے نظریات بیان کرتا ہے۔(۴)

---

(۱)و(۲) المجدد ون فی الاسلام، ص۶۹و۷۷۔

(۳) الاعلام، ج۵، ص۲۶۔

(۴) مناقب اھل بیت از دیدگاہ اہل سنت، ص۲۰۲-۲۳۳۔

Presented by Ziaraat.Com

۸۴- محمد امین ضناوی:

علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین الملقب بالرضا ثامن الآئمة الاثنا عشر عند الامامیة و من اجلاء سادة اهل البیت وفضلائهم۔(۱)

علیؑ بن موسیؑ بن جعفرؑ بن محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ کہ جن کا لقب رضا ہے آپ دوازدہ امامی شیعوں کے نزدیک آٹھویں امام ہیں، آپ اہل بیتؑ کے بزرگوں اور علماء وفضلاء میں سے ہیں۔

۸۵- احمد زکی صفوت شافعی:

وہ بھی حضرت کا نام نسب اور عظمت وجلالت کو بیان اور ولایت عہدی کا تذکرہ کرتا ہے۔(۲)

۸۶- ڈاکٹر عبدالسلام ترمانینی:

هو علی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمدالباقر بن علی زین العابدین بن الحسین بن علی بن ابی طالب ،ابوالحسن الملقب بالرضا ثامن الآئمة الاثنا عشر عند الامامیة و من اجلاء سادة اهل البیت وفضلائهم۔(۳)

آپ ابوالحسن علیؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ بن محمد باقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن حسینؑ بن علیؑ بن ابی طالبؑ آپ کا لقب رضا ہے، آپ دوازدہ امامی شیعوں کے نزدیک آٹھویں امام ہیں، آپ اہل بیتؑ کے بزرگوں اور علماء وفضلاء میں سے ہیں۔

۸۷- ھادی حمو مصری شافعی:

فالامام الرضا کان فی ازهی عصور الحضارة الاسلامیة فقد عاصر المامون حقبة

---

(۱) پارورقی کتاب البلدان، ص۹۳۔

(۲) جمھرة رسائل العرب فی العصور العربیة الزاھرة، ج۳، ص۴۰۵۔

(۳) احداث التاریخ الاسلامی بترتیب السنین، ج۲، ص۱۱۶۹۔

Presented by Ziaraat.Com

وكان له في مجالسه العلمية ونشاطه الفكرى نصيب عظيم ،وكان المامون يخصه بعقد المناظرات ويجمع له العلماء و الفقهاء و المتكلمين من جميع الاديان فيسئلونه و يجيب الواحد تلو الآخر ، حتى لايبدى احدمنهم الا الاعتراف له بالفضل ويقره على نفسه بالقصور امامه ، وقد جمع له عيسى اليقطينى كتابا فيه ١٨ مسئلة واجوبتها ، لكن هذا الكتاب قد فقد مع الوف الكتب التى خسر تها المكتبة العربية الاسلامية ـ ولدى الشيعة الآن اثر انيق التعبير، شيق الاسلوب يدعونه صحيفة الرضا ـ(١)

حضرت امام رضاؑ نے بہترین ودرخشاں اسلامی تہذیب وتمدن میں زندگی بسر کی مامون آپ کا ہم عصر ہے، مامون علمی مجالس ومناظرے کے جلسات منعقد کرتا اور آنحضرتؑ کو دعوت دیتا، ہر دین و مذہب کے علماء فقہاء اور متکلمین کو بلاتا وہ سب آپ سے مختلف موضوعات پر سوالات کرتے آپ سب کو ایک ایک کر کے الگ الگ تسلی بخش جواب مرحمت فرماتے کہ ہر ایک آپ کے فضل وکمال کا اعتراف اور اپنی کم علمی کو قبول کرتا۔ آپ کا اسلامی تہذیب وتمدن کے ارتقاء میں بہت عظیم حصہ ہے۔ عیسی یقطینی نے آپ کے مناظرات کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کیا کہ جس میں ۱۸ مسئلے اور ان کے جواب تھے لیکن افسوس یہ کتاب بھی دیگر ہزاروں کتابوں کی طرح مفقود ہو چکی ہے کہ جو اسلامی عربی کتب کے لیے بہت بڑا فقدان ہے۔ آج بھی شیعوں کے یہاں ایک عظیم کتاب بہت اچھے اسلوب وطریقہ سے تالیف شدہ موجود ہے کہ جس کو وہ لوگ صحیفہ امام رضاؑ کہتے ہیں۔

۸۸- باقر امین ورد شافعی:

علی بن موسى الكاظم بن جعفر الصادق ابو الحسن الملقب بالرضا ثامن الآئمة الاثنا عشر عند الامامية و من اجلاء اهل البيت وفضلائهم ـ(٢)

---

(١) اضواء علی الشیعۃ، ص۱۳۴۔ (٢) معجم العلماء العرب، ج۱، ص۱۵۳۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوالحسن علیؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ آپ کا لقب رضا اور دوازدہ امامی شیعوں کے نزدیک آٹھویں امام ہیں۔آپ اہل بیتؑ کے بزرگوں اور اہل علم وفضل میں سے ہیں۔

وہ آخر میں امامؑ کے رسالہ طب کے متعلق تفصیل سے گفتگو کرتا ہے۔

۸۹- ڈاکٹر خلدون احدب حنبلی:

وہ ابن حجر عسقلانی شافعی کے کلام کے بعد کہ اس نے امام کو کلمہ ''صدوق'' سے تعبیر کیا ہے آپ کے اور آپ کے آباء واجداد طاہرینؑ کے متعلق ہے:

و آبائهم كلهم ثقات من اهل الصلاح و الفضل و العلم۔(۱)

حضرت امام رضاؑ کے آباء واجداد سب مورد اعتماد وثقہ تھے اور اہل صلاح وفضل وعلم تھے۔

۹۰- ڈاکٹر عبدالحلیم محمود شافعی ومحمود بن شریف شافعی:

حضرت امام رضاؑ کی شخصیت کے بارے میں کہتے ہیں:

اجله المامون و عهد اليه الخلافة من بعده و مات قبله ---ولد فی المدينة سنة ١٤٨ه، ومات بطوس سنة ٢٠٣ هـ۔ له كرامات كثيرة۔(۲)

مامون آپ کا بہت زیادہ احترام کرتا تھا آپ کو اپنے بعد کے لیے ولی عہد بنایا لیکن آپ کا مامون سے پہلے انتقال ہوگیا، آپ ۱۴۸ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۳ھ کو طوس میں انتقال فرما گئے، آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔

پھر انہوں نے آپ کی کرامات کو نقل کیا ہے۔

---

(۱) زوائد تاریخ بغداد علی الکتب الستۃ، ج ۷، ص ۴۴۰۔

(۲) الرسالۃ القشیریۃ، ج ۱، ص ۶۵-۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۹۱- ڈاکٹر کامل مصطفیٰ شیبی:

و کان الرضا مشتغلا بالعلم کجده و ابیه حتی روی عبدالله بن جعفر الحمیری انه اجاب علی خمسة عشر الف مسئلة و کان ذالك قبل ان یجمع الناس علی فضله ---و کان صاحب کرامات و فراسة --- و کان یمثل فی علمه جده جعفر الصادق و کانت له آراء فی الامامة و انتقالها و علامتها ۔ وللرضا صحیفة تضم مجموعة من الاحادیث یرویها من آبائه عن النبی و یشترك فی سندها القشیری۔(۱)

امام رضا اپنے آباء واجداد کی طرح تبلیغ علم دین میں مشغول تھے جیسا کہ عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے پندرہ ہزار مسائل کا اس وقت جواب دیا کہ جب آپ کے علمی کمال و برتری پر لوگوں کا اتفاق بھی نہیں ہو پایا تھا۔۔۔آپ صاحب کرامت اور باریک بین واہل فراست تھے ۔آپ علم میں اپنے جد بزرگوار امام جعفر صادقؑ کی مانند تھے آپ مسئلہ امامت میں صاحب نظر تھے اور آپ میں علامات امامت پائی جاتی تھیں آپ کا ایک صحیفہ ہے کہ جس میں آپ کے آباء واجداد سے روایات کو جمع کیا گیا ہے کہ جو رسول اکرمؐ سے مروی ہیں ان روایات کی اسناد میں قشیری بھی ہے۔

دولا جواب سوال

پہلا سوال: جیسا کہ اہل سنت کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے کہ امام رضاؑ کا علمی، معنوی، عرفانی و اجتماعی مقام بہت بلند و بالا ہے جیسا کہ وہ لوگ صرف آپ کے علمی مقام کو اس طرح کی عبارات سے پیش کرتے ہیں:

" ثقة یفتی بمسجد رسول الله و هو ابن نیف وعشرین سنة " " کان اعلم الناس"

---

(۱) الصلۃ بین التصوف والتشیع، ج۱،ص ۲۳۶-۲۳۸۔

Presented by Ziaraat.Com

"وکان من العلم والدین بمکان کان یفتی فی مسجد رسول الله وهو ابن نیف وعشرین سنة" "ماسئل الرضا عن شئ الاعلمه" "من ساداة اهل البیت و عقلائهم و جلة الهاشمیین و نبلائهم یجب ان یعتبر حدیثه اذا روی عنه" "روی عنه من آئمة الحدیث" "وکان من اعیان اهل بیته علما و فضلا" "کان من اهل العلم والفضل من شرف النسب" "علی بن موسی الرضا من آئمة الامصار وتابع التابعین" "کان من مجددین المذهب" "مکین فی العلم" "کان من العلم والدین والسؤود بمکان" "احد الاعلام هو الامام" "کبیرالشأن له علم وبیان و وقع فی النفوس" "افتی وهو شاب فی ایام مالك" "کان اماما عالما" "احد اکابر الآئمة ومصابیح الامة من اهل بیت النبوة و معادن العلم و العرفان" "کان علی جانب عظیم من العلم والورع"۔

یہ تمام اقوال آپ کے علمی مقام کو اچھی طرح واضح کرتے ہیں کہ آپ بیس سال کی عمر سے مسجد رسول میں بیٹھ کر لوگوں کو فتوے دیتے تھے آپ اہل بیتؑ کے بزرگوں میں سے تھے، آئمہ حدیث نے آپ سے روایات نقل کی ہیں اور آپ کو چراغ امت، معدن علم وعرفان جانتے تھے۔

ان مذکورہ صفات کے باوجود سوال یہ ہے کہ امام رضاؑ کے اس علمی مقام کو مدنظر رکھتے ہوئے اور دوسری طرف صاحبان صحاح آپ کے معاصر تھے لیکن ایک روایت بھی کسی بھی موضوع سے مربوط فقہ یا تفسیر وغیرہ میں اہل سنت کی صحاح میں آپ سے نقل نہیں ہوئی ہے۔(۱) اور اگر کوئی روایت سنن یا مسند میں نقل بھی ہوئی تو اس کو بغیر کسی دلیل کے ضعیف کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

---

(۱) صرف ابن ماجہ نے ایک روایت نقل کی وہ بھی راوی ابوصلت کے شیعہ ہونے کی وجہ سے تضعیف بلکہ بعض نے اس کو گھڑا ہوا جانا ہے، اس کی تفصیل اسی کتاب کے حصہ روایت میں آئے گی۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا سوال: اگر امام رضاؑ کی زندگی کا غور سے مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ امام رضاؑ کا دور وہ دور ہے کہ جس زمانے میں اہل سنت کے بزرگترین علماء، دنیا کے مختلف علاقوں میں زندگی بسر کر رہے تھے جیسے مالک بن انس (۱۹۰ھ)، ابوبکر بن عیاش (۱۹۳ھ)، سیبویہ نحوی (۱۹۴ھ)، ابویعقوب یوسف بن اسباط (۱۹۵ھ) وکیع بن جراح (۱۹۷ھ)، سفیان بن عیینہ (۱۹۸ھ) عبدالرحمٰن بن مہدی (۱۹۴ھ)، یحی بن سعید قطان (۱۹۸ھ)، محمد بن ادریس شافعی (۲۰۴ھ)، ابوداؤد طیالسی (۲۰۴ھ) اور دوسرے دسیوں مشہور ومعروف راوی، محدث وفقیہ کہ جو اپنے اپنے وقت میں ایک علمی شخصیت کے حامل تھے، خصوصاً ذہبی شافعی کا حضرت امام رضاؑ کے علمی مرتبے کے لیے یہ جملہ کہ ''افتی وھو شاب فی ایا م مالك بن انس'' یا ''علی بن موسی الرضا من آئمة الامصار'' وغیرہ اور اسی طرح کے دوسرے فضائل وکمالات کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں ان افراد میں سے کسی ایک نے بھی امامؑ سے ایک روایت بھی نقل نہیں کی یا ایک بھی علمی سوال نہیں کیا یہاں تک کہ اصلاً آپ سے کوئی رابطہ بھی نہیں رکھتے تھے۔

لہذا حضرت امام رضاؑ کے متعلق اہل سنت کے علماء و بزرگوں کے بیانات وکلام کہ جو یہاں پر بیان ہوا اس کا مطالعہ کرتے ہوئے لمحہ فکر یہ ہے کہ کیا وجہ ہے کہ ایک طرف تو امامؑ کی اس قدر فضیلت بیان کرتے ہیں اور دوسری طرف ایک روایت بھی آپ سے نقل نہیں کرتے؟ یہ رفتار، اور ان علماء کی یہ دوہری پالیسی کا فلسفہ کیا ہے؟۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

تیسرا حصہ

روایت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

سلسلۃ الذھب، یہ وہ جملہ ہے کہ جس سے حضرت امام رضاؑ کے نیشاپور تشریف لانے کا تاریخی واقعہ، لوگوں کا بے نظیر استقبال خصوصاً علماء ومحدثین اہل سنت کا آپ کی زیارت کے لیے جمع ہونا اور حدوداً بیس ہزار کاتب ومحدثین کا اس روایت کو تحریر کرنا یاد آجاتا ہے۔

حاکم نیشاپوری شافعی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے:

امام رضاؑ ۲۰۰ھ کو نیشاپور میں وارد ہوئے۔(۱)

اس نے اسی سال کے تاریخی واقعات میں اس عظیم واقعہ کو بھی درج کیا ہے۔

اختلاف روایت

اہل سنت کی کتابوں میں حضرت امام رضاؑ کی زبان مبارک سے شہر نیشاپور میں بیان ہونے والی حدیث، سلسلۃ الذہب کے عنوان سے دو طرح سے مذکور ہے کہ دونوں دلالت کے اعتبار سے مختلف لیکن سند کے اعتبار سے متحد ہیں۔

ایک حدیث حصن اور دوسری حدیث ایمان۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۹۔ بنقل از تاریخ نیشاپور۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ حدیث سلسلۃ الذھب حصن وایمان کے علاوہ بھی بہت سی دوسری احادیث موجود ہیں کہ جو حضرت امام رضاؑ سے نقل ہوئی ہیں اور آپ نے ان کو بھی اسی روش پر یعنی اپنے آباء و اجداد سے بیان فرمایا ہے لیکن ان کا متن حدیث حصن وایمان سے مختلف ہے لہذا اس طرح حدیث سلسلۃ الذھب بہت زیادہ ہیں اور ظاہراً حضرت امام رضاؑ کی روش یہی رہی ہے کہ آپ نے اکثر روایات کو اپنے آباء واجداد سے نقل فرمایا ''روایة الابناء عن الآباء '' کہ جن کو آپؑ کے بعض اصحاب نے ایک صحیفہ کے شکل میں جمع کیا ہے۔ جیسا کہ سمعانی شافعی ہے'' یروی صحیفة عن آبائه ---'' ایک صحیفہ آپ نے آپنے آباء واجداد سے نقل فرمایا ہے۔'' والمشهور من روایاته الصحیفة ''(۱) اور آپ کی مشہور روایات میں صحیفہ ہے۔ اس مجموعہ وصحیفہ کو'' مسند الرضا'' بھی کہا جاتا ہے۔(۲) ابن شبرویہ دیلمی شافعی اس صحیفہ کو صحیح ومعتبر جانتا ہے اور اپنی مسند میں اس صحیفہ سے کافی روایات بھی نقل کی ہیں (۳)، جبکہ بہت افسوس ہے کہ بعض راویوں نے اس صحیفہ یا مسند کی روایات کو بغیر کسی دلیل کے تضعیف وکمزور پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کی روایات کو بے اعتبار جانا ہے۔(۴)

اس حصہ میں اہل سنت کی جانب سے ان کی کتابوں میں اس طرح کی احادیث کی جمع آوری ونقل کو پیش کرتے ہوئے ابتداءً مشہور ومعروف حدیث سلسلۃ الذھب اور دونوں احادیث، حدیث حصن وایمان کے متعلق اہل سنت کے علماء و بزرگوں کے نظریات کو بیان کیا جائے گا اور پھر دوسری احادیث امام رضا کہ جن کی سند کاملاً حدیث سلسلۃ الذہب کی طرح ہے پیش کی جائیں گی۔

---

(۱) الانساب، ج۳، ص۷۴-۷۵۔ دیکھیے: الصلۃ بین التصوف والتشیع، ج۱، ص۲۳۸۔

(۲) التدوین فی اخبار قزوین، ج۱، ص۴۷۰ و ج۲، ص۳۰۶ و ۴۰۷۔

(۳) فردوس الاخبار بماثور الخطاب، ج۱، ص۴۰۔

(۴) دیکھیے: کتاب المجروحین، ج۲، ص۱۰۶۔ کتاب الثقات، ج۸، ص۴۵۶۔

Presented by Ziaraat.Com

سلسلۃ الذھب کے کاتب

حضرت امام رضاؑ کی نیشاپور تشریف آوری کے عظیم واقعہ کو ایک روایت کے مطابق دس ہزار(۱)، دوسری روایت کے مطابق بیس ہزار(۲) اور تیسری روایت کے مطابق تیس ہزار(۳) راویوں اور کاتبوں نے تحریر کیا کہ جن میں بیس ہزار والی روایت زیادہ مشہور ہے۔

پہلی روایت۔حدیث حصن

متن روایت:

''قال علی بن موسی الرضاؑ ، حدثنی ابی موسی الکاظمؑ ، عن ابیه جعفر الصادقؑ ، عن ابیه محمد الباقرؑ ، عن ابیه علی زین العابدینؑ ، عن ابیه الحسین الشهید بکربلاء ، عن ابیه علیؑ بن ابی طالبؑ ، قال : حدثنی حبیبی و قرة عینی رسول اللهؐ ، قال : حدثنی جبرائیل ،قال: سمعت رب العزة سبحانه و تعالی یقول : کلمة لااله الا الله حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی''۔(۴)

---

(۱) مہمان نامہ بخارا،ص۳۴۵۔

(۲) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ ،ص۲۴۳۔ جواہر العقدین فی فضل الشرفین،ص۲۴۴۔الصواعق المحرقۃ ، ج۲،ص ۵۹۵۔اخبار الدول وآثار الاول ،ص۱۱۵۔فیض القدیر بشرح جامع الصغیر،ج ۴،ص ۴۹۸۔نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار،ص ۲۳۶۔اسرار الشریعۃ یا فتح الربانی والفیض الرحمانی ،ص۲۲۴،ان تمام کتابوں میں تاریخ نیشاپور سے نقل کیا گیا ہے۔

(۳) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم،ص۲۲۹۔

(۴) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ ،ص۲۴۲-۲۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام رضاؑ نے فرمایا: میرے والد گرامی موسی کاظمؑ نے اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادقؑ سے آپ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ سے، آپ نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ شہید کربلا سے، آپ نے اپنے والد گرامی امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے دوست ونور چشم رسول خداؐ نے فرمایا کہ آپ سے جبرئیل نے کہا کہ میں نے رب العزت نہ تعالی سے سنا کہ اس نے فرمایا: کلمہ لاالــہ الا اللــہ میرا قلعہ ہے پس جو بھی یہ کلمہ کہے میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

راوی حضرات

اس واقعہ کو اہل سنت کے بہت سے علماء و بزرگوں نے نقل کیا ہے کہ ہم ترتیب کے ساتھ حضرت امام رضاؑ کے ہم عصر علماء و محدثین سے لیکر آج تک کے علماء کا تذکرہ کریں گے۔ یہ بھی واضح رہے کہ اس دور یعنی تیسری صدی ہجری کے ان دس ہزار، بیس ہزار یا تیس ہزار راویوں و کاتبوں میں سے عصر حاضر میں صرف پچاس راویوں کی روایات مختلف بیانات کے ساتھ باقی رہ گئی ہیں۔

تیسری صدی:

امام محمد تقیؑ (۲۲۰ھ)(۱)

محمد بن عمر واقدی (۲۰۷ھ)(۲)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۸۹، ح۴۶۶۔ الاتحاف بحب الاشراف، ج۳، ص۱۴۷۔

(۲) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص۳۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

یحی بن یحی (۲۲۶ھ)(۱)

احمد بن حرب نیشاپوری (۲۳۴ھ)(۲)

ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی (۲۳۶ھ)(۳)

اسحاق بن راہویہ مروزی (۲۳۸ھ)(۴)

محمد بن اسلم کندی طوسی (۲۴۲ھ)(۵)

محمد بن رافع قشیری (۲۴۵ھ)(۶)

ابوزرعہ رازی (۲۶۱ھ)(۷)

احمد بن عامر طائی (۸)

احمد بن عیسی علوی (۹)

احمد بن علی بن صدقہ (۱۰)

---

(۱) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔

(۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔ تذکرۃ الخواص، ص۳۱۵۔

(۳) ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳، ص۱۲۲-۱۲۳و۱۶۸۔

(۴)و(۵)و(۶) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔ تذکرۃ الخواص، ص۳۱۵۔

(۷) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص۲۴۲-۲۴۳۔ الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۵۔ اخبار الدول وآثار الاول، ص۱۱۵۔ فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج۴، ص۴۸۹۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۳۶۔

(۸) تاریخ دمشق الکبیر، ج۵۱، ص۲۵۳، ح۱۱۴۷۳۔ دیکھیے: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج۱، ص۵۲، ح ۱۵۸۔ مسند الامام زید، ص۴۳۹۔

(۹) التدوین فی اخبار قزوین، ج۲، ص۲۱۳۔ (۱۰) مسند الشہاب، ج۲، ص۳۲۳، ح۱۴۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

پانچویں صدی

حاکم نیشاپوری شافعی (۴۰۵ھ)(۱)

احمد بن عبدالرحمٰن شیرازی (۴۰۷ھ یا ۴۱۱ھ)(۲)

ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ)(۳)

قضاعی شافعی (۴۵۴ھ)(۴)

شجری جرجانی حنفی (۴۹۹ھ)(۵)

چھٹی صدی

ابوحامد محمد غزالی شافعی (۵۰۵ھ)(۶)

---

(۱) تاریخ نیشاپور حاکم بنابر نقل: الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص۲۴۲-۲۴۳۔ الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۴- ۵۹۵۔ اخبارالدول و آثار الاول، ص۱۱۵۔ فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج ۴، ص ۴۸۹-۴۹۰۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۶۔

(۲) الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر، ص۳۷۶، ح ۶۰۴۷۔ فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج ۴، ص ۴۸۹-۴۹۰۔ بنقل از شیرازی ''القاب'' لیکن افسوس یہ کتاب دستیاب نہیں ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس کتاب کا خطی نسخہ موجود ہے۔ دیکھیے: تاریخ التراث العربی، ج۱، ص ۳۷۶۔ سیر اعلام النبلاء، ج۱۷، ص۲۴۲۔ مختصر کتاب الالقاب۔ اس کتاب کا بھی خطی نسخہ موجود ہے، دیکھے: الفہرس الشامل للتراث العربی الاسلامی المخطوط الحدیث النبوی الشریف وعلومہ ورجالہ، ج۱، ص۶۳، شمارہ ۴۵۴، وص۲۳۳۔

(۳) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج۳، ص۱۹۱-۱۹۲۔ (۴) مسند الشہاب، ج۲، ص۳۲۳، ح۱۴۵۱۔

(۵) الامالی الخمیسۃ، ج۱، ص ۱۵، ح۱۶۔ (۶) شرح حدیث سلسلۃ الذھب، یہ کتاب خطی ہے اور اس کا ایک نسخہ محمدیہ لائبریری ہندوستان میں موجود ہے۔ دیکھیے: اھل البیت فی المکتبۃ العربیۃ، ص۲۳۷، شمارہ ۳۹۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن شیرویہ دیلمی شافعی (۵۰۹ھ)(۱)

زمخشری حنفی (۵۳۸ھ)(۲)

ابن عساکر دمشقی شافعی (۵۷۱ھ)(۳)

ابن جوزی حنبلی (۵۹۷ھ)(۴)

ساتویں صدی

ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ)(۵)

رافعی قزوینی شافعی (۶۲۳ھ)(۶)

محمد بن طلحہ شافعی (۶۵۲ھ)(۷)

سبط ابن جوزی حنفی (۶۵۴ھ)(۸)

---

(۱) فردوس الاخبار بماثور الخطاب، ج۳، ص۳۱۱، ح۴۴۵۸، وج۵، ص۳۵۱، ح۸۱۳۸۔ دیکھیے: فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج۴، ص۴۹۰۔

(۲) ربیع الابرار ونصوص الاخبار، ج۲، ص۳۸۵، ح۲۲۷۔

(۳) تاریخ دمشق الکبیر، ج۵۱، ص۲۵۲، ح۱۱۴۷۲، و۱۴۷۳، شمارہ ۵۷۴۲۔

(۴) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔

(۵) التبیین فی انساب القرشیین، ص۱۳۳۔ (۶) التدوین فی اخبار قزوین، ج۲، ص۲۱۳۔

(۷) یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ روایت محمد بن طلحہ کی موجودہ کتاب مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول میں نہیں ہے شاید اس کی دوسری کتاب زبدۃ المقال فی فضائل الآل میں موجود ہو لیکن یہ کتاب اب نایاب ہے۔ دیکھیے: اھل البیت فی المکتبۃ العربیۃ، ص۲۰۵، شمارہ ۳۴۶۔ لہذا یہاں پر یہ مطلب ''وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چھاردہ معصوم، ص۲۲۷'' سے نقل کیا گیا ہے۔

(۸) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص۳۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

آٹھویں صدی

ابن منظور افریقی (۷۱۱ھ)(۱)

جوینی شافعی (۷۳۰ھ)(۲)

ذہبی شافعی (۷۴۸ھ)(۳)

زرندی حنفی (۷۵۷ھ)(۴)

خلیفہ نیشاپوری شافعی (آٹھویں صدی)(۵)

نویں صدی

محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی (۸۲۲ھ)(۶)

ابن حجر عسقلانی شافعی (۸۵۲ھ)(۷)

ابن صباغ مالکی (۸۵۵ھ)(۸)

---

(۱) مختصر تاریخ دمشق، ج ۲۰، ص ۲۹۳۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۱۸۹، ح ۴۶۶۔

(۳) سیر اعلام النبلاء، ج ۹، ص ۳۹۰۔

(۴) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ص ۱۶۵-۱۶۶

(۵) تلخیص وترجمہ تاریخ نیشاپور، ص ۱۳۱-۱۳۲۔

(۶) فصل الخطاب لوصل الاحباب بنقل از ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج ۳، ص ۱۶۸۔

(۷) تھذیب التھذیب، ج ۷، ص ۳۳۹۔

(۸) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص ۲۴۲-۲۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

دسویں صدی

سیوطی شافعی (۹۱۱ھ)(۱)

سمہودی شافعی (۹۱۱ھ)(۲)

خنجی اصفہانی حنفی (۹۲۷ھ)(۳)

ابن حجر ھیثمی شافعی (۹۷۴ھ)(۴)

متقی ہندی (۹۷۵ھ)(۵)

گیارہویں صدی

قرمانی دمشقی (۱۰۱۹ھ)(۶)

عبدالرؤوف مناوی شافعی (۱۰۳۱ھ)(۷)

بارہویں صدی

نابلسی دمشقی حنفی (۱۱۴۳ھ)(۸)

---

(۱) الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر، ص۳۷۶، ح۶۰۴۷۔

(۲) جواھر العقدین فی فضل الشرفین، ص۳۴۲-۳۴۳۔

(۳) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چھاردہ معصوم، ص۲۲۷۔ مہمان نامہ بخارا، ۳۴۳-۳۴۵۔

(۴) الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۴-۵۹۵۔

(۵) کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج۱، ص۵۲، ح۱۵۸۔

(۶) اخبار الدول وآثار الاول، ص۱۱۵۔

(۷) فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج۴، ص۴۸۹-۴۹۰۔

(۸) اسرار الشریعۃ یا فتح الربانی والفیض الرحمانی، ص۲۳۲-۲۲۴۔

Presented by Ziaraat.Com

میرزا محمد خان بدخشی ہندی حنفی (بارہویں صدی)(۱)

تیرہویں صدی

زبیدی حنفی (۱۲۰۵ھ)(۲)

قندوزی حنفی (۱۲۹۴ھ)(۳)

شلنجی شافعی (۱۲۹۸ھ)(۴)

چودہویں صدی کے بعد

قاضی بہجت آفندی شافعی (۱۳۵۰ھ)(۵)

سید محمد طاہر ہاشمی شافعی (۱۴۱۲ھ)(۶)

شیخ احمد تابعی مصری شافعی (۷)

عبدالعزیز بن اسحاق بغدادی حنفی (۸)

---

(۱) مفتاح النجافی مناقب آل عباء، ص ۱۷۹۔

(۲) الاتحاف بحب الاشراف، ج ۳، ص ۱۴۷۔

(۳) ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج ۳، ص ۱۲۲-۱۲۳ و ۱۶۸۔

(۴) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۳۶۔

(۵) تشریح و محاکمہ در تاریخ آل محمد، ص ۱۵۷-۱۵۹۔

(۶) مناقب اہل بیت از دیدگاہ اہل سنت، ص ۲۰۲۔

(۷) الاعتصام بحبل الاسلام، ص ۲۰۵-۲۰۶۔

(۸) مسند الامام زید، ص ۴۳۹-۴۴۰۔

Presented by Ziaraat.Com

طرق روایت

اگر چہ حضرت امام رضاؑ کا شہر نیشاپور میں وارد ہونے کے واقعے اور حدیث حصن کو اس زمانے یعنی تیسری صدی ہجری کے ان دس ہزار، بیس ہزار یا تیس ہزار راویوں و کاتبوں نے تحریر کیا لیکن افسوس کہ یہ حدیث بھی حدیث غدیر کی طرح مہجور ہوگئی اور اس کے اسناد بھی مختلف دلیلوں کے سبب مفقود ہو گئے۔

بہر حال معروف یہ ہے کہ یہ حدیث ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی نے حضرت امام رضاؑ سے نقل کی ہے لہذا بعض کا گمان یہ ہے کہ ابوصلت کی تضعیف کر کے اس حدیث کے اعتبار کو ساقط کر دیا جائے۔

جب کہ ان کا جواب یہ ہے کہ اولاً: جیسا کہ آگے آئے گا کہ اہل سنت کے علماء و بزرگان ابوصلت پر اعتماد رکھتے ہیں۔ ثانیاً: ابوصلت کے علاوہ دوسرے افراد نے بھی حضرت امام رضاؑ سے اس حدیث کو نقل کیا ہے کہ جن کا تذکرہ ملاحظہ فرمائیں:

۱- امام محمد تقیؑ - جوینی شافعی (۱) و زبیدی حنفی (۲) دونوں نے اپنی اپنی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو امام محمد تقیؑ سے نقل کیا ہے۔

۲- ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی - وہ حضرت امام رضاؑ کے خادم تھے اور اس تاریخی واقعہ کو تمام جزیات کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ اکثراً بلکہ تقریباً سبھی اہل سنت نے ابوصلت کی اس روایت کو مختلف طرق و اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے۔ (۳)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۱۸۹، ح ۴۶۶۔

(۲) الاتحاف بحب الاشراف، ج ۳، ص ۱۴۷۔

(۳) ینابیع المودۃ لذوی القربیٰ، ج ۳، ص ۱۲۲-۱۲۳ و ۱۶۸۔

Presented by Ziaraat.Com

۳-احمد بن عامر طائی-ابن عساکر دمشقی شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ اس حدیث کو احمد بن عامر طائی سے نقل کیا ہے۔(۱)

۴-احمد بن عیسی علوی-رافعی قزوینی شافعی نے مذکورہ روایت کو اپنی اسناد کے ساتھ احمد بن عیسی علوی سے نقل کیا ہے۔(۲)

۵-احمد بن علی بن صدقہ-ابوعبداللہ محمد بن سلالہ قضاعی شافعی مذکورہ حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ احمد بن علی بن صدقہ سے نقل کیا ہے۔(۳)

۶-محمد بن عمر واقدی-سبط ابن جوزی حنفی نے اس روایت کو از طریق واقدی نقل کیا ہے۔(۴)

۷-ابوزرعہ رازی-

۸-محمد بن اسلم طوسی-

حاکم نیشاپوری شافعی نے اس عظیم واقعہ کو ان دو افراد سے نقل کیا ہے۔(۵)

۹-اسحاق بن راہویہ مروزی-

۱۰-محمد بن رافع قشیری-

---

(۱) تاریخ دمشق الکبیر، ج ۵۱، ص ۲۵۳، ح ۱۱۴۷۳۔ دیکھیے: کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال، ج ۱، ص ۵۲، ح ۱۵۸۔ مسند الامام زید، ص ۴۳۹۔

(۲) التدوین فی اخبار قزوین، ج ۲، ص ۲۱۳۔

(۳) مسند الشہاب، ج ۲، ص ۳۲۳، ح ۱۴۵۱۔

(۴) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔

(۵) تاریخ نیشاپور حاکم بنابر نقل: الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص ۲۴۲-۲۴۳۔ الصواعق المحرقۃ، ج ۲، ص ۵۹۴-۵۹۵۔ اخبار الدول و آثار الاول، ص ۱۱۵۔ فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج ۴، ص ۴۸۹-۴۹۰۔ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱-احمد بن حرب نیشاپوری-

ان تینوں سے ابن جوزی حنبلی (۱) وسبط ابن جوزی حنفی (۲) نے از طریق واقدی اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

۱۲-یحی ابن یحی-اس سے بھی ابن جوزی حنبلی نے نقل کیا ہے۔(۳)

روایت کا بقیہ

الا بشروطها و انا من شروطها

آ گاہ ہو جاؤ کہ (کلمة لااله الا الله) کے کچھ شرائط ہیں کہ جن میں سے ایک شرط میں ہوں۔

اگر چہ اہل سنت کی بہت سے کتابوں سے حدیث کا بقیہ حصہ حذف ہو چکا ہے لیکن پھر بھی بعض منصف علماء نے اس کو محفوظ رکھا ہے جیسے خواجہ پارسائی حنفی اور قاضی بہجت آفندی شافعی وغیرہ نے حدیث کے بقیہ حصہ کو نقل کر کے مقام امامت کی عظمت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی (۸۲۲ھ):

عن ابی الصلت عبد السلام بن صالح بن سليمان الهروی قال: كنت مع علی الرضاؑ حين خرج من نيسابور وهو راكب بغلته الشهباء، فاذا احمد بن الحرب و يحی بن يحی و اسحاق بن راهويه و عدة من اهل العلم قد تعلقوا بلجام بغلته فقالوا: يابن رسول الله بحق آبائك الطاهرين حدثنا بحديث سمعته عن ابيك عن آبائه فاخرج رأسه الشريف من مظلته و قال: لقد حدثنی ابی موسی الكاظمؑ، عن ابيه جعفر الصادقؑ،

---

(۱) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔

(۲) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص۳۱۵۔

(۳) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

عن ابیه محمد الباقرؑ ،عن ابیه علی زین العابدینؑ ، عن ابیه الحسین الشهید بکربلاء ، عن ابیه علیؑ بن ابی طالبؑ، عن رسول اللهؐ، انه قال : سمعت جبرائیل، یقول: سمعت رب العزة سبحانه و تعالی یقول :انی انا الله لااله الاانا فاعبدونی من جاء بشهادة ان لااله الا الله بالاخلاص دخل حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی ، وفی روایة فلما مرت الراحلة نادانا : "الابشروطها وانا من شروطها"

قیل : من شروطها الاقرار بانه امام مفترض الطاعة۔(۱)

ابوصلت عبدالسلام بن صالح بن سلیمان ہروی سے روایت ہے کہ جس وقت حضرت امام رضاؑ شہر نیشاپور سے گذر رہے تھے تو آپ ہلکے کالے رنگ کے خچر پر سوار تھے، میں آپ کے ساتھ تھا اس وقت احمد بن حرب، یحی بن یحی واسحاق بن راہویہ اور دیگر کافی تعداد میں اہل علم آئے اور حضرت کی سواری کی لگام کو پکڑ کے عرض کی: اے فرزند رسول خداؐ آپ کو آپ کے پاک آباء واجداد کا واسطہ ہمارے لیے ایسی حدیث نقل فرمائیں کہ جو آپ نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے آباء واجداد سے سنی ہو۔ پس آپ نے اپنا سر مبارک عماری سے باہر نکالا اور فرمایا: میرے والد گرامی موسی کاظمؑ نے اپنے پدر بزرگوار امام جعفر صادقؑ سے آپ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ سے، آپ نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ شہید کربلا سے، آپ نے اپنے والد گرامی امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے، اور حضرت علیؑ نے رسول خداؐ سے، اور آپ نے جبرئیل سے سنا کہ وہ ہے کہ میں نے رب العزت سے سنا کہ اس نے فرمایا: میں خدائے واحد ہوں میرے علاوہ کوئی معبود نہیں، میری عبادت کرو، جو کوئی بھی مخلصانہ گواہی وشہادت کے ساتھ "لااله الا الله" کہے گا میرے قلعہ میں داخل ہوگا اور جو میرے قلعہ میں داخل ہوگیا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

---

(۱) فصل الخطاب لوصل الاحباب بنابر نقل ینابیع المودة لذوی القربی، ج۳،ص ۱۶۸۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری روایت میں ہے کہ جیسے ہی قافلہ نے حرکت کی تب آپ نے بلند آواز سے فرمایا آگاہ رہو اس کلمہ کے کچھ شرائط ہیں کہ جن میں سے میں ایک شرط ہوں۔ کہا گیا ہے کہ کلمہ اخلاص کی شرائط میں سے حضرتؑ کو واجب الاطاعت ماننا ہے۔

قاضی بہجت آفندی شافعی (۱۳۵۰ھ)

ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی ہے کہ جس وقت حضرت امام رضاؑ شہر نیشاپور سے گذر رہے تھے میں آپ کے ہم رکاب تھا، آپ سفید رنگ کے خچر پر سوار تھے۔ خراسان کے بعض علماء جیسے اسحاق بن راہویہ، احمد بن حرب، یحی بن یحی حضرت کے حضور میں شرفیاب ہوئے اور عرض کی: اے فرزند رسول خدا! اپنے پاک آباء واجداد سے سنی ہوئی کسی حدیث سے ہمیں خوشحال و مستفیض فرمائیں، حضرت امام رضاؑ نے ان کے جواب میں اپنے سر مبارک کو کجاوہ سے باہر نکالا اور فرمایا:

انی سمعت من ابی موسی قال : انی سمعت من ابی عبدالله جعفر انه قال: سمعت من ابی محمد الباقر انه قال: سمعت من ابی علی ، انه قال: سمعت من ابی الحسین انه قال: سمعت من ابی علی امیرالمؤمنین انه قال: انی سمعت من رسول اللهؐ انه قال: من قال لااله الا الله ، دخل حصنی فمن دخل حصنی امن من عذابی ۔ ثم قال : " الابشروطها – وقال الامام انامن شروطها"۔

یہ حدیث بھی سلسلہ سند کے اعتبار سے امامت سے رسالت پناہ تک پہنچتی ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ کلمہ لااله الا الله میرا قلعہ ہے جو کوئی بھی میرے قلعے میں داخل ہوگا میرے عذاب سے محفوظ رہے گا لیکن اس کلمہ طیبہ کے کچھ شرائط ہیں کہ جن میں سے ایک میں ہوں۔(۱)

---

(۱) تشریح ومحاکمہ در تاریخ آل محمد، ص ۱۵۷-۱۵۹۔

Presented by Ziaraat.Com

روایت حصن کے متعلق اہل سنت کے نظریات

حدیث حصن کے متعلق دو نظریے پائے جاتے ہیں: بعض کا یہ خیال ہے کہ اس حدیث کا راوی تنہا ابوصلت ہروی ہے لہذا اس کی تضعیف کرتے ہیں اور پھر اس کے نتیجے میں حدیث حصن کو بھی بے اعتبار ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب کہ اہل سنت کے بہت سے علماء و بزرگوں نے ابوصلت ہروی کی توثیق واعتماد کے ساتھ ساتھ اس حدیث حصن کی بھی تائید کی ہے۔ اور بعض حضرات نے تو حیرت انگیز کلمات کو اپنی زبان وقلم پر جاری کیا ہے، بعض نے اس حدیث کو شفا بخش و مسرک جانتے ہوئے تجربہ بھی کیا ہے کہ جن کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

موافقین

حدیث حصن یا سلسلۃ الذہب ان مخصوص ومحدود احادیث میں سے ہے کہ جس نے اہل سنت کے علماء و بزرگوں کو حیرت میں ڈالا، ان سے اپنی عظمت کا اعتراف کرایا اور حدیث شریف کی تائید میں عجیب وغریب کلمات وجملات ان کی زبان پر جاری ہوئے کہ جن میں سے بعض کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔

اباصلت ہروی (۲۳۶ھ):

وہ اس حدیث کی عظمت کے متعلق ہے:

لو قرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق۔(۱)

یہ اسناد اگر کسی مجنون ودیوانے پر پڑھے جائیں تو وہ عاقل ہوئے گا۔

---

(۱) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

احمد ابن حنبل (۲۴۱ھ):

وہ اہل سنت کے چار فقہی اماموں میں سے ایک ہے، ہے:

لو قرأت هذا اسناد علی مجنون لبرئ من جنته۔(۱)

اگر ان اسناد کو کسی دیوانے پر پڑھوں تو وہ اس دیوانگی سے افاقہ پائے اور عاقل ہو جائے۔

دوسری جگہ اس طرح آیا ہے:

لو قرئ هذا الاسناد علی مجنون لافاق۔(۲)

ایک اور جگہ اس طرح نقل ہوا ہے:

لو قرئ هذا الاسناد علی مجنون لبرئ من جنونه ۔(۳)

ایک جگہ اور نقل ہوا:

لو قرئ هذا الاسناد علی مجنون لافاق من جنونه ۔(۴)

اگر یہ اسناد کسی دیوانے پر پڑھے جائیں تو وہ اس جنون سے شفا پا جائے گا۔

یحی بن حسین حسنی (۲۹۸ھ):

وہ حضرت امام رضاؑ کے صحیفہ کی اسناد کے بارے میں ہمیشہ تھا:

لو قرئ هذا الاسناد فی اذن مجنون لافاق۔(۵)

اگر یہ اسناد کسی دیوانے کے کان میں پڑھے جائیں تو وہ شفا پا جائے گا۔

---

(۱) الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۵۔ (۲) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۶۔

(۳) الامالی الخمیسۃ، ج۱، ص۱۵، ح۱۶۔

(۴) تعلیقہ بر مسند الامام زید، ص۴۴۱۔ الاعتصام بحبل الاسلام، ص۲۰۶۔

(۵) ربیع الابرار و نصوص الاخبار، ج۴، ص۷۹، ح۳۴۶۔

Presented by Ziaraat.Com

ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ):

وہ آنحضرتؑ کی اس حدیث کے متعلق ایک جامع بیان نقل کرتا ہے:

هذاحديث ثابت مشهوربهذا الاسناد من رواية الطاهرين عن آبائهم الطيبين و كان بعض سلفنا من المحدثين اذا روى هذا الاسناد قال: لوقرئ هذا الاسناد على مجنون لافاق۔(۱)

یہ حدیث ثابت اوراس اسناد کے ساتھ مشہور ہے کہ جو پاک و پاکیزہ حضرات نے اپنے طیب و طاہر آباء واجداد سے نقل کی ہے، ہمارے بعض گذشتہ محدثین جب اس اسناد کونقل کرتے تو کہتے تھے کہ یہ اسناد اگر کسی دیوانے پر پڑھے جائیں تو وہ عقلمند ہوجائے گا۔

ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری شافعی (۴۶۵ھ):

وہ بھی اس حدیث کے بارے میں عجیب بات ہے کہ جس کی طرف ہم اشارہ کرتے ہیں:

اتصل هذا الحديث بهذا السند ببعض امراء السامانيه فكتب بالذهب واوصى ان يدفن معه فى قبره ، فرئ فى منام بعد موته فقيل : ما فعل الله بك ؟ فقال : غفر الله لى بتلفظى بلااله الا الله و تصديقى ان محمداً رسول الله۔(۲)

---

(۱) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج ۳، ص ۱۹۲۔

(۲) الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص ۲۴۳۔ جواھر العقدین فی فضل الشرفین، ص ۳۳۴۔ مہمان نامہ بخارا، ۳۴۲۔ وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم، ص ۲۲۹۔ اخبارالدول وآثارالاول، ص ۱۱۵۔ فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج ۴، ص ۴۸۹-۴۸۹۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۳۶۔ الاعتصام بحبل الاسلام، ۲۰۶۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ حدیث اسی سند کے ساتھ کسی سامانی بادشاہ (نوح بن منصور) کے پاس پہنچی اس نے حکم دیا کہ اس حدیث کو سونے سے تحریر کیا جائے اور وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد اس کو میرے ساتھ میری قبر میں دفن کر دیا جائے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کو کسی نے خواب میں دیکھا اور سوال کیا کہ آپ کے ساتھ کیا گذری؟ اس نے جواب دیا خداوند عالم نے مجھ کو کلمہ لااله الا الله کہنے اور محمد رسول الله کی تصدیق کرنے کی وجہ سے بخش دیا ہے۔

ابو حامد محمد غزالی شافعی (۵۰۵ھ):

اس نے حدیث سلسلۃ الذھب کی تائید کے ساتھ ساتھ اس کی شرح و تفسیر بھی کی ہے۔(۱)

دیلمی شافعی (۵۰۹ھ):

وہ حدیث حصن کو صحیح جانتا ہے اور ہے:

هذا حديث ثابت ۔(۲) یہ حدیث ثابت ہے۔

زمخشری حنفی (۵۳۸ھ):

وہ حدیث سلسلۃ الذھب کی عظمت میں یحی بن حسین حسنی کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ تھا: لو قرئ هذا الاسناد فی اذن مجنون لافاق ۔(۳)

اگر یہ اسناد کسی دیوانے کے کان میں پڑھے جائیں وہ یقیناً عقلمند ہو جائے گا۔

---

(۱) شرح حدیث سلسلۃ الذھب اس کتاب کا خطی نسخہ کتاب خانہ محمدیہ ہندوستان میں ہے، دیکھیے: اھل بیت فی المکتبۃ العربیہ، ص ۲۳۷، شمارہ ۲۹۱۔

(۲) فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج ۴، ص ۴۸۹-۴۹۰۔

(۳) ربیع الابرار و نصوص الاخبار، ج ۴، ص ۷۹، ح ۳۴۶۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ):

قال بعض اهل العلم :لوقرئ هذا الاسنادعلی مجنون لبرئ۔(۱)

بعض اہل علم کا ہے کہ اگر یہ اسناد کسی دیوانے پر پڑھے جائیں وہ یقیناً شفایاب ہو جائے گا۔

سبط ابن جوزی حنفی (۶۵۴ھ):

اس نے اس حدیث کی عظمت میں ابن قدامہ مقدسی حنبلی کے کلام کو دہرایا ہے اور ہے:لوقرئ هذا الاسنادعلی مجنون لبرئ۔(۲)

اگر یہ اسناد دیوانے پر پڑھے جائیں وہ یقیناً عقلمند ہو جائے۔

زرندی حنفی (۷۵۷ھ)

وہ بھی حدیث حصن کی عظمت کے متعلق ہے: اللهم اجعلنامن الآمنين من عذابك يوم الفزع الاكبر ، انك اعلی و اجل و اجود و اكبر ۔(۳)

پروردگارا! ہم کو روز قیامت اپنے عذاب سے محفوظ رکھنا کہ بیشک تو بلند مرتبہ، جلیل القدر بخشنے والا اور بزرگ و برتر ہے۔

سیوطی شافعی (۹۱۱ھ):

وہ حدیث حصن کو صحیح جانتا ہے اور ہے:

حديث صحيح۔(۴) حدیث صحیح ہے۔

---

(۱) التبیین فی انساب القرشیین ،ص۱۳۲۔

(۲) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ ،ص۳۱۵۔

(۳) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول ،ص۱۶۶۔

(۴) الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر ،ص۳۷۶، ح۶۰۴۷۔

Presented by Ziaraat.Com

خنجی اصفہانی حنفی (۹۲۷ھ):

محققین کا ہے کہ یہ حدیث ان اسناد کے ساتھ اگر دیونے پر پڑھی جائے تو وہ شفایاب ہوجائے گا۔(۱)

دوسری جگہ ہے:

یہ حدیث عظیم المرتبت ہے اور اسناد بہت ہی عمدہ وعالی ہیں یہاں تک کہ علماء کا بیان ہے: ایک محدث نے بخارا کے ایک بادشاہ کے دربار میں اس حدیث کو پڑھا، بادشاہ نے اس محدث سے درخواست کی کہ اس حدیث کو میرے لیے لکھے اور وصیت کی اس کے مرنے کے بعد اس کو میرے کفن میں رکھ کر دفن کر دینا۔(۲)

عبدالواسع بن یحی واسعی یمانی حنفی:

وہ بھی ہے:

فما احق ان یکتب هذا المسند بالذهب لاشتماله علی السند المسلسل بالسلسلة الطاهرة و العترة النبویة الفاخرة ۔(۳)

یہ حدیث کہ جو نبوت کی عترت طاہرہ اور پاک و پاکیزہ سلسلۂ سند کے ساتھ درج ہے اس کا حق ہے کہ اس کو سونے سے لکھا جائے۔

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم، ص۲۲۹۔

(۲) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم، ص۲۲۹۔ مہمان نامہ بخارا ص۳۴۲۔

(۳) مسندالامام زید، ص۴۴۱۔

Presented by Ziaraat.Com

حدیث سلسلۃ الذھب کی برکت سے شفا پانا

اب تک اس حدیث کے سلسلے میں اہل سنت کے نظریات بیان ہوئے لیکن اسی سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بعض اہل سنت نے اس دعوی (دیوانے ومجنون اور بیمار کے شفا پانے) کو عملی جامہ پہنایا ہے اور کہتے ہیں کہ حدیث سلسلۃ الذھب سے بیماروں کا شفاء پانا مجربات میں سے ہے۔

ابن خلکان شافعی کا واقعہ

ان ابا دلف العجلی لما حجب مرض موته الناس عن الدخول اليه لثقل مرضه فاتفق انه افاق فی بعض الايام ، فقال لحاجبه : من بالباب من المحاويج ؟ فقال عشرة من الاشراف ، وقد وصلوا من خراسان ، ولهم بالباب عدة ايام ، فاستدعاهم فرحب بهم ، و سألهم عن سبب قدومهم ، فقالوا ضاقت بنا الاحوال و سمعنا بكرمك فقصدناك ، فاخرج عشرين كيسا فی كيس الف دينار ، ودفع لكل واحد منهم كيسين ، ثم اعطى كل واحد منهم مؤونة طريقه، وقال : لاتمسكو الاكياس حتى تصلوا بها سالمة الى اهلكم ، وصرفو ا هذا فی مصالح الطريق ، ثم قال : لكتب لی كل واحد منكم خطه: بانه فلان بن فلان حتى ينتهی الى علیؑ ابن ابی طالبؑ ، ويذكر جدته فاطمة بنت رسول الله ثم يكتب يا رسول الله انی وجدت اضاقة فقصدت ابا دلف العجلی ، فاعطانی الفی دينار كرامة لك و طلبا لمرضاتك و رجاء لشفاعتك ، فكتبوا و تسلم الاوراق واوصى من يتولى تجهيزة اذا مات ان يضع تلك الاوراق فی كفته حتى يلقى بها رسول الله ويعرض عليه۔(۱)

---

(۱) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۴، ۷۷۔

Presented by Ziaraat.Com

ابودلف عجلی جب مرض موت میں مبتلا ہوا، اس نے لوگوں سے ملاقات بند کردی پس جب کچھ افاقہ ہوا اس نے اپنے دربان سے سوال کیا کہ کون کون مجھ سے ملنے اور میری عیادت کو آیا؟

خادم نے جواب دیا دس افراد، سادات خراسان سے آئے ہیں، ان کو کئی روز ہو چکے اور وہ ابھی تک آپ سے ملاقات کے منتظر ہیں۔ ابودلف نے ان کو بلوایا، خوش آمدید کہا اور ان کے آنے کا سبب معلوم کیا، انہوں نے جواب دیا ہمارے حالات خراب تھے زندگی سخت ہو چکی تھی ہم کو آپ کی بخشش وکرم کی اطلاع ملی لہذا آپ کے پاس آئے ہیں۔ ابودلف نے ہزار ہزار دینار کی بیس تھیلیاں نکالیں اور ان میں سے ہر ایک کو دو تھیلیاں دیں، پھر کچھ اور مقدار ہزینہ سفر کے طور پر ہر ایک کو دیا اور ان سے کہا کہ جب تک آپ اپنے وطن نہ پہنچ جاؤ ان تھیلیوں کو نہ کھولنا اور ان سے کہا کہ ہر ایک اپنے ہاتھ سے اپنا اور اپنے آباء واجداد کے نام لکھیں یہاں تک کہ شجرہ علیؑ ابن ابی طالبؑ تک پہنچ جائے اور اپنی جدہ ماجدہ حضرت فاطمہ زہراؑ بنت محمد مصطفیؐ کا بھی ذکر کریں، اور پھر لکھیں اے رسول خدا! ہمارے حالات خراب تھے زندگی سخت ہو چکی تھی ہم ابودلف کے پاس گئے اس سے مدد مانگی اس نے دو ہزار دینار ہم کو دیے اس امید کے ساتھ کہ آپ اس سے راضی رہیں اور اس کی شفاعت فرمائیں۔ ان لوگوں نے یہ جملات تحریر کیے، ابودلف نے ان تحریروں کو لیا اور اپنے کفن ودفن کے متولی سے سفارش کی کہ ان اوراق کو اس کے کفن میں رکھ کر دفنا دینا تا کہ ان کاغذوں کے ساتھ رسول اکرمؐ سے ملاقات کروں اور آپؐ کو دکھاؤں۔

سمہودی نے اس واقعہ کو حدیث سلسلۃ الذھب کی شفا بخش اور معنوی برکتوں میں سے شمار کیا ہے اور اس کی تفصیل کو روایت حصن کے ذیل میں بیان کرتا ہے۔(۱)

---

(۱) جواھر العقدین فی فضل الشرفین، ص ۳۴۶-۳۴۷۔

Presented by Ziaraat.Com

خجی حنفی کی داستان

اس حدیث شریف کی خاصیتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر خلوص دل سے اس روایت کی اسناد کو کسی ایسے مریض کے سرہانے پڑھا جائے کہ جو مرنے والا ہو تو اگر اس کی موت میں تاخیر ہو تو یقیناً اس کا مرض دور اور وہ صحت مند ہو جائے گا میں نے اس حدیث کو کئی مرتبہ بہت سے مریضوں پر پڑھا اور تجربہ کیا ہے۔(۱)

دوسری جگہ ہے:

اس حقیر وفقیر کا تجربہ ہے میں جس مریض کی بھی عیادت کو جاتا اور اس کی موت نہ پہنچی ہو تو میں صدق دل سے ان اسناد کو اس مریض پر پڑھتا تو اس کا اثر دیکھتا، مریض شفا پا جاتا فوراً صحت مند ہوتا یہ بات میری تجربہ شدہ ہے۔(۲)

مخالفین

بعض افراد اس گمان میں ہیں کہ حدیث سلسلۃ الذھب کا راوی تنہا ابوصلت ہروی ہے اس کی تضعیف کرتے ہوئے اس کے ذریعہ تمام احادیث حتی حدیث حصن کو بھی بے اعتبار جانتے ہیں جب کہ یہ مطلب بے دلیل و بے بنیاد ادعی ہے اور اہل سنت کے بزرگوں نے اس ادعی کو رد کیا۔ اہل سنت کے نزدیک ابوصلت کے مقام کی تفصیل آئندہ آئے گی۔

دوسری روایت- روایت ایمان

متن روایت

---

(۱) مہمان نامہ بخارا ص ۳۴۲۔

(۲) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہاردہ معصوم، ص ۲۲۹۔

Presented by Ziaraat.Com

حدیث سلسلۃ الذھب، دوسری نقل کے اعتبار سے مذکورہ ذیل متن کے ساتھ بھی پائی جاتی ہے:

لما دخل علی بن موسی الرضا نیسابور علی بغلة شهباء فخرج علماء البلد فی طلبه منهم یحی بن یحی ، اسحاق بن راهویه ، احمد بن حرب ، محمد بن رافع، فتعلقوا بلجام دابته فقال له اسحاق : بحق آبائك حدثنا ـ فقال : الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان وعمل بالارکان ـ(۱)

جس وقت حضرت امام رضاؑ شہر نیشاپور میں داخل ہوئے ، ہلکے کالے رنگ کے خچر پر سوار تھے علماء شہر جیسے یحی بن یحی ، اسحاق بن راھویہ، احمد بن حرب، محمد بن رافع نے بڑھ کر استقبال کیا، امام کی سواری کی لگام سے متمسک ہوئے پھر اسحاق بن راھویہ نے عرض کی: آپ کو اپنے آباء طیبین کا واسطہ ہمارے لیے حدیث بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا: ایمان، دل سے جاننے، زبان سے اقرار کرنے اور اعضاء وجوارح سے عمل انجام دینے کا نام ہے۔

راوی حضرات

یہ واضح رہے کہ اس دور یعنی تیسری صدی ہجری کے ان دس ہزار، بیس ہزار یا تیس ہزار راویوں و کاتبوں میں سے عصر حاضر میں صرف اڑتالیس (۴۸) روایات مختلف بیانات کے ساتھ باقی رہ گئی ہیں

تیسری صدی

یحی بن یحی (۲۲۶ھ)(۲)

---

(۱) سنن ابن ماجہ، ج۱،ص ۲۵، ح ۶۵، باب الایمان۔ دیکھیے: کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتھر من الاحادیث علی السنۃ الناس، ج۱،ص ۲۲۔ تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ج۱،ص ۱۵۲۔

(۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص ۱۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

احمد بن حرب نیشاپوری (۲۳۴ھ)(۱)

ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی (۲۳۶ھ)(۲)

اسحاق بن راہویہ مروزی (۲۳۸ھ)(۳)

محمد بن اسلم کندی طوسی (۲۴۲ھ)(۴)

محمد بن رافع قشیری (۲۴۵ھ)(۵)

ابوزرعہ رازی (۲۶۱ھ)(۶)

ابن ماجہ قزوینی (۲۷۵ھ)(۷)

محمد بن سہل بن عامر بجلی (۸)

محمد بن زیاد سلمی (۹)

داؤد بن سلیمان قزوینی (۱۰)

علی بن ازھر سرخسی (۱۱)

---

(۱) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص۱۲۵۔تذکرۃ الخواص من الامۃ،ص۳۱۵۔

(۲) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷،ص۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔

(۳) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص۱۲۵۔تذکرۃ الخواص من الامۃ،ص۳۱۵۔

(۴) شعب الایمان، ج۱،ص۴۸، ح۱۷۔الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد،ص۱۸۰۔

(۵) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص۱۲۵۔تذکرۃ الخواص من الامۃ،ص۳۱۵۔

(۶) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول،ص۱۶۴۔

(۷) سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۲۵، ح۶۵، باب الایمان۔

(۸) و (۹) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷،ص۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔

(۱۰) و (۱۱) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۲،ص۳۴۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ھیثم بن عبداللہ(۱)

احمد بن عباس صنعانی(۲)

احمد بن عامر طائی(۳)

چوتھی صدی

دولابی حنفی(۳۱۰ھ)(۴)

ابوبکر آجری شافعی(۳۶۰ھ)(۵)

طبرانی حنبلی(۳۶۰ھ)(۶)

دارقطنی شافعی(۳۸۵ھ)(۷)

پانچویں صدی

ابن مردویہ اصفہانی(۴۱۰ھ)(۸)

منصور بن حسین آبی(۴۲۱ھ)(۹)

---

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۲،ص۳۴۲۔

(۲) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۱،ص۱۹۸۔

(۳) الکشف الحیث ،ص۴۹-۲۲۰۔

(۴) الکنی والاسماء، ج۱،ص۴۷۸-۴۷۹، ح۱۶۹۸۔

(۵) الاربعین حدیثا،ص۴۷، ح۱۲۔

(۶) المعجم الاوسط، ج۴،ص۳۶۳، ح۶۲۵۴۔ج۶،ص۲۲۲، ح۸۵۸۰۔

(۷) المؤتلف والمختلف ، ج۲،ص۱۱۱۵۔

(۸) الدرالمنثور فی التفسیر المأثور، ج۶،ص۱۰۰۔(۹) نثرالدرر، ج۱،ص۳۶۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ)(۱)

بیہقی شافعی (۴۵۸ھ)(۲)

خطیب بغدادی شافعی (۴۶۳ھ)(۳)

شجری جرجانی حنفی (۴۹۹ھ)(۴)

چھٹی صدی

ابوحامد محمد غزالی شافعی (۵۰۵ھ)(۵)

ابن شیرویہ دیلمی شافعی (۵۰۹ھ)(۶)

ابن عساکر دمشقی شافعی (۵۷۱ھ)(۷)

ابن جوزی حنبلی (۵۹۷ھ)(۸)

---

(۱) تاریخ اصفہان (ذکر اخبار اصبھان)، ج۱،ص۱۷۴،۱۷۳، شمارہ۱۷۳۔

(۲) شعب الایمان، ج۱،ص۴۸، ح۱۶-۱۷۔

(۳) تاریخ بغداد، ج۱،ص۲۵۵-۲۵۶۔ج۹،ص۳۸۵،۳۸۶۔ج۱۱،ص۴۷۔

(۴) الامالی الخمیسۃ، ج۱،ص۱۳، ح۶۔وص۱۴-۱۵، ح۱۵۔

(۵) شرح حدیث سلسلۃ الذھب، اس کتاب کا خطی نسخہ محمد یہ لائبریری ہندوستان میں ہے، دیکھیے: اھل بیت فی المکتبۃ العربیہ،ص۲۳۷،شمارہ۲۹۱۔

(۶) فردوس الاخبار بماثور الخطاب، ج۱،ص۱۴۸، ح۳۷۱۔

(۷) تاریخ دمشق الکبیر، ج۴۶،ص۱۲۶-۱۴۷، ح۱۰۰۶۶،شمارہ۵۱۳۶۔

(۸) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶،ص۱۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں صدی

ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ)(۱)

رافعی قزوینی شافعی (۶۲۳ھ)(۲)

سبط ابن جوزی حنفی (۶۵۴ھ)(۳)

ابن ابی الحدید معتزلی شافعی (۶۵۶ھ)(۴)

موصلی شافعی (۶۶۰ھ)(۵)

آٹھویں صدی

ابن منظور افریقی (۷۱۱ھ)(۶)

مزی شافعی (۷۴۲ھ)(۷)

ذہبی شافعی (۷۴۸ھ)(۸)

---

(۱) التبیین فی انساب القرشیین، ص۱۳۳۔

(۲) التدوین فی اخبار قزوین، ج۱،ص۱۶۷-۱۶۸ و ۴۶۲۔

(۳) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص۳۱۵۔

(۴) شرح نہج البلاغہ، ج۱۹،ص۵۱، حکمت ۲۲۳۔

(۵) النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، ص۳۹۴۔

(۶) مختصر تاریخ دمشق، ج۱۸،ص۱۵۹، رقم ۷۸۔

(۷) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷،ص ۳۶۶، ح ۱۰۰۷۶۔ مصباح الزجاجۃ فی زوائد ابن ماجہ، ج۱،ص ۱۲۱-۱۲۲، ح۲۳۔

(۸) تھذیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۶،ص۹۲، شمارہ ۴۰۹۷۔ سیر اعلام النبلاء، ج۱۵،ص۴۰۰۔

Presented by Ziaraat.Com

زرندی حنفی (۷۵۷ھ)(۱)

صفدی شافعی (۷۶۴ھ)(۲)

نویں صدی

محمد بن محمد جزری شافعی (۸۳۳ھ)(۳)

ابن حجر عسقلانی شافعی (۸۵۲ھ)(۴)

عبدالرحمٰن صفوری شافعی (۸۹۴ھ)(۵)

دسویں صدی

سمہودی شافعی (۹۱۱ھ)(۶)

سیوطی شافعی (۹۱۱ھ)(۷)

ابن حجر ھیثمی شافعی (۹۷۴ھ)(۸)

---

(۱) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ص۱۶۳۔

(۲) الوافی بالوفیات، ج۲۲، ص۲۵۰۔

(۳) اسنی المطالب فی مناقب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ، ص۱۲۲-۱۲۶۔

(۴) تھذیب التھذیب، ج۶، ص۲۸۶، شمارہ ۶۱۹۔ نکت الظراف علی الاطراف، ج۷، ص۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔ یہ کتاب تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف کے حاشیہ پر چھپی ہوئی ہے۔

(۵) نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس، ج۱، ص۲۳۔

(۶) جواھر العقدین فی فضل الشرفین، ص۳۴۵-۳۴۶۔

(۷) الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر، ص۱۸۵، ح۳۰۹۴ و۳۰۹۵۔ الدر المنثور فی التفسیر المأثور، ج۶، ص۱۰۰۔

(۸) الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

متقی ہندی (۹۷۵ھ)(۱)

گیارہویں صدی

عبدالرؤوف مناوی شافعی (۱۰۳۱ھ)(۲)

بارہویں صدی

میرزا محمد خان بدخشی ہندی حنفی (۳)

تیرہویں صدی اوراس کے بعد

قندوزی حنفی (۱۲۹۴ھ)(۴)

محمد بن یوسف حفصی عدوی (۱۳۳۲ھ)(۵)

سید محمد طاہر ہاشمی شافعی (۱۴۱۲ھ)(۶)

عبدالعزیز بن اسحاق بغدادی حنفی (۷)

---

(۱) کنزالعمال فی سنن الاقوال والافعال، ج۱،ص۲۷۳-۲۷۴، ح۱۳۶۱و ۱۳۶۲۔

(۲) فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج۳،ص۱۸۵۔

(۳) مفتاح النجافی مناقب آل عبا،ص۱۸۰۔

(۴) ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،ص۱۲۳-۱۲۴۔

(۵) جامع الشمل فی حدیث خاتم الرسل، ج۱،ص۳۰۔

(۶) مناقب اھل بیتؑ از دیدگاہ اہل سنت،ص۲۰۲۔

(۷) مسندالامام زید،ص۴۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

طرق روایت

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ بعض افراد اس گمان میں ہیں کہ حدیث سلسلۃ الذھب کا روای تنہا ابوصلت ہروی ہے لہذا اس کی تضعیف کرتے ہوئے چاہتے ہیں کہ تمام احادیث کو بے اعتبار ثابت کریں جب کہ یہ واضح ہے کہ ابوصلت کا مقام اہل سنت کے علماء و بزرگوں کے نزدیک ان تہمتوں سے بہت بلند و بالا ہے۔ انہیں میں سے ایک طبرانی حنبلی ہے کہ اس کا نظریہ ہے کہ حدیث ایمان فقط ابوصلت ہروی نے امام رضاؑ سے نقل کی ہے۔(۱)

یہاں پر یہ نکتہ بیان کرنا ضروری ہے کہ حدیث ایمان فقط ابوصلت ہروی پر منحصر و موقوف نہیں ہے بلکہ دارقطنی شافعی، ابن عدی جرجانی (۲)، رافعی قزوینی شافعی (۳) اور مزی شافعی (۴) کے بقول اس حدیث شریف کی اسناد متعدد ہیں۔

---

(۱) الطبرانی الحنبلی: حدثنا محمد بن علی الصائغ قال: حدثنا عبدالسلام بن صالح الھروی قال: حدثنا علی بن موسی عن آبائه عن علی قال: قال رسول الله: "الایمان معرفة بالقلب واقرار باللسان و عمل بالارکان" لا یروی ھذا الحدیث عن علی الا بھذا الاسناد تفرد به عبدالسلام بن صالح، دیکھیے: المعجم الاوسط، ج۴، ص۳۶۴، ح۶۲۵۴۔

الطبرانی: حدثنا معاذ، قال: حدثنا عبدالسلام بن صالح الھروی --- لم یرو ھذا الحدیث عن موسی بن جعفر الا عبدالسلام و لا یروی عن علی الا بھذا الاسناد، المعجم الاوسط، ج۶، ص۲۲۲۔

(۲) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۲، ص۳۴۲۔

(۳) التدوین فی اخبار قزوین، ج۱، ص۱۶۷-۱۶۸ و ۴۶۲۔

(۴) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷، ص۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔

Presented by Ziaraat.Com

دارقطنی شافعی حضرت امام رضاؑ سے حدیث ایمان نقل ہونے کے سلسلے میں اسناد وطرق کے متعلق کاملا انصاف سے ہے:

فی نسخ کثیرة عندنا بهذا الاسناد ۔(۱)

اس اسناد کے متعدد نسخے ہمارے پاس ہیں۔

یہاں پر کچھ روات وطرق کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

۱-عبدالسلام بن صالح ابوصلت ہروی

۲-محمد بن سہل بن عامر بجلی

۳-محمد بن زیاد سلمی

مزی شافعی ابن ماجہ کے ذریعہ ابوصلت کی روایت کونقل کرنے کے بعد ہے:

و تابعه محمد بن سهل بن عامر البجلی و محمد بن زیاد السلمی من علی بن موسی الرضاؑ۔(۲)

عبدالسلام بن صالح ابوصلت ہروی کی اتباع کرتے ہوئے محمد بن سہل بن عامر بجلی اور محمد بن زیاد سلمی نے بھی حضرت امام رضاؑ سے روایت نقل کی ہے۔

ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی حدیث ایمان کی تائید میں دوسری طرق واسناد کے ذریعہ اس حدیث کو امام رضاؑ کے علاوہ امام موسی کاظمؑ سے نقل کیا ہے۔(۳)

---

(۱) المؤتلف والمختلف، ج۲،ص۱۱۱۵۔

(۲) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷،ص۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔

(۳) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷،ص۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔

Presented by Ziaraat.Com

مزی شافعی دوسری جگہ ابوصلت ہروی کے دفاع میں ہے:

روی ابن ماجه هذا الحديث (حديث ايمان) وقد وقع لنا عنه عاليا جداً--- رواه محمد بن اسماعيل الاحمسی و سهل بن زنجلة الرازی عنه فوقع لنا بدلاً عالياً بدرجتين۔

ابن ماجہ نے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس کی سند بہت عمدہ ہے اس کو محمد بن اسماعیل احمسی اور سہل بن زنجلہ رازی نے ابوصلت سے نقل کیا ہے کہ جو دو درجہ بلند تر ہمارے لیے ثابت ہے۔

اسی کے تسلسل میں دوسرے دو طرق سے حدیث ایمان حضرت امام موسیٰ کاظمؑ اور حضرت امام جعفر صادق کے ذریعہ بھی نقل ہوئی ہے کہ جو ابوصلت کے کلام کی تائید میں ہے:

تابعه الحسن بن علی التميمی الطبرستانی عن محمد بن صدقه العنبری عن موسی بن جعفر و تابعه احمد بن عيسی بن علی بن الحسين بن علی بن الحسين بن علی ابن ابی طالب العلوی عن عباد بن صهيب عن جعفر بن محمد۔(۱)

ابوصلت ہروی کی اتباع کی ہے حسن بن علی تمیمی طبرستانی نے محمد بن صدقہ العنبری سے اور اس نے امام موسیٰؑ بن جعفرؑ سے۔ اور ابوصلت ہروی کی اتباع کی ہے احمد بن عیسی بن علی بن حسین بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علوی نے عباد بن صہیب سے اور اس نے امام جعفرؑ بن محمدؑ سے نقل کیا ہے۔

۴- محمد بن اسلم کندی طوسی

بیہقی شافعی نے بھی اس روایت کو اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن اسلم کندی سے نقل کیا ہے۔(۲)

---

(۱) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱، ص۴۵۶، شمارہ ۴۰۹۷۔

(۲) شعب الایمان، ج۱، ص۴۸، ح۱۶-۱۷۔ الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد، ۱۸۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۵-داؤد بن سلیمان قزوینی

۶-علی بن ازھر سرخسی

۷-ھیثم بن عبداللہ

ابن عدی جرجانی شافعی ''حسن بن علی بن صالح عدوی بصری'' کا زندگینامہ تحریر کرتے ہوئے جب حدیث ایمان تک پہنچتا ہے تو ہے:

وھذا عن علی بن موسی الرضا قد رواہ عنہ ابوصلت و داؤد بن سلیمان الغازی القزوینی و علی بن الازھر السرخسی و غیرھم و ھؤلاء اشھر من الھیثم بن عبداللہ الذی روی عنہ العدوی۔۔۔(۱)

اس حدیث کو ابوصلت ہروی، داؤد بن سلیمان غازی قزوینی اور علی ابن ازہر سرخسی وغیرہ نے حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے اور یہ حضرات ھیثم بن عبداللہ سے-کہ جس سے عدوی نے روایت نقل کی ہے-زیادہ مشہور ہیں۔

۸-احمد بن عباس صنعانی

ابن عدی جرجانی شافعی احمد بن عباس صنعانی کے طریق سے نقل کرتا ہے۔(۲)

۹-احمد بن عامر طائی

ابوالوفاء حلبی نے اپنی اس طریق کے ساتھ روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔(۳)

---

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۲،ص۳۴۲۔

(۲) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۱،ص۱۹۸۔

(۳) الکشف الحیث ،ص۴۹۔و ۲۲۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۰-اسحاق بن راہویہ

۱۱-محمد بن رافع

۱۲-احمد بن حرب(۱)

۱۳-یحی بن یحی(۲)

۱۴-ابوزرعہ رازی(۳)

یہ چودہ افراد وہ ہیں کہ جنہوں نے مستقیم حدیث ایمان کو حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے۔

یہ بات بھی قابل عرض ہے کہ حدیث ایمان حضرت امام موسی کاظمؑ، حضرت امام جعفر صادقؑ اور صحابہ وتابعین سے بھی اسی مضمون کے ساتھ نقل ہوئی ہے کہ جو نہ صرف حدیث ایمان کے جعلی نہ ہونے اور بعض علماء کے تعصب، بے دلیل تضعیف اور حدیث کو بے اعتبار ثابت کرنے پر دلیل نہیں ہے بلکہ اس حدیث کے صحیح ہونے کی طرف راہنمائی ہے۔

۱-محمد بن صدقہ عنبری:

مزی شافعی ہے: اس نے حدیث ایمان کو حضرت امام موسی کاظمؑ سے نقل کیا ہے۔(۴)

۲-عباد بن صہب:

مزی شافعی ہے: عباد، نے حدیث ایمان کو حضرت امام جعفر صادق سے نقل کیا ہے۔(۵)

---

(۱) تینوں موارد: المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔ تذکرۃ الخواص من الآئمۃ، ص۳۱۵۔

(۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج۶، ص۱۲۵۔

(۳) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ص۱۶۳۔

(۴) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱، ص۴۶۵، شمارہ ۴۰۰۳۔

(۵) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱، ص۴۶۵، شمارہ ۴۰۰۳۔ تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج۷، ص ۳۶۶، ح۱۰۰۷۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۳-مالک بن انس

۴-حماد بن زید

۵-احمد بن ابی خیثمہ

۶-عبداللہ بن احمد بن حنبل

محمد بن محمد جزری شافعی نے حدیث ایمان کی تائید اور اس کے جعلی نہ ہونے کے سلسلے میں حضرت امام رضاؑ کے علاوہ چار طریقوں سے نقل کیا ہے اور نہ صرف ان چار افراد پر اکتفاء کیا بلکہ حدیث کو متواتر جانا ہے اور ہے:''وروی جماعة''۔(۱)

۷-علی بن غراب

سیوطی شافعی نے بھی اس حدیث کے دفاع میں علی بن غراب کے طریق سے نقل کی ہے۔(۲)

۸-ابوقتادہ، حارث بن ربعی انصاری صحابی

۹-عایشہ

ان دو طریقوں سے کنانی شافعی نے نقل کرتے ہوئے حدیث ایمان کی صحت کو ثابت کیا ہے ۔(۳)

---

(۱) اسنی المطالب فی مناقب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ، ص۱۲۲-۱۲۶۔

(۲) اللآلی المصنوعة فی الاحادیث الموضوعة، ج۱، ص۳۸۔

(۳) تنزیہ الشریعة المرفوعة عن الاخبار الشنیعة الموضوعة، ج۱، ص۱۵۲۔

Presented by Ziaraat.Com

روایت ایمان کے متعلق اہل سنت کے نظریات

حدیث ایمان کے متعلق دو نظریے پائے جاتے ہیں:

بعض افراد کا یہ گمان ہے کہ حدیث ایمان کو فقط ابوصلت ہروی نے نقل کیا ہے اور ابوصلت کی شخصیت کی تضعیف کر کے اس حدیث کو بے اعتبار کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ یہ انشاء اللہ آئے گا کہ اولاً ابوصلت ہروی کی تضعیف بے دلیل ادعی اور بے نتیجہ کوشش ہے چونکہ خود علماء و بزرگان اہل سنت کے نزدیک ابوصلت کی شخصیت قابل اعتماد ہے۔

ثانیاً روایت ایمان کو فقط ابوصلت نے نقل نہیں کیا بلکہ دوسرے افراد نے بھی اس حدیث کو حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے۔

اور ان کے مقابل، بہت سے علماء اہل سنت نے ابوصلت ہروی کی شخصیت سے دفاع کرتے ہوئے اس حدیث کو حدیث حصن کی طرح تقویت دی ہے اور راوی و روایت دونوں کو اعتبار بخشا ہے بلکہ بعض حضرات تو اس حدیث کے سلسلہ سند کو شفا بخش جانتے ہیں اور بعض نے اس حدیث کی سند سے شفاء یابی کا تجربہ بھی حاصل کیا ہے۔

موافقین

اس نظریے میں علماء و بزرگان اہل سنت کی دو طرح کی تائید پیش کی جائے گی۔

اول: حدیث ایمان کے متعلق تائیدات و اظہار نظر ۔

دوم: عملی تائیدات، یعنی ان لوگوں کے نظریات کہ جنہوں نے صرف اظہار نظر ہی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حدیث ایمان کی عظمت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی سند کو شفاء بخش جانا اور شفاء بخشی کا تجربہ بھی کیا ہے جیسے ابو حاتم رازی شافعی کہ جس کا دعوی ہے کہ احمد بن حنبل نے ایسا کیا ہے اور مریض نے حدیث سلسلۃ الذھب کی سند سے شفاء پائی ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن ادریس شافعی (۲۰۴ھ):

محمد بن ادریس شافعی اہل سنت کے فقہی چار اماموں میں سے ایک ہے اس نے اس حدیث کو قبول کیا ہے اور اس کی شرح کی ہے۔(۱)

عبداللہ بن طاہر (۲۳۰ھ):

وہ خراسان، جرجان (گرگان)، ری وطبرستان (مازندران) کا حاکم تھا۔(۲)

اس کا بیٹا محمد بن عبداللہ کہ جو شاعر وادیب ہے ہے: میں ایک روز اپنے باپ کے پاس کھڑا تھا احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور ابوصلت ہروی بھی ہمارے پاس موجود تھے، میرے باپ نے کہا: ''لیحدثنی کل رجل منکم بحدیث ''آپ میں سے ہر ایک میرے لیے کوئی حدیث بیان کریں۔ ابوصلت نے حدیث ایمان کو سلسلۃ الذھب والی سند کے ساتھ نقل کرتے ہوئے بیان کیا۔ محمد بن عبداللہ ہے:

بعض حاضرین نے تعجب اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اس حدیث کی سند کے متعلق کہا:

ما ھذا الاسناد۔ یہ کیا سلسلہ سند ہے! میرے باپ نے ان کے جواب میں کہا:

ھذا سعوط المجانین ، اذا سعط به المجنون برأ۔(۳)

یہ اسناد دیوانوں کے لیے دوا ہے کہ جب کوئی دیوانہ اس دوا کو استعمال کرے تو شفا پا جائے گا۔

ظاہراً تعجب کرنے والا فرد احمد بن حنبل ہے اس لیے کہ حضرت امام رضاؑ کی نیشاپور تشریف آوری پر اسحاق بن راہویہ نے یہ سلسلہ سند سنا تھا لہذا اس کے لیے کوئی تعجب کا مقام نہیں تھا۔

---

(۱) معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، ص۱۶۳۔

(۲) تاریخ بغداد، ج۹، ص۴۸۳-۴۸۸، شمارہ ۵۱۱۴۔

(۳) تاریخ بغداد، ج۵، ص۴۱۸-۴۱۹، شمارہ ۲۹۳۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوصلت ہروی (۲۳۶ھ):

ابوصلت ہروی ہے: لوقرئ هذا الاسنادعلی مجنون لافاق۔(۱)

اگراس اسنادکوکسی دیوانے پڑھاجائےتووہ شفاء پاجائے گا۔

احمدابن حنبل (۲۴۱ھ):

وہ اہل سنت کے چارفقہی اماموں میں سےایک ہے، ہے:

لـوقـرأت هـذا الاسناد علی مجنون لبرئ من جنونه ۔ و قیل: انه قرأه علی مصروع افاق۔(۲)

اگران اسنادکوکسی دیوانے پر پڑھوں تووہ اس دیوانگی سےافاقہ پاجائے اورعاقل ہوجائے۔اور کہا گیاہے کہ اس نے ایک ایسے شخص پر پڑھاتووہ شفاپا گیا۔

دوسری جگہ اس طرح آیاہے: لوقرأت هذا الاسناد علی مجنون لبرئ من جنته۔(۳)

اگران اسنادکوکسی دیوانے پر پڑھوں تووہ اس دیوانگی سےافاقہ پاجائے اورعاقل ہوجائے۔

ابن ماجہ قزوینی (۲۷۵ھ):

ابن ماجہ بھی اس حدیث کوابوصلت ہروی سےنقل کرتے ہوئے ہے:

لوقرئ هذا الاسنادعلی مجنون لافاق۔(۴)

اگر یہ اسنادکسی دیوانے پر پڑھے جائیں تووہ شفاپاجائے گا۔

---

(۱) سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۲۵۔

(۲) نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس، ج۱،ص۲۳۔

(۳) الصواعق المحرقۃ، ج۲،ص۵۹۵۔ جواھرالعقدین فی فضل الشرفین،ص۳۴۶۔نثرالدرر، ج۱،ص۳۶۲۔

(۴) سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوحاتم رازی شافعی (۲۷۷ھ):

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم اپنے باپ ابوحاتم سے نقل کرتے ہوئے ہے:

انه (احمد بن حنبل) قرأ ه علی مصروع فافاق۔(۱)

بیشک اس نے ایک دیوانے پر ان اسناد کو پڑھا وہ شفا پا گیا۔

یحی بن حسین حسنی (۲۹۸ھ):

وہ حضرت امام رضاؑ کے صحیفہ کی اسناد کے بارے میں ہمیشہ تھا:

لو قرئ هذا الاسناد فی اذن مجنون لافاق۔(۲)

اگر یہ اسناد کسی دیوانے کے کان میں پڑھے جائیں تو وہ شفا پا جائے گا۔

ابوبکر محمد بن حسین آجری شافعی (۳۶۰ھ):

هذا الاسناد اصل کبیر فی الایمان عند الفقها ء المسلمین قدیماً و حدیثاً و هو موافق لکتاب الله عزو جل ، لا یخالف هذاالامر الا مرجی خبیث مهجور مطعون علیه فی دینه وانا ابین معنی هذا لیعلمه جمیع من نظر فیه نصیحة للمؤمنین۔(۳)

یہ حدیث متقدمین ومتاخرین فقہاء مسلمین کے نزدیک باب ایمان میں ایک بہترین اصل ہے کہ جو قرآن کریم سے کاملاً مطابقت رکھی ہے، اس امر میں انسان خبیث ومطرود وبے دین کے علاوہ کوئی بھی مخالفت نہیں کرسکتا، میں ابھی اس کی توضیح وتشریح کرتا ہوں کہ جو لوگ بھی اس حدیث میں دقت نظر سے کام لیتے ہیں سمجھ لیں اور یہ مؤمنین کے لیے نصیحت قرار پائے۔

وہ اس حدیث کو قرآن وسنت کے مطابق قرار دیتے ہوئے صحیح جانتا ہے۔

---

(۱) نثر الدرر، ج۱،ص۳۶۲۔ جامع الشمل فی حدیث خاتم الرسل، ج۱،ص۳۰۔

(۲) ربیع الابرار ونصوص الاخبار، ج۴،ص۷۹، ح۳۴۶۔ (۳) الاربعین حدیثا،ص۴۷، ح۱۲۔

Presented by Ziaraat.Com

دارقطنی شافعی (۳۸۵ھ):

اگر چہ اس کے لیے مشہور یہ ہے کہ وہ ابوصلت کا مخالف ہے لیکن اس نے اصل روایت کو قبول کیا ہے اور حدیث ایمان کو نقل کرنے کے بعد ہے: فی نسخ کثیر ۃ عندنا عنه بهذا الاسناد۔(۱)

ابوصلت سے اس روایت کے متعدد نسخے ہمارے پاس موجود ہیں۔

منصور بن حسین آبی (۴۲۱ھ):

وہ اس حدیث کی عظمت میں احمد بن حنبل وابوحاتم رازی شافعی کے کلام کو نقل کرتا ہے۔(۲)

ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ):

ابونعیم اصفہانی بھی اس حدیث کے متعلق احمد بن حنبل سے ایک جامع وتعجب خیز بیان نقل کرتے ہوئے ہے: قال لی احمد بن حنبل : ان قرأت هذا الاسناد علی مجنون لبرئ من جنونه وما عیب هذا لحدیث الا جودة اسناده۔(۳)

احمد بن حنبل نے مجھ سے کہا: اگر اس حدیث کی اسناد کو کسی دیوانے پر پڑھو تو اس کی دیوانگی ختم ہو جائے گی اور اس حدیث میں عیب یہی ہے کہ اس کے اسناد بہت پاک ہیں۔

بیہقی شافعی (۴۵۸):

اس نے حدیث ایمان کو نقل کیا، اور اس کو قبول کیا ہے، اور اس حدیث کی صحت کو ثابت کرنے کے لیے اس سلسلہ میں دوسری احادیث نبوی سے استفادہ کیا ہے۔(۴)

---

(۱) المؤتلف والمختلف، ج۲، ص۱۱۱۵۔

(۲) نثر الدرر، ج۱، ص۳۶۲۔

(۳) تاریخ اصفہان (ذکر اخبار اصبھان)، ج۱، ص۱۷۴، شمارہ ۱۷۳۔

(۴) شعب الایمان، ج۱، ص۴۸، ح۱۶-۱۷۔

Presented by Ziaraat.Com

شجری جرجانی حنفی (۴۹۹ھ):

شجری جرجانی بھی اپنی اسناد کے ساتھ ابو حاتم وعبدالسلام (ابوصلت) سے نقل کرتے ہوئے ہے:

هذاالاسناد لوقرئ فی اذن مجنون لبرئ۔(۱)

ابوحامد محمد غزالی شافعی (۵۰۵ھ):

اس نے حدیث سلسلۃ الذھب کی تائید کے ساتھ ساتھ اس کی شرح وتفسیر بھی کی ہے۔(۲)

زمخشری حنفی (۵۳۸ھ):

وہ حدیث سلسلۃ الذھب کی عظمت میں یحی بن حسین حسنی کے قول کو نقل کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ تھا:

لوقرئ هذا الاسناد فی اذن مجنون لافاق۔(۳)

اگر یہ اسناد کسی دیوانے کے کان میں پڑھے جائیں وہ یقیناً عقلمند ہو جائے گا۔

ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ):

قال بعض اهل العلم :لوقرئ هذا الاسنادعلی مجنون لبرئ۔(۴)

بعض اہل علم کا ہے کہ اگر یہ اسناد کسی دیوانے پر پڑھے جائیں وہ یقیناً شفایاب ہو جائے گا۔

---

(۱) الامالی الخمیسۃ، ج۱،ص۱۳، ح۷۔

(۲) شرح حدیث سلسلۃ الذھب، اس کتاب کا خطی نسخہ محمد یہ لائبریری ہندوستان میں ہے، دیکھیے: اھل بیت فی المکتبۃ العربیہ،ص۲۳۷،شمارہ۲۹۱۔

(۳) ربیع الابرار ونصوص الاخبار، ج۴،ص۷۹، ح۳۴۶۔

(۴) التبیین فی انساب القرشیین،ص۱۳۳۔

Presented by Ziaraat.Com

سبط ابن جوزی حنفی (۶۵۴ھ):

اس نے اس حدیث کی عظمت میں ابن قدامہ مقدسی حنبلی کے کلام کو دہرایا ہے اور ہے:

لو قرئ هذا الاسنادعلى مجنون لبرئ۔(۱)

اگر یہ اسناد کسی دیوانے پر پڑھے جائیں وہ یقیناً عقلمند ہو جائے گا۔

جمال الدین مزی شافعی (۷۴۲ھ):

روى له ابن ماجه هذاالحديث وقد وقع لنا عنه عالياً جداً۔(۲)

ابن ماجہ نے اس حدیث کو نقل کیا، اس کی سند بہت عالی اور ہمارے لیے ثابت ہے۔

پھر اس روایت کے تمام اسناد و طرق کو بیان کرتا ہے۔

ابن حجر عسقلانی شافعی (۸۵۲ھ):

ابن حجر عسقلانی شافعی نے بھی حدیث ایمان کی تائید میں حضرت امام رضاؑ کے علاوہ دوسرے طریق سے حضرت امام موسی کاظمؑ سے بھی نقل کی ہے۔(۳)

محمد بن محمد جزری شافعی (۸۳۳ھ):

حديث حسن اللفظ و المعنى ، رجال اسناده ثقات غير عبدالسلام بن صالح الهروى و هو خادم الامام على بن موسى الرضا ، فانهم ضعفوه مع صلاحه وقد روى ايضاً عن مالك و حماد بن زيد وروى عنه احمد بن ابى خثيمة وعبد الله ابن الامام احمد و جماعة ---

---

(۱) تذکرۃ الخواص من الآئمۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔

(۲) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج ۱۱، ص ۴۶۵، شمارہ ۴۰۰۳۔

(۳) تحفۃ الاشراف بمعرفۃ الاطراف، ج ۷، ص ۳۶۶، ح ۱۰۰۷۶۔

Presented by Ziaraat.Com

--- وفی الجملة حیث صح السند الی احد هذه الذریة الطاهرة اماصحیح او حسن او صالح یحتج به---(۱)

یہ حدیث لفظ ومعنی کے اعتبار سے حسن وقابل قبول ہے اس کی سند کے رجال بھی ثقہ ہیں سوائے ابوصلت ہروی کے کہ وہ امام رضاؑ کا خادم تھا اوراس کے یہاں صلاحیت وشائستگی کے باوجود بھی علماء نے اس کی تضعیف کی ہے، اس روایت کو مالک اورحماد بن زید نے بھی نقل کیا ہے کہ اس نے احمد بن ابی خثیمہ، امام احمد بن حنبل کے فرزند عبداللہ اور محدثین کی ایک جماعت نے روایت کی ہے۔۔۔ بہرحال جب بھی کوئی روایت سلسلہ سند کے اعتبار سے صحیح ہوتے ہوئے اہل بیت اطہارؑ کے کسی فرد تک پہنچ جائے تو وہ حدیث یا صحیح ہے یا حسن ہے یا یہ صلاحیت رکھی ہے کہ اس سے احتجاج کیا جائے۔

عبدالرحمٰن صفوری شافعی (۸۹۴ھ):

وہ اس حدیث کی عظمت میں احمد بن حنبل وابوحاتم رازی شافعی کے کلام کو نقل کرتا ہے۔(۲)

سیوطی شافعی (۹۱۱ھ):

وہ حدیث مذکورہ کی تقویت میں ہے:

والحق انه لیس بموضوع۔(۳)

حق یہ ہے کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی وجعلی نہیں ہے۔

اوراس حدیث کی تائید میں اس حدیث کے دوسرے طرق بھی نقل کرتا ہے۔(۴)

---

(۱) اسنی المطالب فی مناقب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ، ص۱۲۲-۱۲۶۔

(۲) نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس، ج۱، ص۲۳۔

(۳) شرح سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۵۲۔

(۴) اللآلی المصنوعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، ج۱، ص۳۸۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوالحسن علی بن محمد کنانی شافعی (۹۶۳ھ):

وہ دو مرحلوں میں اس روایت کی صحت کو ثابت کرتا ہے، پہلے مرحلے میں ابوصلت کی شخصیت کو تقویت دیتا ہے اور پھر سند روایت اور حدیث کو استحکام بخشتا ہے۔

دوسرے مرحلے میں حدیث حصن وایمان کے مضمون ومطالب پر دو شاہد پیش کرتا ہے تا کہ کوئی اعتراض کی گنجائش باقی نہ رہے، وہ ہے:

ولهما شاهدان : حديث ابى قتادة : من شهد ان لااله الا الله ، ان محمداً رسول الله فذل بها لسانه و اطمأن بها قلبه ، لم تطعمه النار، اخرجه البيهقى فى الشعب ۔

و ثانيهما من حديث عايشة : الايمان بالله اقرار باللسان و تصديق بالقلب و عمل بالاركان ، اخرجه الديلمى و الشيرازى فى الالقاب۔(۱)

ان دونوں روایات کے دو شاہد ہیں ایک حدیث ابوقتادہ کہ جو لااله الا الله و محمد رسول الله کی شہادت دے اور ان پر دل سے ایمان بھی رکھتا ہو تو اس کو جہنم کی آگ نہیں کھا سکتی، اس روایت کو بیہقی نے کتاب شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔

دوسری عایشہ سے روایت ہے کہ خدا پر ایمان، زبان سے اقرار، دل سے تصدیق اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنے کا نام ہے، اس روایت کو دیلمی وشیرازی نے کتاب القاب میں نقل کیا ہے۔

ابوالحسن سندی حنفی (۱۱۳۸ھ):

وہ صحیح بخاری وسنن ابن ماجہ کا شارح ہے اس حدیث کی تائید میں علماء و بزرگان اہل سنت کے کلام کو بیان کرتا ہے اور ابوصلت کی روائی حیثیت سے دفاع کرتا ہے اور سیوطی شافعی سے نقل کرتے ہوئے اس حدیث کی تقویت میں ہے:

---

(۱) تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ج۱، ص۱۵۲۔

Presented by Ziaraat.Com

والحق انه ليس بموضوع۔(۱)

حق وانصاف یہ ہے کہ یہ حدیث جعلی وگھڑی ہوئی نہیں ہے۔

عجلونی شافعی (۱۱۶۲ھ):

ابن جوزی حنبلی کے کلام کی رد میں کہ اس نے ابوصلت ہروی کی تضعیف کرتے ہوئے اس حدیث کو جعلی قرار دیا ہے،عجلونی ابوصلت ہروی کی شخصیت کے دفاع اوراس حدیث کی تائید میں ہے:

ومن لطائف اسناده رواية الابناء عن الآباء فی جميعه ۔(۲)

اس روایت کی اسناد میں ظریف ولطیف نکتہ یہ ہے کہ پورے سلسلہ سند میں اولاد اپنے آباء واجداد سے نقل کرتے ہیں۔

اہل سنت کے علماء وبزرگان کے کلام وتائیدات کو مدنظر رکھتے ہوئے سیوطی شافعی کا کلام کہ جو اس نے کہا کہ ''والحق انه ليس بموضوع ''(۳) کاملاً معنی دارنظر آتا ہےاورابن جوزی حنبلی و دوسرے لوگوں کا نظریہ کہ یہ حدیث جعلی ومن گھڑت ہے باطل ہے بلکہ یقیناً یہ حدیث امام رضاؑ کی فرمائشات میں سے ہے۔

قندوزی حنفی (۱۲۹۴ھ):

وہ بھی ابن ماجہ کی روایت کونقل کرکےاورابوصلت کااس روایت کے بارے میں نظریہ پیش کرکے حدیث ایمان کی تائید کرتا ہے۔(۴)

---

(۱) شرح سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۵۲۔

(۲) کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتھر من الاحادیث علی السنۃ الناس، ج۱،ص۲۲۔

(۳) شرح سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۵۲۔

(۴) ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،ص۱۲۳-۱۲۴۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد فؤاد عبد الباقی حنفی:

وہ بھی سنن ابن ماجہ کے تعلیقہ میں حدیث مذکور کے ذیل میں ابوصلت کے جملہ کی تکرار کر کے اس حدیث کی تائید کرتا ہے اور ہے:

لبرأ من جنونه لما فی الاسناد من خیار العباد وهم خلاصة اهل بیت النبوة رضی الله تعالی عنهم۔(۱)

یقیناً دیوانہ شفاء پا جائے گا چونکہ اس روایت کی اسناد میں وہ نیک بندے ہیں کہ جو اہل بیت نبوت کے خلاصہ و نچوڑ ہیں خداوندان سے راضی ہو۔

ڈاکٹر فاروق حمادہ:

وہ بھی حدیث ایمان کو نقل کر کے ابوصلت کے کلام کی تائید میں ہے:

لانه سلسلة آل البیت ،رضی الله عنهم۔(۲) اس لیے کہ یہ سلسلہ اہل بیت علیہم السلام ہے

مخالفین

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ بعض افراد کو یہ گمان ہے کہ حدیث ایمان کو فقط ابوصلت ہروی نے نقل کیا ہے اور وہ اس کا تنہا راوی ہے لہذا ابوصلت کی تضعیف کر کے اس حدیث کو بے اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، لہذا یہاں پر ابوصلت ہروی کا مقام اور ان کی روائی حیثیت خود اہل سنت کے نزدیک پیش کرتے ہیں۔

---

(۱) تعلیقۃ سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۲۶، ح۶۵۔

(۲) پاورقی کتاب ابونعیم اصفہانی، الضعفاء، ص۱۰۸۔

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کے نزدیک ابوصلت ہروی کی روائی حیثیت

جیسا کہ واضح ہے کہ بعض افراد بغیر تحقیق وجستجو اور اپنے علماء کے نظریات پر توجہ کیے بغیر یہ گمان کرتے ہیں کہ حدیث حصن وایمان کو فقط ابوصلت ہروی نے نقل کیا ہے اور وہ اس کا تنہا راوی ہے لہذا ابوصلت کی تضعیف کر کے اس حدیث کو بے اعتبار ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، جب کہ یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ اس روایت کے نہ صرف ابوصلت تنہا راوی بلکہ یہ دونوں حدیثیں ابوصلت کے علاوہ تقریباً دس طریقوں سے نقل ہوئی ہیں۔

بنابرایں لازم ہے کہ جو بے بنیاد اور جھوٹی تہمتیں ابوصلت پر لگی ہیں ان سے دفاع کیا جائے اور ان کی موقعیت، ان کی روایات اور ان کے مذہب کے سلسلے میں گفتگو اور ان کے متعلق علماء اہل سنت کے نظریات پیش کیے جائیں۔

ابوصلت ہروی مذہب شیعہ اثناعشری کے نزدیک کاملاً ثقہ، صادق اور ان کی روایات صحیح ہیں۔(۱) لیکن اہل سنت کی کتب رجال میں ابوصلت کی شخصیت اور ان کی روایات کے متعلق تقریبا تین نظریے پائے جاتے ہیں۔

پہلا نظریہ:

ابوصلت کی روائی حیثیت اور ان کی روایات کے موافق حضرات، مذہبی تعصب کو نظر انداز کر کے ابوصلت کی روائی حیثیت اور ان کی روایات کو قبول کیا ہے۔

دوسرا نظریہ:

یہ ان افراد کا نظریہ ہے کہ جو ابوصلت کی روائی حیثیت کو قبول کرتے ہوئے ان سے نقل شدہ روایات پر انتقاد واعتراض کرتے ہیں لیکن ابوصلت پر جھوٹ وجعل کی تہمت نہیں لگاتے۔

---

(۱) رجال النجاشی، ص ۲۴۵، شمارہ ۶۴۳۔ اختیار معرفۃ الرجال، ص ۶۱۵ و ۶۱۶ ح ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسرا نظریہ:

ابوصلت کی روائی حیثیت اوران کی روایات کے مخالف افراد۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے مذہبی تعصب کوعلمی میدان میں دخیل کیا اورابوصلت کو بے بنیاد وبغیر کسی دلیل کے فقط محبت اہل بیت کے جرم میں اوران کے فضائل کی روایات کونقل کرنے کے جرم انتہائی شدت کے ساتھ تضعیف کی اورابو صلت کوجھوٹا اورحدیث گھڑنے والاقرار دیا ہے۔

پہلا نظریہ

اہل سنت کے نظریات میں ابوصلت ہروی کا مذہب سنی اور مذہب شیعہ کی طرف تمائل کے طور پر پیش کیا گیا ہے، وہ اپنے ہم عصر اور بعد کے علماء اہل سنت کے نزدیک ایک خاص مقام رکھتے ہیں۔

تاریخی واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ ابوصلت، علماء اہل سنت کے نزدیک بلند وبالا شخصیت کے حامل ہیں، وہ اسحاق بن راہویہ، احمد بن حنبل (۱)، عبدالرزاق صنعانی، یحی بن معین، احمد بن سیار مروزی شافعی (۲)، محمد بن عبداللہ بن نمیر (۳) اور محمد بن یعقوب فسوی (۴) کے بہت قریبی دوست تھے۔

اہل سنت کے علماء ومصنفین نے مذہبی تعصب سے چشم پوشی کرتے ہوئے اورابوصلت کے شیعہ مذہب کی طرف تمایل کو دیکھتے ہوئے بھی ابوصلت کی روایت اوران کی روائی حیثیت کی تقویت وتوثیق کی ہے، اورابوصلت کی روایات کوقبول کرنے کے علاوہ اہل سنت کے بزرگوں نے ان سے روایات کو نقل کیا ہے اوران کوعظیم القاب واوصاف سے نوازا ہے جیسے حافظ، ثقہ، مامون، صدوق، ضابط، ادیب، فقیہ، عالم، رحال، وغیرہ۔ اس نظریہ کے علماء اہل سنت یہ ہیں:

---

(۱) تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۴۱۸-۴۱۹، شمارہ ۲۹۳۲۔

(۲) تاریخ بغداد، ج ۱۱، ص ۴۷۔

(۳) معرفۃ الرجال، ج ۱، ص ۷۹، شمارہ ۲۳۱۔ (۴) المعرفۃ والتاریخ، ج ۳، ص ۷۷۔

Presented by Ziaraat.Com

یحی بن معین، عجلی، ابوداؤد سجستانی (صاحب سنن) ابن شاہین، حاکم نیشاپوری شافعی، حاکم حسکانی حنفی، ابویعلی قزوینی، مزی شافعی، محمد بن محمد جزری شافعی، ابن حجر عسقلانی شافعی، ابن تغزی حنفی، ابوالحسن کنانی شافعی، ابوالحسن سندی حنفی اور عجلونی شافعی۔

یحی بن معین (۲۳۳ھ):

حاکم نیشاپوری شافعی ہے: وثقه امام اهل الحديث ، يحى بن معين۔(۱)

امام اہل حدیث یحی بن معین نے ابوصلت کی توثیق کی ہے۔

یحی بن معین نے مختلف مقامات پر ابوصلت ہروی کی شخصیت اور روائی حیثیت سے دفاع کیا ہے اور ان کو شیعہ جانتے ہوئے بھی ان کے بارے میں اس طرح کی عبارات وکلام اپنی زبان پر جاری کیا ہے کہ جو ان کی وثاقت کے علاوہ ان کی عظمت وجلالت پر دلالت کرتا ہے۔

عباس بن محمد دوری ہے:

سألت يحى بن معين، عن ابى صلت الهروى ، فقال ثقه ۔(۲) میں نے یحی بن معین سے ابوصلت ہروی کے بارے میں معلوم کیا تو انہوں نے جواب دیا وہ ثقہ ہیں۔

صالح بن محمد ہے کہ یحی بن معین سے ابوصلت کے بارے میں سوال کیا تو جواب دیا کہ ''صدوق'' وہ سچے ہیں۔(۳)

ابن محرز ہے: ابوصلت کے بارے میں یحی بن معین سے دریافت کیا تو جواب ملا: ليس ممن يكذب ۔(۴) وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں کہ جو جھوٹ بولیں۔

---

(۱) تھذیب التھذیب، ج۶، ص۲۸۶-۲۸۷، شمارہ ۶۱۹۔

(۲) و (۳) المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۳۷، ح۴۶۳۷/۲۳۵۔

(۴) معرفۃ الرجال، ج۱، ص۷۹، شمارہ ۲۳۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ابراہیم بن عبداللہ بن جنید ہے: یحی بن معین سے ابوصلت ہروی کے متعلق سوال کیا تو جواب دیا: قد سمع و ما اعرفه بالكذب۔(۱)

اس نے روایات سنیں ہیں اور میں اس کو جھوٹا نہیں مانتا۔

وہی دوسری جگہ پر یحی بن معین سے اس طرح نقل کرتا ہے:

لم يكن ابو صلت عندنا من اهل الكذب۔(۲)

ابوصلت ہمارے نزدیک جھوٹوں میں سے نہیں ہیں۔

ایک اور جگہ پر یحی بن معین یقین کے ساتھ ہے: ثقة صدوق الا انه يتشيع۔(۳)

ابوصلت ثقہ اور سچے تھے لیکن وہ مذہب شیعہ کی طرف مائل تھے۔

یحی بن معین نے متعدد و مختلف مقامات پر ابوصلت سے دفاع کیا ہے ان سے جھوٹ و جعلی حدیث جیسی تہمتوں کو دور کیا ہے۔

ابوصلت پر جعل حدیث کی تہمتوں میں سے ایک تہمت حدیث ''انا مدينة العلم و علي بابها '' کے جعل و گھڑنے کی ہے کہ بعض علماء اہل سنت اس حدیث کو ابوصلت ہروی کی من گھڑت مانتے ہیں جب کہ یحی بن معین کی توثیق سے ابوصلت سے یہ تہمت مرتفع ہے اگر چہ اس حدیث کے اور دوسرے طرق و اسناد بھی موجود ہیں۔(۴)

---

(۱) و (۲) تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۴۸-۴۹، شمارہ ۵۷۲۸۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱، ص۴۶۳، شمارہ ۴۰۰۳۔ تھذیب التھذیب، ج۶، ص۲۸۶-۲۸۷، شمارہ ۶۱۹۔

(۳) تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۴۸-۴۹، شمارہ ۵۷۲۸۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱، ص۴۶۳، شمارہ ۴۰۰۳۔ تھذیب التھذیب، ج۶، ص۲۸۶-۲۸۷، شمارہ ۶۱۹۔

(۴) تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۴۸-۴۹، شمارہ ۵۷۲۸۔ تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱، ص۴۶۳، شمارہ ۴۰۰۳۔ تھذیب التھذیب، ج۶، ص۲۸۶-۲۸۷، شمارہ ۶۱۹۔ المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۳۷، ح ۴۶۳۷/۲۳۵۔

Presented by Ziaraat.Com

صالح بن محمد ہے: رأیت ابن معین جاء الی ابی صلت فسلم علیه۔(۱)

میں نے یحی بن معین کو دیکھا کہ وہ ابوصلت ہروی کے پاس آئے اوران کوسلام کیا۔

یہ واقعہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ابوصلت اس مقام ومنزلت پر تھے کہ امام اہل حدیث ان کی خدمت میں آتے اور سلام کرتے تھے۔

عجلی (۲۶۱ھ):

ابوصلت کے بارے میں ہے: عبدالسلام بن صالح بصری ثقة ۔(۲)

عبدالسلام بن صالح اہل بصرہ اور ثقہ ہیں۔

ابوداؤد سجستانی (۲۷۵ھ):

وہ ابوصلت کے بارے میں کہتے ہیں: کان ضابطاً۔(۳)

ابوصلت حدیث کونقل وضبط کرنے میں بہت دقت کرتے تھے۔

محمد بن اسماعیل بخاری (۲۵۶ھ):

وہ ابوصلت ہروی کے ہم عصر تھے اوران ہی کے علاقے میں رہتے تھے اور ابوصلت ہروی ودیگر علماء اہل سنت سے بہت اچھے وقریبی تعلقات تھے، ابوصلت ہروی کے رحال ہونا اور فضائل کے باب میں ابوصلت کا روایات نقل کرنا یقیناً بخاری کے کانوں تک پہنچا ہوگا لیکن پھر بھی بخاری نے ابوصلت کو اپنی کتاب ضعفاء میں نقل نہیں کیا کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ بخاری کی نظر میں ابوصلت کے یہاں کوئی مشکل نہیں تھی۔

---

(۱) المستدرک علی الصحیحین، ج۳،ص۱۳۷، ح۴۶۳۷/۲۳۵۔ سیر اعلام النبلاء، ج۸،ص۴۴۸۔

(۲) تاریخ الثقات،ص۳۰۳،شمارہ۱۰۰۲۔

(۳) تھذیب التھذیب، ج۶،ص۲۸۶-۲۸۷،شمارہ۶۱۹۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن شاہین (۳۸۵ھ):

وہ اگر چہ ابوصلت کے شیعہ ہونے کے بارے میں یقین رکھتا ہے لیکن تعصب سے چشم پوشی کرتے ہوئے ابوصلت کی سچائی ووثاقت سے توصیف کرتا ہے:

ابو الصلت الهروی ثقة صدوق الا انه یتشیع۔(۱)

ابوصلت ہروی ثقہ وصدوق ہیں مگر شیعیت کی طرف مائل ہیں۔

حاکم نیشاپوری شافعی (۴۰۵ھ):

وہ ابوصلت کے بارے میں ہے: وثقه امام اهل الحدیث ، یحی بن معین۔(۲)

امام اہل حدیث یحی بن معین نے ابوصلت کی توثیق کی ہے۔

پھر دوسری جگہ ہے: ابو الصلت ثقة مامون ۔(۳) ابوصلت ثقہ وامین ہیں۔

ابویعلی قزوینی (۴۵۶ھ):

وہ علماء اہل سنت کے نزدیک ابوصلت ہروی کے مقام ومنزلت کی طرف اشارہ کرتا ہے اور ہے:

---

(۱) تاریخ اسماء الثقات، ص ۲۲۷، شمارہ ۸۳۶۔

(۲) دیکھیے: تھذیب التھذیب، ج ۶، ص ۲۸۶-۲۸۷، شمارہ ۶۱۹۔ المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۳۷، ح ۴۶۳۷/۲۳۵۔

(۳) المستدرک علی الصحیحین، ج ۳، ص ۱۳۷، ح ۴۶۳۷/۲۳۵۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابن حجر عسقلانی نے حاکم نیشاپوری کی طرف یہ نسبت دی ہے کہ وہ ابوصلت کے بارے میں ہے ''روی المناکیر''۔ دیکھیے: تھذیب التھذیب، ج ۶، ص ۲۸۷۔ لہذا اگر یہ نسبت صحیح بھی ہو بالفرض تو بھی حاکم کے ابوصلت کو امین وثقہ ماننے سے کوئی تعارض نہیں ہے چونکہ اہل سنت کے نزدیک روایات منکر کو نقل کرنے سے وثاقت پر دھبہ نہیں آتا۔ دیکھیے: لکھنوی حنفی: الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، ص ۹۸، ایقاظ ۷۔

Presented by Ziaraat.Com

ابو الصلت مشهور روی عنه الکبار۔(۱)

ابوصلت مشہور ہیں اوران سے بزرگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

حاکم حسکانی حنفی (حدوداً ۴۹۰ھ):

ابـو الصلت عبدالسلام بن صالح الهرو ی و هو ثقة اثنی علیه یحی ابن معین و قال هو صدوق۔(۲)

ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی ثقہ ہیں اوران کی تعریف وتوصیف یحی ابن معین نے بھی کی ہے اور کہا ہے کہ وہ سچے ہیں۔

مزی شافعی (۷۴۲ھ):

وہ ابوصلت ہروی کو بہت ہی احترام کے ساتھ یاد کرتا ہے اور ہے:

ابـو الـصلت الهروی سکن نیشاپور و رحل فی طلب الحدیث الی البصرة والکوفة والـحـجـاز و الیـمن وهو خادم علی بن موسی الرضی ، ادیب فقیه عالم ـــ روی له ابن ماجه هذا الحدیث (حدیث ایمان) وقد وقع لنا عنه عالیاً جداً۔(۳)

ابوصلت ہروی نیشاپور میں رہتے تھے اور طلب حدیث میں بصرہ،کوفہ،حجاز اور یمن کا سفر کیا آپ امام علی بن موسی الرضی (الرضاؑ) کے خادم تھے،آپ ادیب ، عالم ،فقیہ۔۔۔تھے،آپ سے یہ حدیث (حدیث ایمان)ابن ماجہ نے نقل کی ہے ہمارے نزدیک یہ حدیث عالی وعمدہ سند کے ساتھ ثابت ہے۔

---

(۱) الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث،ص ۳۳۵۔

(۲) شواھد التنزیل لقواعد التفصیل،ج ۱،ص ۱۰۵،ح ۱۱۸۔

(۳) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال،ج ۱۱،ص ۴۶۳،شمارہ ۴۰۰۳۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد بن محمد جزری شافعی (۸۳۳ھ):

اس نے حدیث ایمان کی عظمت میں بہت ہی عمدہ گفتگو کی ہے اور ابوصلت کے بارے میں ہے: وهو خادم الامام علی بن موسی الرضا ،فانهم ضعفوه مع صلاحه۔۔۔(۱)

ابوصلت ہروی حضرت امام علی بن موسی الرضاؑ کے خادم ہیں اور علماء نے ان کی صلاحیت وشائستگی کے باوجود تضعیف کی ہے۔

ابن حجر عسقلانی شافعی (۸۵۲ھ):

سکن نیسابور ، ورحل فی الحدیث الی الامصار وخدم علی بن موسی الرضا ۔(۲)

ابوصلت ہروی نیشاپور میں رہتے تھے اور طلب حدیث میں متعدد شہروں کا سفر کیا آپ امام علی بن موسی الرضاؑ کے خادم تھے۔

وہ دوسری جگہ پر ابوصلت کے شیعہ ہونے پر تاکید کے ساتھ ساتھ پھر بھی ابوصلت کو سچا مانتا ہے اور جن لوگوں نے ابوصلت کو جھوٹا جانا ہے ان کو متعصب وافراطی ہے:

صدوق له مناکیر و کان یتشیع افرط العقیلی فقا ل کذاب۔(۳)

ابوصلت ایک سچے انسان ہیں کچھ احادیث عجیب وغریب بھی نقل کی ہیں وہ شیعہ ہیں لیکن عقیلی نے افراط کیا ہے اور ان کو جھوٹے ہونے کی نسبت دی ہے۔

---

(۱) اسنی المطالب فی مناقب سیدنا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجھہ ،ص۱۲۲-۱۲۶۔

(۲) تھذیب التھذیب، ج۶،ص۲۸۶-۲۸۷،شمارہ۶۱۹۔

(۳) تھذیب التھذیب، ج۱،ص۵۰۶،شمارہ۱۱۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ بات بھی قابل عرض ہے کہاہل سنت کے نزدیک حدیث منکر کا نقل کرنا راوی کے ضعف کا سبب نہیں ہوتا۔(۱)

ابن تغزی بردی حنفی (۸۷۴ھ):

وہ ابوصلت کو بہت ہی اچھے کلمات سے یاد کرتا ہے اور ہے:

ابو الصلت الهروی الحافظ الرحال ، رحل فی طلب العلم الی البلاد و اخذ الحدیث عن جماعة وروی عنه غیرواحد ۔قیل انه کان یتشیع۔(۲)

ابوصلت ہروی حافظ اور بہت زیادہ سفر کرنے والے تھے آپ نے طلب علم کی خاطر بہت شہروں کی طرف سفر کیا، ایک جماعت سے حدیث کو سنا اوران سے بھی متعدد افراد نے روایت نقل کی ہے۔کہا جاتا ہے کہ وہ شیعیت کی طرف مائل تھے۔

واضح رہے کہ کسی راوی کے بارے میں لفظ حافظ اس کی مدح وثنا کی طرف اشارہ ہے۔اوراہل سنت کے نزدیک یہ بہت بڑا لقب ہے۔

لفظ حافظ ایک اصطلاح ہے کہ جس کے بارے میں اختلاف ہے۔بعض کہتے ہیں حافظ وہ شخص ہے کہ جس کو ایک لاکھ حدیثیں سند ومتن کے ساتھ یاد ہوں اوران پر مسلط ہو۔

بعض نے حافظ کی تشریح میں کہا ہے کہ جو تین لاکھ یا ساتھ لاکھ احادیث یاد کیے ہوئے ہو۔(۳)

بہر حال ابوصلت کو حافظ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث کے نقل وضبط میں کس قدر دقیق تھے اور لاکھوں حدیثوں کے متن وسند پر احاطہ رکھتے تھے۔

---

(۱) دیکھیے :لکھنوی حنفی: الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل،ص ۹۸،ایقاظ ۷۔

(۲) النجوم الزاھرہ فی ملوک مصر والقاھرہ، ج ۲،ص ۳۴۴۔

(۳) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی،ص ۴۹-۵۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوالحسن کنانی شافعی (۹۶۳ھ):

وہ حدیث ایمان کی صحت اوراس کے جعلی نہ ہونے کے بارے میں دومرحلوں میں گفتگو کرتا ہے پہلے مرحلے میں ابوصلت کی روائی حیثیت کو پیش کرتا ہے اوران کا مقام یحی ابن معین کے نزدیک بیان کرتا ہے اوران کے ثقہ وصدوق ہونے پرعلماء کا کلام پیش کرتا اورجعل وجھوٹ کی تہمت سے دفاع کرتا ہے۔اور دوسرے مرحلے میں ان کی احادیث پر دوشاہد پیش کرتا ہے ایک حدیث ابوقتادہ اور دوسری حدیث عائشہ کہ جوحدیث ایمان کی تائید میں ہے،لہذا یہ''روی المناکیر''جیسی تہمت ابوصلت کے دامن کوداغدارنہیں کرسکتی۔(۱)

ابوالحسن سندی (۱۱۳۸ھ):

وہ حدیث ایمان کی تائید میں علماء اہل سنت کی توثیقات کو بیان کرتا ہے اورابوصلت کی روائی شخصیت سے دفاع کرتا ہےاورسیوطی شافعی سے نقل کرتے ہوئے ہے:

والحق انه ليس بموضوع ۔(۲) حق وانصاف یہ ہے کہ یہ حدیث گھڑی ہوئی نہیں ہے۔

عجلونی شافعی (۱۱۶۲ھ):

وہ بھی ان لوگوں کی رد میں کہ جنہوں نے حدیث ایمان کوابوصلت کی من گھڑت مانا ہے اور ابوصلت کے کلام کی تائید میں ہے:

ومن لطائف اسناد ه رواية الابناء عن الآباء فی جميعه ۔(۳) اس روایت کی اسناد میں ظریف ولطیف نکتہ یہ ہے کہ پورے سلسلہ سند میں اولاد اپنے آباءواجداد سے نقل کرتے ہیں۔

---

(۱) تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، ج۱،ص۱۵۲۔

(۲) شرح سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۵۲۔

(۳) کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتھر من الاحادیث علی السنۃ الناس، ج۱،ص۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا نظریہ

اس نظریہ میں ابوصلت کی شخصیت روائی قابل قبول ہے لیکن جو روایات ان سے نقل ہوئیں ہیں ان پر اعتراض ہے۔

زکریا بن یحی ساجی بصری شافعی (۳۰۷ھ):

اس نے ابوصلت کی سچائی اور ان کی نقل روایت پر کوئی بات نہیں کی لیکن ان سے منقول عجیب و غریب روایات پر اعتراض کیا ہے اور اسی لیے ان پر نقد و انتقاد کیا ہے:

یحدث مناکیر هو عند هم ضعیف۔(۱)

ابوصلت عجیب وغریب روایت نقل کرتا ہے وہ اسی وجہ سے اہل سنت کے نزدیک ضعیف ہے۔

نقاش حنبلی (۴۱۴ھ):

اس نے بھی ابوصلت کی سچائی اور ان کی نقل روایت پر کوئی بات نہیں کی اور صرف ان سے منقول روایات پر اظہار نظر کی ہے لہذا ہے:روی مناکیر۔(۲)ابوصلت عجیب وغریب روایت نقل کرتا ہے

ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ):

اس نے بھی ابوصلت کی سچائی اور ان کی نقل روایت پر کوئی اظہار نظر نہیں کی بلکہ صرف ان کی روایات پر اظہار خیال کرتا ہے: یروی احادیث منکرة ۔(۳)

ابوصلت عجیب وغریب روایت نقل کرتا ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۵۱۔تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱،ص۴۶۶۔سیر اعلام النبلاء، ج۱۱،ص۴۴۶۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۲،ص ۶۱۶۔تذھیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال ،ج ۶،ص۹۱۔تھذیب التھذیب، ج۶،ص۲۸۶۔

(۲) تھذیب التھذیب، ج۶،ص۲۸۶۔ (۳) الضعفاء الکبیر،ص۱۰۸،شمارہ۱۴۰۔

Presented by Ziaraat.Com

نقد و تحقیق:

دوسرا نظریہ ابوصلت کی وثاقت، امانت داری اور سچائی کو کوئی ضرر نہیں پہنچا سکتا چونکہ اہل سنت کی نظر میں رجالی اعتبار سے کسی راوی کے روایات فضائل بیان کرنا کہ جن کو وہ عجیب وغریب روایات کہہ رہے ہیں اس راوی کے ضعیف ہونے پر دلیل نہیں ہوسکتی بلکہ تضعیف کے لیے روایات مناکیر کے علاوہ کوئی اور دلیل ہونی چاہیے۔(۱)

تیسرا نظریہ

اس نظریہ میں ابوصلت کی شخصیت اور ان سے منقول روایات دونوں پر اعتراض ہوا ہے۔ بعض اہل سنت کے متعصب افراد نے صرف اہل بیت کی محبت اور ان کے فضائل میں روایات نقل کرنے پر طرح طرح کی تہمتیں لگائیں اور مختلف عبارات سے توہین کی ہے۔

ابراہیم بن یعقوب جوزجانی (۲۵۹ھ):

اس نے ابوصلت کے بارے میں امام اہل حدیث یحی بن معین اور دیگر علماء اہل سنت کی توثیقات کو نظر انداز کیا اور صرف تعصب سے کام لیے ہوئے ابوصلت ہروی کی توہین و بے ادبی کی اور اس طرح کہا:

کان ابو الصلت الهروی زائغاًعن الحق مائلاًعن القصد، سمعت من حدثنی عن بعض الآئمة انه قال فیه: هو الکذب من روث حمار الدجال و کان قدیماًمتلوثاً فی الاقذار۔(۲)

---

(۱) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، ص۹۸، ایقاظ ۷۔

(۲) احوال الرجال، ص۲۰۵-۲۰۶، شمارہ ۳۷۹۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوصلت ہروی راہ حق سے منحرف،سیدھے راستے سے ہٹا ہوا تھا، میں نے ان علماء سے سنا کہ جو بعض آئمہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ابوصلت کذب وجھوٹ اور دجال کے گدھے کی لیدھ ہے، وہ پہلے ہی سے گندگیوں میں آلودہ تھا۔

ابوحاتم رازی شافعی (۲۷۷ھ):

لم یکن عندی بصدوق وھو ضعیف۔(۱)

میرے نزدیک وہ سچا نہیں ہے اور وہ ضعیف ہے۔

ابوزرعہ دمشقی حنبلی (۲۸۱ھ):

ابوحاتم رازی شافعی ہے:امر ابو زرعة ان یضرب علی حدیث ابی الصلت وقال : لا احدث عنه و لا ارضاه۔(۲)

ابوزرعہ نے حکم دیا کہ ابوصلت کی روایات کو نقل نہ کیا جائے اور کہا کہ میں اس سے حدیث نقل نہیں کرتا اور نہ اس سے راضی ہوں۔

نسائی شافعی (۳۰۳ھ):

یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے بھی ابوصلت کی تضعیف کی ہے اور کہا ہے: لیس بثقة ۔(۳)

وہ ثقہ نہیں ہے۔

---

(۱) الجرح والتعدیل، ج۶،ص۴۸،شمارہ۲۵۷۔

(۲) الجرح والتعدیل، ج۶،ص۴۸،شمارہ۲۵۷۔

(۳) نسائی کی کتاب الضعفاء والمتروکین میں اس طرح کا مطلب ذکر نہیں ہوا ہے دوسروں نے اس کی طرف یہ نسبت دی ہے۔دیکھیے: تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۵۱۔تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱،ص۴۶۶۔سیر اعلام النبلاء، ج۱۱،ص۴۴۴۔میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۲،ص۴۱۶۔

Presented by Ziaraat.Com

عقیلی مکی (۳۲۲ھ):

وہ انتہائی تعصب کے ساتھ ابوصلت کے بارے میں ہے:

کان رافضیاً خبیثاً ۔۔۔ و ابو الصلت غیر مستقیم الامر۔(۱)

ابوصلت رافضی اور پست ہے اس کا عقیدہ صحیح و درست نہیں ہے۔

دوسری جگہ اس طرح کہا ہے: کذاب ۔(۲) وہ بہت جھوٹا ہے۔

ابن حبان بستی شافعی (۳۸۵ھ):

وہ دو مقام پر ابوصلت ہروی اور ان سے مروی روایات کی تضعیف کرتا ہے اور ہے: یجب ان یعتبر حدیثه اذا روی عنه غیر اولاده و شیعته و ابی الصلت خاصة فان الاخبار التی رویت عنه و بین بواطیل ، انما الذنب فیها لابی صلت و لاولاده و لشیعته۔(۳)

حضرت امام رضا سے ان کی اولاد و شیعہ اور خصوصاً ابوصلت ہروی کے علاوہ کوئی اور روایت نقل کرے تو معتبر ہے اس لیے کہ جو روایت بھی ان لوگوں نے نقل کی ہیں وہ سب باطل ہیں ان کا گناہ ابوصلت ہروی ان کی اولاد اور ان کے شیعوں کی گردن پر ہے۔

یروی عن حماد بن زید اهل العراق عجائب فی فضائل علی و اهل بیته ، لایجوز الاحتجاج به اذا انفرد ۔(۴)

ابوصلت ہروی نے حماد بن زید اور اہل عراق سے کچھ عجیب و غریب روایات علی و اہل بیت علی کی شان میں نقل کی ہیں کہ اگر ان روایات کو ابوصلت تنہا نقل کرے تو ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

---

(۱) الضعفاء الکبیر، ص ۱۰۸، شمارہ ۱۴۰۔

(۲) تھذیب التھذیب، ج ۶، ص ۲۸۶۔ تقریب التھذیب، ج ۱، ص ۵۰۶۔

(۳) کتاب الثقات، ج ۸، ۴۵۶۔ (۴) کتاب المجروحین، ج ۲، ص ۱۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن عدی جرجانی شافعی (۳۶۵ھ):

وہ بھی ابوصلت اور اس سے مروی روایات کی تضعیف کرتے ہوئے خصوصاً روایت ایمان کی جعل ومن گھڑت کی نسبت ابوصلت کی طرف دیتا ہے اور ہے:

و لعبد السلام هذا عن عبدا لرزاق احاديث مناكير فى فضائل على و فاطمة والحسن والحسين، وهو متهم فى هذه الاحاديث ويروى عن على بن موسى الرضا حديث (الايمان معرفة بالقلب) وهو متهم فى هذه الاحاديث ۔(۱)

عبدالسلام ابوصلت ہروی فضائل علی وفاطمہ وحسن وحسین کے سلسلے میں بہت زیادہ عجیب وغریب روایات عبدالرزاق سے نقل کرتا ہے جب کہ وہ اس کی اپنی جعلی وگھڑی ہوئی ہیں اسی طرح ایک روایت حدیث ایمان حضرت امام رضا سے نقل کرتا ہے کہ اس میں بھی وہ متہم ہے۔

دارقطنی بغدادی شافعی (۳۸۵ھ):

اس کی طرف بھی یہ نسبت دی گئی ہے کہ وہ ابوصلت ہروی کی بہت شدت کے ساتھ تضعیف کرتا ہے اور توہین آمیز کلمات سے ابوصلت کا ذکر کرتا ہے وہ ہے: كان رافضياً خبيثاً۔

وہ رافضی خبیث وپست ہے۔

دوسری جگہ پر ابوصلت کی طرف جعل حدیث کی نسبت دیتا ہے اور ہے:روى عن جعفر بن محمد الحديث عن آبائه عن النبى انه قال: الايمان اقرار بالقول عمل بالجوارح ---وهو متهم بوضعه لم يحدث به الامن سرقه منه ، هو الابتداء فى الحديث۔(۲)

---

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۵،ص۳۳۱-۳۳۲،شمارہ ۱۴۸۶/۵۱۸۔

(۲) تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۵۱۔تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۱۱،ص۴۶۴۔میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۲،ص۶۱۶۔تھذیب التھذیب، ج۶،ص۲۸۶۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوصلت نے جعفر بن محمد سے کہ انہوں نے اپنے آباء اجداد سے کہ انہوں نے رسول خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ایمان زبان سے اقرار اور اعضاء و جوارح سے عمل کرنے کا نام ہے ۔ کہ اس حدیث کے جعل گھڑنے میں متہم ہے، اس سے کوئی بھی حدیث نقل نہیں کرتا مگر یہ اس سے چراتا ہے کہ یہی روش حدیث گھڑنے کی ابتداء ہے۔

محمد بن طاہر مقدسی ظاہری (۵۰۷ھ):

وہ ابوصلت کو جھوٹا سمجھتا ہے اور ہے: کذاب ۔(۱) وہ جھوٹا ہے۔

ابوسعد عبدالکریم سمعانی شافعی (۵۶۲ھ):

وہ ابن حبان بستی شافعی کے کلام کی تکرار کرتے ہوئے ابوصلت کی روایات پر اعتراض کرتا ہے:

یروی عن حماد بن زید و اهل العراق العجائب فی فضائل علیؑ واهل بیته لا یجوز الاحتجاج به اذا انفرد۔(۲)

ابوصلت عراقی ہے حماد بن زید سے روایت نقل کرتا ہے، فضائل علیؑ اور آپ کے اہل بیت کی شأن میں بہت عجیب وغریب روایات نقل کی ہیں، کہ جن کے ذریعہ احتجاج واستدلال کرنا صحیح نہیں ہے اگر سلسلہ سند میں ابوصلت تنہا ہو۔

ابوالفرج ابن جوزی حنبلی (۵۹۷ھ):

اس نے ابوصلت کو ضعفاء ومتروکین میں سے شمار کیا ہے۔(۳)

---

(۱) اکمال تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۸، ص۲۷۴، شمارہ ۳۲۹۶۔

(۲) الانساب، ج۵، ص۶۳۷۔

(۳) کتاب الضعفاء والمتروکین، ج۳، ص۱۰۶، شمارہ ۱۹۲۶۔

Presented by Ziaraat.Com

ذہبی شافعی (۷۴۸ھ):

اس نے متعدد مقامات پر ابوصلت کی روائی حیثیت کی جرح وتضعیف اوران سے منقول روایات پر اعتراضات کیے ہیں۔کہ جن کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

الشیخ العالم العابد شیخ الشیعة ـــ له فضل و جلال فیا لیته ثقة۔(۱)

ابوصلت بزرگوار عالم عابد اور شیعوں کا رئیس ہے وہ کافی فضل وکمال رکھتا تھا اے کاش کہ ثقہ ہوتا

الرجل الصالح الا انه شیعی جلد۔(۲) وہ نیک وصالح انسان ہے مگر متعصب شیعہ ہے۔

اتهمه بالکذب غیرواحد ، قال ابوزرعة لم یکن بثقه وقال ابن عدی : متهم و قال غیره رافضی۔(۳)

متعدد افراد نے ابوصلت کو جھوٹ سے متہم کیا ہے ابوزرعہ نے کہا ہے کہ وہ ثقہ نہیں ہے اور ابن عدی نے کہا کہ ابوصلت متہم ہے، دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ رافضی ہے۔

ابو الصلت عبدالسلام بن صالح الهروی واه۔(۴)

ابوصلت عبدالسلام بن صالح ہروی سست و بے اعتبار آدمی ہے۔

ابو الصلت الهروی الشیعی ، الرجل العابد متروك الحدیث۔(۵)

ابوصلت ہروی شیعہ عابد انسان ہے لیکن اس کی حدیث متروک ہیں کہ جن پر عمل نہیں ہوتا۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۱۱،ص۴۴۶-۴۴۸۔

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۲،ص۶۱۶،شمارہ۵۰۵۱۔

(۳) دیوان الضعفاء والمتروکین، ج۲،ص۱۱۲،شمارہ۲۵۲۸۔

(۴) المقتنی فی سرد الکنی، ج۱،ص۳۸۲،شمارہ۳۲۱۹۔المجرد فی اسماء سنن ابن ماجہ،ص۲۱۳،شمارہ۱۷۳۹۔

(۵) المغنی فی الضعفاء، ج۱،ص۶۲۴،شمارہ۳۶۹۴۔

Presented by Ziaraat.Com

ابو الصلت خاد م علی بن موسی الرضا واہ شیعی متھم مع صلاحہ۔(۱)

ابوصلت علی بن موسی الرضاؑ کا خادم اور بے اعتبار شیعہ ہے، صلاحیت وشائستگی کے باوجود متہم ہے

دوسری جگہ پر حاکم نیشاپوری کے کلام کی رد کرتے ہوئے کہ اس نے ابوصلت کو ثقہ وامین جانا ہے ہے: لا واللہ لا ثقة و لا مامون۔(۲)

نہ خدا کی قسم! ابوصلت نہ ثقہ ہے اور نہ امین۔

ابن کثیر دمشقی (۷۷۴ھ):

اس نے ابوصلت کو ضعفاء میں شمار کیا ہے لہذا ہے:

ابو الصلت الھروی احد الضعفاء۔(۳) ابوصلت ہروی ضعفاء میں سے ایک ہے۔

ان تضعیفات کی بناء پر بہت سے متعصب افراد نے سنن ابن ماجہ کی شرح کرتے ہوئے جب حدیث ایمان پر پہنچے تو اس کو ابوصلت کی وجہ سے بہت شدت کے ساتھ رد کیا اور اس کو جعلی اور ابوصلت کی من گھڑت قرار دیا ہے۔

بوصیری شافعی (۸۴۰ھ):

وہ ہے:

اسناد ھذاالحدیث ضعیف لاتفاقھم علی ضعف ابی الصلت الھروی۔(۴)

اس حدیث کی اسناد ضعیف ہیں چونکہ تمام علماء رجال کا ابوصلت کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے۔

---

(۱) الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، ج۱، ص۶۵۲-۶۵۳، شمارہ ۳۳۶۸۔

(۲) المستدرک علی الصحیحین، ج۳، ص۱۳۷، ح۴۶۳۷/۲۳۵۔

(۳) البدایہ والنہایہ، ج۱۰، ۳۲۹۔

(۴) مصباح الزجاجۃ فی زوائد سنن ابن ماجہ، ج۱، ص۱۲۱-۱۲۲، ح۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ بات واضح ہے کہ علماء و بزرگان اہل سنت کی نظر میں ابوصلت کی بزرگی وعظمت اوران توثیق اس بات پر دلیل ہے کہ بعض لوگوں کا تضعیف کرنا بے بنیاد اور نامناسب دعوی ہے۔

بشار عواد معروف (۲)، صفاء صفوی، احمد عدوی (۳) و ناصر الدین البانی حنبلی (۴) میں سے ہر ایک نے حدیث ایمان کو گھڑی ہوئی وجعلی مانا ہے اوراس کی جعل و گھڑنے کی تہمت ابوصلت پر لگائی ہے۔

نقد و تحقیق:

اول: علماء و بزرگان اہل سنت ومتقدمین اہل حدیث جیسے یحی ابن معین وغیرہ کا ابوصلت ہروی کی توثیق کرنا اوران کی عظمت وجلالت کا معترف ہونا تیسرے نظریہ کی رد کے لیے بہترین دلیل ہے۔

دوم: نسائی شافعی و دارقطنی کا ابوصلت کی تضعیف کرنا معلوم نہیں ہے چونکہ ان کی کتب ضعفاء میں عبدالسلام بن صالح ابوصلت ہروی کا نام نہیں ہے۔

سوم: بالفرض کہ نسائی شافعی کا ابوصلت ہروی کی تضعیف کرنا صحیح بھی ہوتو بھی یہ لوگ مثلاً نسائی شافعی، ابوحاتم رازی شافعی، ابن حبان بستی شافعی اور یحی ابن معین ان لوگوں میں سے ہیں کہ جو علماء اہل سنت کے بقول چھوٹی چھوٹی بات پر راوی کی تضعیف کردیتے اور جرح وتعدیل میں مسرفین و متعنتین میں سے شمار ہوتے ہیں لہذا ان کی تضعیف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

---

(۲) سنن ابن ماجہ بتحقیق وتعلیق بشار عواد، ج۱،ص۸۹-۹۰، ح ۶۵۔

(۳) اھداء الدیباجہ بشرح سنن ابن ماجہ، ج۱،ص۶۸-۶۹، ح ۶۵۔

(۴) ضعیف سنن ابن ماجہ،ص۶-۷، ح۱۱۔ضعیف الجامع الصغیر وزیادتہ،ص۳۳۹،شمارہ ۲۳۰۹۔

Presented by Ziaraat.Com

فانهم معروفون بالاسراف فی الجرح والتعنت فیه ، فلیتثبت العاقل فی الرواة الذین تفردوا بجرحهم ولیتفکروفیه ۔(۱)

یہ افراد جرح وتعدیل میں مسرفین ومتعنتین میں سے شمار ہوتے ہیں اور تھوڑے سے بھی ضعف کی بنیاد پر راوی کو اعتبار سے ساقط کردیتے ہیں، عاقل وہ ہے کہ جوان افراد کے تضعیف شدہ راویوں کے بارے میں خود تفکر وتحقیق کرے۔

یہ واضح رہے کہ ان لوگوں میں یحی ابن معین کا بھی نام ہے جب کہ یحی ابن معین نے ابوصلت ہروی کی توثیق کی ہے لہذا یہ توثیق علماء کے نزدیک علمی مقام رکھی ہے اس لیے کہ جو شخص تھوڑے سے ضعف وکمی کی خاطر راوی کی تضعیف کرتا ہو وہ ابوصلت کی توثیق کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ابوصلت میں تھوڑا سا بھی ضعف نظر نہیں آیا ہے۔

چہارم: اس تیسرے نظریہ کی بنیاد ابوصلت ہروی کا مذہب اور ان کا اہل بیت علیہم السلام کے فضائل ومناقب والی روایات کو نقل کرنا ہے۔

ابوصلت کو صرف محبت اہل بیتؑ اور ان کے فضائل کو نقل کرنے کے جرم میں کہ وہ بھی خود اہل سنت کے علماء جیسے عبدالرزاق صنعانی وغیرہ سے ہی نقل کی ہیں ان کو برے برے الفاظ اور ناشائستہ عبارات سے یاد کیا حتی گالیاں تک دی ہیں۔

تاریخی اعتبار سے اس توہین اور تضعیف کی بنیاد جوزجانی کا وجود اور اس کی عبارات ہیں، اس نے اپنے اندھے تعصب سے نہ فقط ابوصلت ہروی بلکہ ہر اس راوی کو کہ جس نے اہل بیت کے فضائل میں کوئی روایت نقل کی ہو خواہ اہل سنت ہی میں سے کیوں نہ ہو برے الفاظ، نامناسب عبارات سے نوازا اور تضعیف وتوہین کی ہے۔

---

(۱) الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل، ص ۱۱۷-۱۲۲، ایقاظ ۱۹۔

Presented by Ziaraat.Com

اور انتہائی افسوس کہ بعض دوسرے علماء نے بغیر سوچے سمجھے اور بغیر تحقیق وجستجو کے جوز جانی کی عبارات ہی کو دوسرے لفظوں میں دوہرایا ہے۔

جوز جانی کہ جو ان تمام تضعیفات کی بنیاد ہے، حق یہ ہے کہ وہ علماء و بزرگان اہل سنت کی نظر میں کوئی اعتبار نہیں رکھتا، علماء اس کو ناصبی مانتے ہیں، اس کے اور اس کے ماننے والوں کے نظریات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔

جوز جانی اور ابوصلت پر تہمتوں کی بنیاد:

ابوصلت ہروی کی بلند وبالا شخصیت کی تضعیف ایک ناصبی انسان بنام ابراہیم بن یعقوب جوز جانی (۲۵۹ھ) کے ذریعہ انجام پائی ہے، اس نے ابوصلت کی بے دلیل وبغیر سبب تضعیف کی ہے ان کا جرم صرف اتنا تھا کہ انہوں نے اہل بیت علیہم السلام کے فضائل ومناقب میں احادیث بیان کی ہیں۔

جب کہ ان احادیث کی بہت سے اہل سنت علماء و بزرگوں جیسے یحی ابن معین وغیرہ نے تائید کی ہے۔لیکن ابوصلت ہروی حضرت علیؑ کی محبت کے جرم میں مذکورہ ذیل عبارات واوصاف سے نوازے جاتے ہیں: کان ابو الصلت الهروی زائغاًعن الحق مائلاًعن القصد، سمعت من حدثنی عن بعض الآئمة انه قال فيه هو الكذب من روث حمار الدجال و كان قديماًمتلوثاً فی الاقذار۔(۱)

ابوصلت ہروی راہ حق سے منحرف، سیدھے راستے سے ہٹا ہوا تھا، میں نے ان علماء سے سنا کہ جو بعض آئمہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ابوصلت کذب وجھوٹ اور دجال کے گدھے کی لیدھ ہے، وہ پہلے ہی سے گندگیوں میں آلودہ تھا۔

---

(۱) احوال الرجال،ص۲۰۵،شمارہ۳۷۹۔

Presented by Ziaraat.Com

اور بہت سے افراد نے بغیر سوچے سمجھے صرف جوز جانی کے کلام پر اعتماد کرتے ہوئے ابوصلت کی تضعیف کی ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

اہل سنت کے علماء و بزرگوں کا اعتراف کہ جوز جانی دشمن اہل بیتؑ ہے

جوز جانی ناصبی کی تضعیف کا کوئی اعتبار نہیں ہے اور ابوصلت کی شخصیت پر کوئی ضربہ وارد نہیں ہوسکتا ہے۔ چونکہ اولاً جوز جانی علماء اہل سنت جیسے ابن شافعی، دارقطنی شافعی، ذہبی شافعی و ابن حجر شافعی اور معاصرین میں سے غماری شافعی و حسن بن علی سقاف شافعی کے بقول حضرت علیؑ سے بغض و حسد دل میں رکھتا تھا، ظاہر ہے کہ ایسا شخص یقیناً آپؑ کے فضائل کو رد کرے گا۔

ابن عدی جرجانی شافعی لکھتا ہے:

کان مقیما بدمشق یحدث علی المنبر ـــ کان شدید المیل الی مذهب اهل دمشق فی التحامل علیٰ علی۔(۱)

وہ دمشق میں رہتا تھا اور مسر پر حدیثیں بیان کرتا تھا اور اہل دمشق کے مذہب کے طریقے پر علی کی دشمنی میں بہت مائل تھا۔

دارقطنی شافعی ہے: فیه انحراف عن علی۔(۲) وہ حضرت علیؑ سے منحرف تھا۔

ابن حبان بستی شافعی ہے:

کان ابراهیم بن یعقوب جوزجانی ، حریزی المذهب۔(۳)

ابراہیم بن یعقوب جوز جانی حریزی المذہب (ناصبی و دشمن علیؑ) تھا۔

---

(۱) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج۱، ص۳۱۰، شمارہ ۱۳۲۔

(۲) تھذیب التھذیب، ج۱، ص۱۵۹، شمارہ ۳۳۲۔ معجم البلدان، ج۲، ص۱۸۳۔

(۳) کتاب الثقات، ج۸، ص۸۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن حجر عسقلانی شافعی، ابن حبان بستی کے کلام کی توضیح یوں بیان کرتا ہے:

حریزی ۔۔۔ نسبة الی حریز بن عثمان المعروف بالنصب و کلام ابن عدی یؤید هذا ۔۔۔(۱)

حریزی، حریز بن عثمان کی طرف نسبت ہے کہ جو نصب و دشمنی علیؑ میں معروف تھا ابن عدی کے کلام سے بھی اس مطلب کی تائید ہوتی ہے۔

ذہبی شافعی بھی ابن عدی شافعی کے کلام کو نقل کرنے کے بعد جوز جانی کے بارے میں ہے:

قد کان النصب مذهباً لاهل دمشق فی وقت۔(۲)

اس زمانے میں اھل دمشق کا مذہب نصب و دشمنی علی تھا۔

ابن حجر عسقلانی شافعی بھی ابن حبان شافعی، ابن عدی شافعی اور دارقطنی کے کلاموں کو نقل کر کے جوز جانی کو ناصبی اور اس کی کتاب کو اس مدعی پر دلیل کے طور پر پیش کرتا ہے:

و کتابه فی الضعفاء یوضح مقالته۔۔۔(۳)

اس کی کتاب ضعفاء کے بارے میں اس مطلب کی وضاحت کرتی ہے۔

اس کتاب میں تمام وہ افراد کہ جو محبّ و شیعہ علی ہیں یا آنحضرت کے فضائل نقل کیے ہیں سب کی تضعیف کی گئی ہے اور جگہ جگہ ان لوگوں کی توہین و نامناسب کلمات استعمال کیے ہیں۔ اسی بناء پر ابن حجر عسقلانی نے اس کی تضعیفات کو قبول نہیں کیا اور ان کو بے اعتبار جانا ہے۔(۴)

---

(۱) تھذیب التھذیب، ج۱،ص۱۵۹،شمارہ۳۳۲۔

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۱،ص۷۶،شمارہ۲۵۷۔

(۳) تھذیب التھذیب، ج۱،ص۱۵۹،شمارہ۳۳۲۔

(۴) تھذیب التھذیب، ج۱،ص۸۱۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن حجر ایک جگہ جوز جانی پر بہت سختی سے انتقاد واعتراض کرتا ہے:

الجوزجانی کان ناصبیاً منحرفاً عن علی ، فھو ضد الشیعی المنحرف عن عثمان والصواب موالاتھما جمیعا ولا ینبغی ان یسع قول مبتدع فی مبتدع ۔(۱)

جوز جانی ناصبی اور علیؑ کی راہ سے منحرف ہے وہ ان شیعوں کا دشمن ہے کہ جو عثمان کو نہیں مانتے جبکہ صحیح عقیدہ علی وعثمان دونوں کی دوستی ہے اور یہ صحیح نہیں ہے کہ کسی ایک بدعتی کی بات کسی دوسرے بدعتی کے بارے میں سنی جائے۔

عبدالعزیز غماری شافعی جوز جانی کی اس طرح صاف صاف لفظوں میں توصیف کرتا ہے:

ابو اسحاق جوزجانی ھو ناصبی مشھور لہ صولات وجولات و تھاجمات شانئة فی القدح فی الآئمة الذین وصفوا بالتشیع حتی دعاہ ذالك الی الکلام فی اھل الکوفة کافة، واخذ الحذر منھم و من روایاتھم و ھذا معروف عنہ ، مشھورلہ ، حتی نصوا علی عدم الالتفات الی طعنہ فی الرجال الکوفیین او من کان علی مذھبھم فی التشیع ۔(۲) ابواسحاق جوز جانی ناصبی ہے اور مشہور ہے کہ اس نے تمام شیعہ حضرات حتی تمام اہل کوفہ پر کافی تہمتیں لگائیں اور ان کی تضعیف و برائی میں بہت برے برے الفاظ سے تذکرہ کیا حتی کہ بزرگوں کی بھی قدح و مذمت کی ہے اور ان لوگوں سے روایات لینے سے منع کیا ہے۔

یہ بات اس کے بارے میں معروف ومشہور ہے، انتہا یہ ہے کہ علماء نے جوز جانی کے متعلق کہا ہے کہ وہ اگر کسی اہل کوفہ یا کسی بھی شیعہ پر طعن وتشنیع کرے اور جرح وقدح کرے تو وہ قابل اعتبار نہیں ہے اور اس کے طعن پر اعتبار نہ کیا جائے، شیعوں کے حق میں جوز جانی کے کلام پر توجہ والتفات نہیں کرنا چاہیے۔

---

(۱) ھدی الساری معروف بہ مقدمہ فتح الباری، ص ۴۱۰۔ (۲) غماری شافعی، عبدالعزیز: بیان نکث الناکث، ص ۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

حسن بن علی سقاف شافعی ہے: الجوزجانی من السلف الطالح و هو احد المنحرفین عن الحق و یرمی الناس الانحراف قبحه الله تعالی ، وهو سباب شتام للصحابة الخیار البررة رضی الله عنهم و میال للمجرمین۔(۱)

جوزجانی برے وبدترین گذشتہ لوگوں میں سے ہے وہ راہ حق سے منحرف تھا وہ لوگوں پر منحرف ہونے کی تہمتیں لگاتا تھا، خدا اس کی صورت کو سیاہ کرے، وہ نیک اور اچھے صحابہ کرام کو بہت گالیاں بکتا اور بہت گندی گندی باتیں کرتا اور مجرمین کی طرف مائل تھا۔

نتیجہ

اولاً، جوزجانی کی تضعیفات وجرح کے متعلق اہل سنت کے علماء وبزرگوں کے کلام کو مدنظر رکھتے ہوئے، خصوصاً شیعیان امیر المؤمنین اور اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے متعلق یا ان افراد کے متعلق کہ جو فضائل اہل بیت میں روایات نقل کرتے ہیں اس کی تضعیفات وجرح وقدح کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ثانیاً، جو روایات ابوصلت نے امیر المؤمنین اور اہل بیت طاہرین کے متعلق نقل کی ہیں ان کو علماء اہل سنت خصوصاً یحی ابن معین نے قبول کیا اور ان کی تائید میں ان روایات کو دوسرے طرق سے بھی نقل کیا ہے تاکہ ابوصلت اور ان روایات کی صحت میں کوئی شک باقی نہ رہے۔

ثالثاً، اگر بنا اسی بات پر رہے کہ ہر اس راوی کی تضعیف کی جائے کہ جو حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اور اہل بیت طاہرین علیہم السلام کے فضائل ومناقب میں روایات نقل کرتا ہے جیسا کہ جوزجانی کی روش ہے تو پھر بہت زیادہ راوی اور صحابہ وتابعین کی بے پناہ روایات کو نظر انداز کرنا پڑے گا اور ان سب کی تضعیف کرنی ہوگی بقول ذہبی شافعی:

---

(۱) محمد بن عقیل شافعی: العتب الجمیل علی اهل الجرح والتعدیل، تحقیق: حسن بن علی سقاف شافعی، ص۱۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

فلو رد حديث هولآ ء لذهب جملة من الآ ثار النبوية ، و هذه مفسدة بينة۔(۱)

اگران افراد وحضرت امیر المؤمنینؑ کے شیعوں اور محبوں کے کلام کو رد کیا جائے تو احادیث نبوی میں سے ایک عظیم حصہ کو رد کرنا ہوگا اور یہ ایک واضح تباہی و بربادی ہے۔

رابعاً، ہماری گفتگو حدیث ایمان کے متعلق ہے کہ جو ابوصلت ہروی نے حضرت امام رضاؑ سے نقل کی ہے کہ جو آپ نے اپنے آباء واجداد سے روایت فرمائی ہے یہاں تک کہ سلسلہ حضرت علی اور حضرت رسول اکرمؐ تک جا پہنچا ہے۔ جیسا کہ حدیث کا سلسلہ سند گذر چکا ہے اور اس کے علاوہ یہ حدیث دوسرے طریقوں سے بھی نقل ہوئی ہے کہ جو ابوصلت کے طریق کی تائید اور اس کو صحت وقوت بخشتی ہے

خامساً، اہل سنت کے علماء کا ابوصلت کی تائید وتوثیق کرنا اور ابوصلت کی روایات پر اعتماد کرنا خصوصاً حدیث سلسلۃ الذھب اور اس سے بڑھ کر یہ کہ اس کو شفا بخش ماننا بلکہ ان اسناد کے ذریعہ شفا پانا اور اس تجربہ کو حاصل کرنا اصلاً ضعف راوی یا روایت یا مخالفت کا کوئی وہم وگمان بھی باقی نہیں رہتا۔

ابوصلت ہروی کے مذہب کے بارے میں گفتگو

ابوصلت کے مذہب کے بارے میں حق یہ ہے کہ اکثر علماء شیعہ ان کو شیعہ امامی مانتے ہیں۔(۲) سوائے شیخ طوسی (۳) اور ان کی پیروی میں ابن داؤد حلی (۴) وعلامہ حلی (۵) ان کو عامی المذہب مانتے ہیں، لیکن اکثر علماء اہل سنت نے ابوصلت ہروی کو سنی المذہب اور شیعیت کی طرف مائل قرار دیا ہے۔

---

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۱، ص۵۔

(۲) رجال نجاشی، ص ۲۴۵، شمارہ ۶۴۳۔ تنقیح المقال فی علم الرجال، ج۲، ص۱۵۳۔ معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، ج۱۰، ص۱۶ و۱۸، شمارہ ۶۵۴۔

(۳) رجال طوسی، ص۳۸۰، شمارہ ۴۱۔ وص، ۳۹۶، شمارہ ۵۔ (۴) کتاب الرجال، ص۴۷۴، شمارہ ۲۹۵۔

(۵) خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال، ص۲۰۹، شمارہ ۶۷۲۔

Presented by Ziaraat.Com

یہاں پر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر کیوں اہل سنت کے کلام میں اکثر مواقع پر ابوصلت کے متعلق ''شیعی''،''شیعی جلد''، ''رافضی خبیث'' جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں؟ کہ یہ الفاظ اہل سنت کی جانب سے ابوصلت کے شیعہ ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔اس سوال کا جواب یہ ہے کہ علم رجال اور خصوصاً اہل سنت کی نظر میں ان الفاظ کے خاص معانی ہیں کہ جو اصطلاح شیعہ سے جدا ہیں۔

اہل سنت کے نزدیک ''شیعہ''،''شیعہ جلد'' اور ''رافضی خبیث'' جیسے الفاظ کے معانی

اہل سنت کی نظر میں لفظ شیعہ کا ملاً اصطلاح شیعہ امامیہ سے متفاوت ہے اس لیے کہ شیعہ امامیہ کی اصطلاح میں شیعہ اس کو کہا جاتا ہے کہ جو حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت بلافصل کا معتقد اور ان کے بعد آپ کے گیارہ معصوم فرزندوں کی امامت کو مانتا ہو۔اور اصحاب آئمہ کا شیعہ ہونے کا مطلب یہ ہے وہ حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام کی ولایت بلافصل اور ان کے بعد اپنے زمانے تک آپ کے معصوم فرزندوں کی امامت کا معتقد ہو یعنی جس امام کے زمانے میں زندگی بسر کر رہا ہو اس امام کو حجت الٰہی و امام برحق مانتا ہو۔جب کہ اہل سنت کے نزدیک شیعہ اور اس جیسے الفاظ کے معانی، مذکورہ معنی سے جدا ہیں۔لہذا کسی اہل سنت کے کسی شخص کو شیعہ کہنے سے اس شخص کے شیعہ ہونے پر دلیل نہیں ہوسکتا۔

اہل سنت کے نزدیک شیعہ کے متعلق دو نظریے ہیں، بعض افراد معتقد ہیں کہ شیعہ اس کو کہتے ہیں کہ جو حضرت علیؑ کا محبّ و دوست ہو اور آپ کو عثمان سے افضل مانتا ہو اور یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ امام علی اپنی تمام جنگوں میں حق پر تھے اور ان کے مقابلے میں آنے والے باطل پر تھے لیکن شیخین (ابوبکر و عمر) کی حضرت علیؑ پر فوقیت افضلیت کا قائل ہو۔(۱)

---

(۱) تھذیب التھذیب، ج۱،ص۸۱۔ھدی الساری معروف بہ مقدمہ فتح الباری، ص۴۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض دوسرے لوگ معتقد ہیں کہ شیعہ اس کو کہا جاتا ہے کہ جو حضرت علیؑ کو تمام صحابہ پر فوقیت دیتا ہو حتی شیخین سے بھی افضل مانتا ہو لیکن استحقاق خلافت کا قائل نہ ہو۔(۱)

''شیعہ غالی، جلد'' ان الفاظ کے بارے میں بھی دو نظریے ہیں، بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جو شخص حضرت علیؑ کو تمام صحابہ کے تمام فضائل کا سرچشمہ اور سب سے افضل مانتا ہو حتی شیخین سے بھی۔(۲)

لیکن دوسرے افراد کہتے ہیں کہ شیعہ غالی یا جلد وہ ہے کہ جو حضرت علیؑ کو چاہتا ہو محبّ و دوست ہو لیکن آپ کو شیخین پر فوقیت نہیں دیتا فقط عثمان سے افضل مانتا ہو اور عثمان، معاویہ، طلحہ و زبیر اور تمام وہ افراد کہ جنہوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی ہے ان پر لعنت کرتا ہو۔(۳)

''رافضی خبیث'' تمام اہل سنت کے نزدیک رافضی خبیث اس کو کہا جاتا ہے کہ جو حضرت علیؑ کی محبت کے ساتھ ساتھ آپ کو تمام صحابہ سے افضل مانتا ہو حتی شیخین سے بھی اور آنحضرت کو مستحق خلافت بلافصل کا معتقد ہو اور تمام غاصبین خلافت و شیخین سے برائت اور ان پر لعنت کرتا ہو۔(۴)

لہذا شیعہ، شیعہ غالی، و جلد ان لوگوں کو کہا جاتا ہے کہ سنی مذہب ہیں لیکن شیعت کی طرف مائل ہیں لیکن رافضی ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جو حضرت علی کی خلافت بلافصل کا معتقد ہو۔ لیکن پھر بھی صرف اس جملے سے کسی کو شیعہ امامی ثابت نہیں کیا جا سکتا اس لیے کہ اس معنی رافضی میں فرقہ زیدیہ، کیسانیہ، اسماعیلیہ و واقفیہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔

---

(۱) تھذیب التھذیب، ج۱، ص۸۱۔ ھدی الساری معروف بہ مقدمہ فتح الباری، ص۴۸۳۔

(۲) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۱، ص۵-۶۔ ھدی الساری معروف بہ مقدمہ فتح الباری، ص۴۸۳۔

(۳) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۱، ص۶۔

(۴) میزان الاعتدال فی نقد الرجال، ج۱، ص۶۔ تھذیب التھذیب، ج۱، ص۸۱۔

Presented by Ziaraat.Com

نقد و تحقیق

مذکورہ معانی اور اہل سنت کے نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے صاف صاف کہا جا سکتا ہے کہ ابوصلت ہروی اہل سنت کی نظر میں سنی مذہب تھے لیکن رافضی نہیں تھے اور تاریخی واقعات سے بھی جس چیز کا استفادہ ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ ابوصلت سنی مذہب اور شیعیت کی طرف مائل تھے لہذا ان کی اصطلاح میں شیعہ جلد و شیعہ غالی تھے۔ وہ تاریخی واقعات کہ جو ابوصلت کے شیعہ جلد و شیعہ غالی ہونے پر دلالت کرتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱- ابوصلت ہروی نے فضائل اہل بیتؑ میں روایات خصوصاً حضرت علیؑ کے فضائل میں بہت زیادہ روایات نقل کی ہیں جیسے حدیث'' انا مدینة العلم و علی بابها''(۱) اور حدیث سلسلة الذهب

۲- خطیب بغدادی شافعی وہ مروزی کی تاریخ مرو سے نقل کرتے ہوئے ابوصلت کے بارے میں ہے: و کان یعرف بکلام الشیعة ابوصلت معروف متکلم شیعہ ہے۔(۲)

۳- وہی مروزی شافعی سے ہی ابوصلت کا عقیدہ خلفاء کے بارے میں اس طرح بیان کرتا ہے:

ورائته یقدم ابابکر و عمر و یترحم علی علی و عثمان ولا یذکر اصحاب النبیؐ الا بالجمیل و سمعته یقول: هذا مذهبی الذین ادین الله به۔(۳)

میں نے ابوصلت کو دیکھا کہ وہ ابوبکر و عمر کو مقدم رکھتے اور فوقیت دیتے، علی و عثمان پر ترحم و احترام کرتے اور اصحاب رسول خداؐ کو اچھے و احترام سے یاد کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یہی میرا مذہب و عقیدہ ہے۔

---

(۱) و (۲) و(۳) تاریخ بغداد، ج۱۱،ص۴۸-۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

۴ - مروزی شافعی فقط ابوصلت کی تضعیف کا ایک نقطہ بیان کرتا ہے وہ یہ کہ ابوصلت روایت مثالب کو بھی نقل کرتے جیسے ابوموسی اشعری، معاویہ اور بعض صحابہ کے بارے میں لہذا ہے:

الا انه ثم احاديث يرويها فى المثالب''(۱)

یہ کہ ابوصلت ان روایات کو بھی نقل کرتا ہے کہ جو مثالب (طعن وتشنیع) میں وارد ہوئی ہیں۔

۵- لیکن دوسرے مقام پر دارقطنی کا دعوی یہ ہے کہ ابوصلت ہروی بنی امیہ کے بارے میں اس طرح ہے: كلب للعلوية خير من جميع بنى امية فقيل فيهم عثمان فقال فيهم عثمان ۔(۲) علوی کتا بھی بنی امیہ کے تمام افراد سے بہتر ہے کسی نے کہا بنی امیہ میں سے عثمان بھی ہے تو کہا ہاں عثمان سے بھی۔

یہ مطلب مروزی شافعی کے کلام سے متعارض ہے اسی لیے ذہبی شافعی نے دارقطنی کے کلام کو رد کیا ہے اور اس کلام کی سند پر اعتراض کیا ہے (۳) جب کہ مروزی شافعی کے کلام کو ابوصلت کے بارے میں قبول کرتا ہے۔

نتیجہ

ان تمام گفتگو سے نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ابوصلت سنی تھے اور شیخین کو خلیفہ مانتے تھے لیکن حضرت علیؑ کی طرف بہت مائل تھے اور آپ کی شأن وفضائل میں بہت سی روایات نقل کرتے ہیں، ابوموسی اشعری، معاویہ اور دیگر بنی امیہ کے مخالف تھے یہی وجہ رہی کہ ان کو شیعہ، شیعہ غالی وشیعہ جلد جیسے الفاظ سے یاد کیا گیا۔ بنابراین عقیلی مکی اور دارقطنی شافعی نے ابوصلت کو رافضی کہا ہے یہ بے بنیاد دعوی ہے اس پر کوئی دلیل ومدرک نہیں ہے۔

---

(۱) و (۲) تاریخ بغداد، ج۱۱، ص۴۸-۵۱۔

(۳) تھذیب تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، ج۸، ص۲۷۴۔

Presented by Ziaraat.Com

حدیث حصن وایمان میں یکسانیت

سوال یہ ہے کہ کیا احادیث حصن وایمان ایک ہی ہیں یا یہ واقعہ دو مرتبہ پیش آیا ہے؟ ابن حجر ہیثمی شافعی اس مطلب کی تائید میں حدیث حصن وایمان کو دو مرحلوں میں مانتا ہے لہذا ہے:

لعلهما واقعتان۔(۱) شاید یہ دو جداگانہ واقعے ہیں

بہر حال حق یہ ہے کہ اولاً، اس میں کوئی شک وشبہہ نہیں ہے کہ یہ دونوں روایات حضرت امام رضاؑ کی زبان مبارک سے ادا ہوئی ہیں۔ ثانیاً ان دونوں روایات کا حضرت امام رضاؑ سے ایک ہی مرتبہ بیان ہونے پر کوئی دلیل نظر نہیں آتی۔ ثالثاً ان دونوں روایات کو شہر نیشاپور میں واقع ہونے پر بہت سے شواہد موجود ہیں۔

لہذا مذکورہ باتوں اور شواہد وقرائن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حدیث ایمان حضرت امام رضاؑ کے نیشاپور میں داخل ہوتے وقت اور حدیث حصن آپؑ کے شہر نیشاپور سے خارج ہوتے وقت صادر ہوئی ہیں۔(۲)

حضرت امام رضاؑ کا نیشاپور میں وارد ہونا اور عوام واہل سنت علماء کی موقعیت

اگر حضرت امام رضاؑ کی نیشاپور تشریف آوری سے مربوط روایات پر ایک بار پھر نظر ڈالی جائے تو لوگوں کے احساسات، عوام وخواص اہل سنت کی روش واستقبال اور بہت کچھ دریافت ہوگا، بہت سے سوالات کے جواب مل جائیں گے، لہذا ان واقعات کو ایک مرتبہ پھر دوہراتے ہیں تا کہ کچھ خاص نکات کی طرف توجہ کی جا سکے۔

---

(۱) الصواعق المحرقۃ، ج۲،ص۵۹۵۔

(۲) ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،ص۱۲۲-۱۲۴۔

Presented by Ziaraat.Com

واقدی کا بیان

ولما دخل سنة مأتين بعث اليه المامون فاشخصه من المدينة الى خراسان فلماوصل الى نيسابورخرج اليه علمائهامثل يحى ابن يحى واسحاق بن راهويه ومحمد بن رافع و احمد بن حرب و غيرهم لطلب الحديث و الرواية والتبرك به۔۔۔(۱)

جس وقت سن ۲۰۰ ہجری واقع ہوا مامون نے حضرت امام رضاؑ کے پاس کچھ افراد کو بھیجا تا کہ آپ کو مدینہ سے خراسان لے کر آئیں۔۔۔ جب آپ شہر نیشاپور میں وارد ہوئے، تو علماء شہر جیسے یحی بن یحی، اسحاق بن راھویہ، احمد بن حرب، محمد بن رافع وغیرہ طلب حدیث و روایت اور آپ کی ذات پاک سے مسرک ہونے کی خاطر آپ کی جانب بڑھے۔

ابن جوزی حنبلی کا بیان

فلما قدم نيسابور خرج فهوفى عمارية على بغلة شهباء فخرج علماء البلد فى طلبه منهم يحى بن يحى ، اسحاق بن راهويه ، احمد بن حرب ، محمد بن رافع وغيرهم فاقام بها مدة۔(۲)

جس وقت حضرت امام رضاؑ شہر نیشاپور میں داخل ہوئے، ہلکے کالے رنگ کے خچر پر عماری میں سوار تھے علماء شہر جیسے یحی بن یحی، اسحاق بن راھویہ، احمد بن حرب، محمد بن رافع نے بڑھ کر استقبال کیا، آپ وہاں ایک مدت تک مقیم رہے۔

---

(۱) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ، ص ۳۱۵۔
(۲) المنتظم فی تواریخ الملوک والامم، ج ۶، ص ۱۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

حاکم نیشاپوری شافعی کا بیان

بہت افسوس کی بات ہے کہ اب حاکم نیشاپوری کی کتاب تاریخ نیشاپور دستیاب نہیں ہے اور یہ عظیم تاریخی اثر مفقود ہو چکا ہے، لہذا حاکم نیشاپوری کے واقعہ کو بعض دوسرے علماء نے اپنی کتابوں میں درج کیا ہے یہاں پر یہ واقعہ انہی کتابوں سے نقل کیا گیا ہے۔

حاکم نیشاپوری کے واقعہ کو احمد بن محمد بن حسین خلیفۂ نیشاپوری شافعی(۱) (آٹھویں صدی)، ابن صباغ مالکی(۲) (۸۵۵ھ)، ابن حجر ہیثمی شافعی(۳) (۹۷۴ھ)، قرمانی دمشقی(۴) (۱۰۱۹ھ)، عبدالرؤوف مناوی شافعی(۵) (۱۰۳۱ھ) اور شبلنجی شافعی(۶) (۸۵۲ھ) نے مفصل طریقے سے اور ذہبی شافعی(۷) (۷۴۸ھ) وابن حجر عسقلانی شافعی(۸) نے مختصر طور پر نقل کیا ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ سمہودی شافعی(۹) (۹۱۱ھ) نجی اصفہانی حنفی(۱۰) (۹۲۷ھ) نے حاکم نیشاپوری کے واقعہ کو کتاب تاریخ نیشاپور سے مستقیم نقل نہیں کیا بلکہ ابن صباغ مالکی کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

---

(۱) تلخیص وترجمہ تاریخ نیشاپور، ص۱۳۱-۱۳۲۔

(۲) الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص۲۴۲-۲۴۳۔

(۳) الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۴۔

(۴) اخبار الدول وآثار الاول، ص۱۱۵۔

(۵) فیض القدیر بشرح جامع الصغیر، ج۴، ص۴۸۹-۴۹۰۔

(۶) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۶۔

(۷) سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۹۰۔

(۸) تھذیب التھذیب، ج۷، ص۳۳۹۔

(۹) جواھر العقدین فی فضل الشرفین، ص۳۴۲-۳۴۳۔

(۱۰) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چھادہ معصوم، ۲۲۷۔ مہمان نامہ بخارا، ص۳۴۳-۳۴۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن حجر ہیثمی شافعی نے حاکم نیشاپوری سے نقل کرتے ہوئے حضرت امام رضاؑ کے نیشاپور میں ورود کے وقت کی کیفیت کو اس طرح بیان کیا ہے: تعرض له الحافظان ابوزرعه الرازی و محمد بن اسلم الطوسی ، ومعهما من طلبة العلم و الحديث مالايحصى ، فتضرعا اليه ان يريهم وجهه و يروى لهم حديثاً عن آبائه ۔۔۔(۱)

جس وقت حضرتؑ وارد نیشاپور ہوئے تو دو حافظ ابوزرعہ و محمد بن اسلم طوسی آپ کی جانب بڑھے اور ان کے ساتھ اہل علم و طالب حدیث کا ایک ناقابل احصاء اجتماع تھا ان دونوں نے التجاء کی کہ ہمیں اپنے چہرہ انور کی زیارت کرائیں اور اپنے آباء و اجداد سے کوئی روایت نقل فرمائیں۔

دوسری جگہ مذکور ہے: فلما دخل علی بن موسی الرضا نیسابوعلی بغلة شهباء فخرج علماء البلد فی طلبه منهم يحى بن يحى ، اسحاق بن راهويه ، احمد بن حرب ، محمد بن رافع فتعلقوا بلجام دابته فقال له اسحاق : بحق آبائك ! حدثنا فقال۔(۲)

جس وقت حضرت امام رضاؑ شہر نیشاپور میں داخل ہوئے ، ہلکے کالے رنگ کے خچر پر عماری میں سوار تھے علماء شہر جیسے یحی بن یحی ، اسحاق بن راھویہ، احمد بن حرب ، محمد بن رافع نے بڑھ کر استقبال کیا، اور آپ کی سواری کی لجام پکڑ کر التجاء کی کہ آپ کو اپنے آباء طاہرین کا واسطہ ہمارے لیے کوئی حدیث بیان فرمائیں، تب آپ نے فرمایا۔

ابن صباغ مالکی بھی حاکم نیشاپوری سے نقل کرتے ہوئے ہے:

اورد صاحب كتاب تاريخ نيسابور فی كتابه :

---

(۱) الصواعق المحرقۃ، ج۲،ص۵۹۴۔

(۲) کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتھر من الاحادیث علی السنۃ الناس، ج۱،ص۲۲۔

Presented by Ziaraat.Com

ان علی بن موسی الرضا لما دخل الی نیسابور فی السفرة التی خص فیها بفضیلة الشهادة ، کان فی قبة مستورة بالسقلاط علی بغلة شهباء وقد شق سوق نیسابور فعرض له الامامان الحافظان للاحادیث النبویة والمشایران علی السنة المحمدیة : ابوزرعة الرازی و محمد ابن اسلم الطوسی و معهما خلائق لایحصون من طلبة العلم و اهل الحدیث و اهل الروایة و الدرایة ، فقالا : ایها السیدالجلیل ابن السادة الآئمة ! بحق آبائك الاطهرین واسلافك الاکرمین ، الا ماریتنا وجهك المیمون المبارك ورویت لنا حدیثاً عن آبائك عن جدك محمد نذکرك به ، فاستوقف البغلة وامر غلمانه بکشف المظلة عن القبة و اقر عیون تلك الخلائق برؤیة طلعته المبارکة ، فکانت له ذؤابتان علی عاتقه و الناس کلهم قیام علی طبقاتهم ینظرون الیه و هم بین صارخ و باك و متمرغ فی التراب و مقبل لحافر بغلة وعلا الضجیج ، فصاحت الآئمة والعلماء والفقهاء : معاشر الناس ! اسمعوا، وعو وانصتولسماع ما ینفعکم و لا توذونا بکثرة صراخکم و بکائکم ، وکان المستملی ابوزرعة و محمد بن اسلم الطوسی ، فقال علی ابن موسی الرضا ، حدثنی ابی موسی الکاظم ، عن ابیه جعفر الصادق ، عن ابیه محمد الباقر، عن ابیه علی زین العابدین ، عن ابیه الحسین الشهید بکربلاء ، عن ابیه علی بن ابی طالب ،قال حدثنی حبیبی و قرة عینی رسول اللهؐ ، قال :حدثنی جبرائیل ،قال : سمعت رب العزة سبحانه و تعالی یقول :کلمة الله لااله الاالله حصنی فمن قالها دخل حصنی ومن دخل حصنی امن من عذابی ۔ ثم ارخی الستر علی القبة و سار۔ قال فعدو اهل المحابر و االدوی الذین کانوا یکتبون فانافوا علی عشرین الفا۔(۱)

---

(۱) الفصول المہمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ،ص۲۴۲-۲۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

صاحب کتاب تاریخ نیشاپور اپنی کتاب میں تحریر کرتا ہے کہ جس وقت حضرت امام علی بن موسی الرضاؑ شہر نیشاپور میں اپنے اس سفر میں وارد ہوئے کہ جس میں آپ کی شہادت واقع ہوئی تو آپ عماری نما کپڑے کی محمل میں ہلکے کالے رنگ کے خچر پر سوار تھے پورا بازار شہر بھرا ہوا تھا آپ کے لیے راستہ کھلتا جاتا تھا، تب علماء اہل سنت میں سے دو مشہور و معروف حافظ ابوزرعہ و محمد بن اسلم طوسی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ لاتعداد اہل علم و طلاب، اہل روایت و درایت اور دیگر لوگ جمع تھے۔ ان دونوں نے حضرت کی سواری کی لگام کو پکڑ کے عرض کی: اے جلیل القدر سید و سردار اے سردار آئمہ کے فرزند، آپ کو آپ کے پاک و پاکیزہ آباء واجداد کا واسطہ آپ ہمیں اپنے نورانی و مبارک چہرے کی زیارت اور ہمارے لیے ایسی حدیث نقل فرمائیں کہ جو آپ نے اپنے والد گرامی اور انہوں نے اپنے آباء واجداد سے سنی ہوتا کہ ہم آپ کو اس حدیث کے ذریعہ یاد رکھ سکیں۔ پس آپ نے اپنی سواری کو روکا غلام کو حکم دیا کہ عماری کا پردہ ہٹائے اپنا سر مبارک کو عماری سے باہر نکالا تب خلق خدا آپ کے نورانی چہرے کی زیارت سے مشرف ہوئی بہت سے لوگ بے ساختہ رونے لگے، تمام افراد اپنے اپنے حسب مراتب کھڑے ہوئے تھے بہت سے افراد زمین پر گر کر آپ کے مرکب کے قدموں کا بوسہ لے رہے تھے اور کچھ آہ و بکا گریہ وزاری میں مشغول تھے ایک عجیب منظر تھا کہ علماء فقہاء اور آئمہ حدیث نے لوگوں سے چاہا کہ ذرا خاموش ہو جائیں اور اپنے آہ و بکا کو کم کریں، آنحضرتؑ کی مبارک آواز کو سنیں کہ جو آپ کے نفع میں ہے اور اس طرح گریہ و بکا سے پریشان واذیت نہ کریں اور ابوزرعہ و محمد بن اسلم طوسی امام کی فرمائش کو تحریر کر رہے تھے کہ آپ نے فرمایا: مجھ سے میرے والد گرامی موسی کاظمؑ نے، آپ سے آپ کے پدر بزرگوار امام جعفر صادقؑ نے، آپ نے اپنے والد ماجد امام محمد باقرؑ سے، آپ نے اپنے والد بزرگوار امام زین العابدین سے، آپ نے اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ شہید کربلا سے، آپ نے اپنے والد گرامی حضرت علی سے سنا کہ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے حبیب و قرۃ عین رسول خداؐ نے فرمایا کہ آپ سے جبرئیل اور اس نے رب العزت سے سنا۔

Presented by Ziaraat.Com

خداوند عالم نے فرمایا کلمہ لا الہ الا اللہ میرا قلعہ ہے اور جو یہ کلمہ پڑھے گا وہ میرے قلعے میں داخل ہوگا اور جو میرے قلعے میں داخل ہوگا وہ میرے عذاب سے محفوظ رہے گا۔ پھر عماری کا پردہ گرا دیا گیا اور آگے بڑھ گئے۔ وہ حضرات کہ جن کے ہاتھوں میں قلم و دوات تھے اور حدیث لکھ رہے تھے جب ان کو گنا گیا تو بیس ہزار سے زیادہ کی تعداد تھی۔

اس تاریخی واقعہ کے اہم ترین نکات

اس حدیث شریف کے نکات دو حصوں میں منقسم ہیں

الف ﴾ حضرت امام رضاؑ کے حضور لوگوں کی روش و رفتار۔

۱- حضرت امام رضاؑ کے نیشاپور میں وارد ہوتے وقت لوگوں کا بے نظیر و باعظمت استقبال۔

۲- لوگوں کا گریہ وزاری، نالہ و فریاد اور بے قراری۔

۳- بعض افراد کا زمین بوس ہونا و خاک میں غلطاں ہونا۔

۴- حضرتؑ کی سواری کے قدموں کے بوسے لینا۔

ب ﴾ حضرت امام رضاؑ کے حضور اہل سنت کے علما و بزرگوں کی روش و رفتار۔

۱- علماء کا امامؑ کے وجود مقدس سے مسرک ہونا۔

۲- حضرت امام رضاؑ کی تشریف آوری پر مشہور و معروف علماء کا اپنے ہزاروں شاگردوں کے ساتھ استقبال۔

۳- حضرت امام رضاؑ کے حضور اہل سنت کے علماء و بزرگوں کا گریہ وزاری کرنا اور چہرہ مبارک کی زیارت کی خواہش کا اظہار کرنا۔

۴- حضرت امام رضاؑ کے حضور اہل سنت کے علماء و بزرگوں کا نقل حدیث کے لیے التماس و التجا۔

Presented by Ziaraat.Com

۵- دس ہزار یا بیس یا تیس ہزار لوگ واہل قلم اور اس عظیم واقعہ کو نقل کرنے والوں کا اجتماع۔

۶-حضرت امام رضاؑ کی سواری کی لجام کو پکڑنے کے لیے اہل سنت کے علماء و بزرگوں کا ایک دوسرے پر سبقت لینا۔

شاید یہ تاریخی مہم نکات اس حدیث وعظیم واقعہ کو صحاح واہل سنت کے معتبر حدیثی منابع سے حذف ہونے کا سبب بنے ہوں۔

علماء نیشاپور کا مقام اور منزلت

تاریخی واقعات میں علماء نیشاپور کی منزلت ومقام اور علمی موقعیت بہت اچھی طرح مذکور ہے کہ جس سے صاف صاف واضح ہے کہ اس دور میں اس عظمت وجلالت کے باوجود آنحضرتؑ کے حضور زانوئے ادب طے کرنا، گریہ وزاری اور التماس کرنا کہ پہلے آپ اپنے چہرہ انور کی زیارت کرائیں اور پھر اپنے آباواجداد طاہرین سے کوئی حدیث نقل فرمائیں۔اب ان علماء کا تعارف پیش کرتے ہیں

۱-آدم بن ابی ایاس عسقلانی (۲۲۰ھ)

وہ اہل حدیث کے امام، ثقہ اور مورد اعتماد، اہل شام کے بزرگ اور ان چھ افراد میں سے ہیں کہ جن کے پاس احادیث تصحیح وتطبیق کے لیے آتی تھیں۔ذہبی ان کے بارے میں ہے:

الامام الحافظ القدوة ، شيخ الشام ابو الحسن الخراسانی ---(۱)

امام حافظ رہبر اہل شام کے برزگ ابوالحسن خراسانی۔

ابوحاتم رازی شافعی لکھتا ہے: ثقة مامون متعبد من خيار عباد الله۔(۲)

ثقہ امین عابد اور خدا کے بہترین بندوں میں سے ہیں۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۱۰،ص۳۳۵۔

(۲) الجرح والتعدیل، ج۲،ص۲۶۸۔

Presented by Ziaraat.Com

احمد بن حنبل ہے: کان من الستة الذین یضبطون عنده الحدیث۔(۱)

یہ ان چھ افراد میں سے ہیں کہ جن کے پاس لوگ احادیث کی تطبیق وتصحیح کے لیے آتے تھے۔

۲-ابوزکریا یحی بن یحی تمیمی منقری نیشاپوری (۲۲۶ھ)

وہ شیخ اسلام وعالم خراسان اور بعض افراد کی تعبیر میں اہل دنیا کا امام ہے۔

ابوبکر بن عبدالرحمٰن ہے:شیخ الاسلام وعالم خراسان الحافظ ۔ابوالعباس سراج ہے:امام لاهل الدنیا۔ابواحمد الفراء ہے: کان اماماً و قدوةً ونوراً للاسلام۔(۲)

وہ امام ورہبر اور اسلام کے لیے نور ہے۔

نسائی شافعی لکھتا ہے: هو ثقة مامون ثبت۔(۳) وہ ثقہ امین اور قابل اطمینان وحجت ہے۔

احمد بن سیار مروزی شافعی ہے: کان ثقة خیراً فاضلاً ۔(۴)

وہ قابل اعتماد اور بہت نیک وفاضل شخص ہے۔

۳-ابوعبداللہ احمد بن حرب بن فیروز نیشاپوری (۲۳۴ھ)

وہ اہل حدیث کا قائد، اہل نیشاپور کا دینی رہبر، فقہاء وعابدوں کا بزرگ اور بے نظیر شخص تھا۔

ذہبی شافعی اس کے بارے میں ہے:

الامام القدوة ، شیخ نیسابور الزاهد کان من کبار الفقهاء و العباد۔

وہ امام رہبر، اہل نیشاپور کا قائد، متقی اور فقہاء وعابدوں میں سے بزرگ ہستی ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد، ج ۷، ص ۲۸۔

(۲) سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۵۱۲۔

(۳) تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، شمارہ ۱۵۲۴۔

(۴) سیر اعلام النبلاء، ج ۱۰، ص ۵۱۲۔

Presented by Ziaraat.Com

یحی بن یحی تمیمی اس کے بارے میں ہے:

ان لم یکن احمد بن حرب من الابدال فلا ادری من هم۔(۱)

اگر احمد بن حرب ابدال میں سے نہیں ہے تو پھر میں نہیں جانتا کہ ابدال کون ہے۔

۴- ابو یعقوب اسحاق بن راھویہ مروزی (۲۳۸ھ)

وہ اہل سنت کے علماء و بزرگوں میں سے ایسی شخصیت ہے کہ حدیث و فقہ میں اس کی طرف مراجعہ کیا جاتا ہے اور اس میں حفظ، سچائی اور تقوی بھر پور پایا جاتا ہے، اس کے شافعی یا حنبلی ہونے میں اختلاف ہے، اس کے بارے میں سیوطی شافعی ہے:

احد آئمة المسلمین و علماء الدین اجتمع له الحدیث و الفقه و الحفظ و الصدق والورع والزهد۔۔۔ ۔(۲) وہ علماء دین اور مسلمانوں کے اماموں میں ایک ہے اس میں حدیث، فقہ، حفظ، صدق، تقوی اور زھد سب ایک جگہ جمع ہیں۔

۵- ابوالحسن محمد بن اسلم کندی طوسی (۲۴۲ھ)

وہ شخصیت قابل اعتماد اور حافظوں میں سے ہے اور علمی اعتبار سے احمد بن حنبل کے برابر ہے، سیوطی شافعی اس کے بارے میں ہے: کان من الثقات الحفاظ والاولیاء الابدال۔

وہ ثقہ، حافظ اور اولیاء ابدال میں سے ہے۔

اور ابن خزیمہ شافعی سے نقل کرتے ہوئے ہے:

هو ربانی هذه الامة لم ترعینای مثله، کان یشبه باحمد بن حنبل۔(۳)

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۱۱، ص۳۲-۳۴۔

(۲) طبقات الحفاظ، ص۱۹۱-۱۹۲۔

(۳) طبقات الحفاظ، ص۲۳۸۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ اس امت کا عالم ربانی ہے میری آنکھوں نے اس جیسا نہیں دیکھا، وہ علمی مقام میں احمد ابن حنبل کی طرح ہے۔

۶- ابوعبداللہ محمد بن رافع قشیری حنبلی (۲۴۵ھ)

وہ اپنے زمانے میں خراسان کا مرجع وقت اور قابل اعتماد وصادق وسچا تھا حاکم نیشاپوری اس کے بارے میں ہے: شیخ عصره بخراسان والصدق والرحلة۔(۱)

وہ اپنے زمانے میں صدق وسچائی میں خراسان کا مرجع وقت، قابل اعتماد اور تحصیل علم وحدیث کی خاطر اہل مسافرت تھا۔

مسلم ونسائی کہتے ہیں: ابن رافع ثقة مامون۔(۲) ابن رافع ثقہ وامین ہے۔

ذہبی شافعی ہے: الامام الحافظ، الحجة القدوة بقية الاعلام۔۔۔۔(۳)

امام حافظ حجت ورہبر اور بزرگوں میں سے ایک شخصیت ہے۔

۷- نصر بن علی جھضمی یا جھنی (۲۵۰ھ)

وہ مطمئن ترین وبہترین حافظ، محدث وعالم اور اہل سنت کے بزرگوں میں سے ہے۔ابن ابی حاتم رازی شافعی اس کے بارے میں ہے:نصر احب الی و اوثق و احفظ، نصر ثقة ۔(۴)

نصر میرے نزدیک محبوب ترین فرد موثق وحافظ ترین شخص ہے،نصر ثقہ ہے۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۱۲،ص۲۱۴۔

(۲) الوافی بالوفیات، ج۳۷،ص۶۸۔

(۳) سیر اعلام النبلاء، ج۱۲،ص۲۱۴۔

(۴) الجرح والتعدیل، ج۸،ص۴۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

نسائی شافعی اور ابن خراش کہتے ہیں: ثقة۔(۱) وہ ثقہ ہے۔

عبداللہ بن محمد فرھیانی لکھتا ہے: نصر عندی من نبلاء الناس۔(۲)

نصر میری نظر میں ایک عظیم شخصیت ہے۔

ذہبی شافعی ہے: الحافظ العلامة الثقة ---کان من کبار الاعلام --- نصر بن علی من آئمة السنة الاثبات۔(۳)

نصر بن علی حافظ، علامہ، ثقہ بزرگ شخصیتوں میں سے تھا وہ ان شخصیتوں میں سے تھا کہ اپنی روایات واسانید کو ثبت وضبط کرتے تھے۔

۸- ابوزرعۃ عبیداللہ بن عبدالکریم رازی قرشی مخزومی حنبلی (۲۶۱ھ)

خراسان کے اہل حدیث لوگوں کا امام، قابل اعتماد، عظیم شخصیت وحافظ ہے، سیوطی شافعی اس کے بارے میں لکھتا ہے: احد الاعلام و حفاظ الاسلام۔(۴)

وہ حافظین اسلام اور بزرگوں میں سے ایک ہے۔

ابن ابی حاتم رازی شافعی ہے:

مارأیت اکثر تواضعاً من ابی زرعة، هو وابو حاتم اماما خراسان۔(۵)

میں ابوزرعہ سے متواضع تر کسی کو نہیں دیکھا وہ اور ابوحاتم دونوں خراسان کے امام تھے۔

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۱۳۵۔

(۲) تاریخ بغداد، ج ۱۳، ص ۲۸۸۔

(۳) سیر اعلام النبلاء، ج ۱۲، ص ۱۳۵۔

(۴) طبقات الحفاظ، ص ۲۵۴۔

(۵) الجرح والتعدیل، ج ۵، ص ۳۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

نسائی شافعی اس کے بارے میں ہے:''ثقة''وذہبی شافعی بھی اس کو'' الامام سید الحفاظ'' جیسے الفاظ سے یاد کرتا ہے۔(۱)

۹- محمد بن اسحاق بن خزیمۃ شافعی (۳۱۱ھ)

وہ ایسی شخصیت ہے کہ خراسان میں امامت اور حفظ حدیث اسی پر منتہی ہوتی ہے اور کم نظیر شخصیت وحافظ ہے۔ذہبی شافعی اس کے بارے میں ہے:

انتهت اليه الامامة والحفظ فی عصره بخراسان۔

وہ ایسی شخصیت ہے کہ خراسان میں امامت اور حفظ حدیث اسی پر منتہی ہوتی ہے۔

ابن حبان شافعی ہے:مارأيت على وجه الارض من يحسن صناعة السنن و يحفظ الفاظها الصحاح و زياداتها ، حتى كان السنن كلها نصب عينيه الا ابن خزيمة فقط۔

میں نے روی زمین پر کسی کو ابن خزیمہ کی طرح نہیں دیکھا کہ جو فن سنت نبوی سے زیادہ آگاہ ہو اور الفاظ احادیث اور ان میں زیادتی کو اس سے زیادہ جانتا ہو، گویا سنت نبوی اور احادیث پیغمبرؐ اس کی آنکھوں کے سامنے صادر ہوئی ہوں۔

دارقطنی شافعی ہے: كان اماماً ثبتاً معدوم النظير۔(۲)

وہ امام حجت اور بے نظیر تھا۔

۱۰- محمد بن عبدالوھاب ابوعلی ثقفی شافعی (۳۲۸ھ)

وہ اہل حدیث کا رہبر، خراسان کی عظیم ہستی اور اہل سنت کے بقول وہ اپنے زمانے میں روی زمین پر خدا کی حجت تھا۔ذہبی شافعی اس کے بارے میں ہے:

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج۱۳،ص۷۵۔

(۲) سیر اعلام النبلاء، ج۱۴،ص۳۷۲۔

Presented by Ziaraat.Com

الامـام المحدث الفقيه العلامه الزاهد العابد شيخ خراسان كان ابو على فى عصره حجة الله على خلقه ـــ و كان اماماً فى اكثر علوم الشرع ـ(۱)

وہ امام، محدث، فقیہ، علامہ، زاہد، عابد اور خراسان کی عظیم ہستی تھا، ابوعلی اپنے زمانے میں مخلوق الٰہی پر خدا کی حجت تھا وہ اکثر علوم شرعی میں امام تھا۔

مذکورہ افراد کی موقعیت اور اہل سنت کے نزدیک مقام و مرتبہ اور پھر ان حضرات کا حضرت امام علی ابن موسی الرضاؑ کے حضور رونا گڑگڑانا التماس والتجاء کرنا آنحضرتؑ کی عظمت، مرجعیت علمی و معنوی پر روشن دلیل ہے۔

لاجواب سوال

حضرت امام علی رضاؑ کا نیشاپور تشریف لانا اور حدیث سلسلۃ الذھب کا ارشاد فرمانا، اس کو دس ہزار یا بیس یا تیس ہزار لوگوں کا لکھنا، اور پھر تقریباً نوے علماء و رجال اہل سنت کا روایت کرنا، اس کو سیکڑوں معتبر کتابوں میں درج کرنا، حدیث شریف اور سلسلہ سند حدیث کو عجیب و غریب الفاظ سے یاد کرنا، یہ تمام باتیں اس مطلب کی طرف متوجہ کرتی ہیں کہ پھر کیوں اور کس دلیل پر مؤلفین صحاح نے اس حدیث شریف کو اپنی مجامع حدیثی میں ذکر نہیں کیا حتی اس عظیم واقعہ کی طرف اشارہ بھی نہیں کیا؟۔(۲)

واقعاً تمام علماء اہل سنت و علماء نیشاپور اور مؤلفین صحاح کی حضرت امام رضاؑ کے بارے میں یہ دورخی کیوں اور کس لیے ہے؟

---

(۱) سیر اعلام النبلاء، ج ۱۵، ص ۲۸۱-۲۸۲۔

(۲) البتہ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں فقط حدیث ایمان کو ذکر کیا ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے ۔

Presented by Ziaraat.Com

تیسرے: دیگر احادیث

اب تک دو حدیثین ، حدیث ایمان ، وحدیث حصن کہ جو سلسلۃ الذھب کے نام سے معروف ہیں بیان ہو چکی ہیں ، اب اس حصہ میں دیگر وہ احادیث کہ جن کی اسناد سلسلۃ الذہب ہی کی طرح ہیں لیکن مطالب حدیث ایمان وحصن سے جدا ہیں اور حضرت امام رضاؑ نے ان کو بھی اپنے اباء واجداد طاہرینؑ ہی سے تسلسل کے ساتھ نقل فرمائی ہیں اور علماء اہل سنت نے اپنی معتبر کتابوں میں ان کو درج کیا ہے، بیان کی جارہی ہیں:

۱-ابن نجار شافعی (۶۴۳ھ) اپنی اسناد کے ساتھ عبداللہ ابن احمد بن محمد بن حنبل سے کہ اس نے اپنے والد سے کہ اس نے حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے اپنے آباء واجداد طاہرینؑ سے انہوں نے رسول اکرمؐ سے نقل فرمایا ہے کہ حضرت رسول اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے:

مامن قوم کانت لهم مشورة فحضر معهم من اسمه احمد و محمد فشاروه الاخیرلهم۔(۱)

کوئی بھی قوم وقبیلہ جب کبھی آپس میں مشورہ کرے اور ان کے درمیان محمد یا احمد نامی شخص بھی ہو تو خداوند عالم اس مشورے میں نیکی وبھلائی قرار دیتا ہے۔

۲-ابن نجار شافعی اپنی اسناد کے ساتھ یوسف بن عبداللہ غازی سے کہ وہ حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے اپنے آباء طاہرینؑ واجداد طیبینؑ سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) ذیل تاریخ بغداد، ج۱۹، ص۱۳۵۔

Presented by Ziaraat.Com

یقول الله تبارك وتعالى : یابن آدم ماانصفتنی ، أ تحبب الیك بالنعم و تنقمت الی بالمعاصی ، خیری علیك منزل و شرك الی صاعد ولا یزال ملك كریم یعطینی عنك كل یوم و لیلة بعمل قبیح ، یابن آدم لو سمعت وصفك من غیرك وانت لاتدری من الموصوف لسارعت الی مقته۔(۱)

خداوند عالم نے آولاد آدم کو مخاطب کر کے فرمایا: اے فرزند آدم! میرے ساتھ تو نے انصاف نہیں کیا میں تیرے لیے نعمتیں بھیج کر تجھ سے محبت کرتا ہوں اور تو گناہ انجام دے کر میرے عقاب وناراضگی کا سبب بنتا ہے، میری نیکیاں وعنایات تجھ پر برس رہی ہیں اور تیرے گناہ و برائیاں آسمان چھو رہی ہیں، ہمیشہ شب وروز کاتبان اعمال فرشتے مجھ تک تیرے گناہ و بدکاریوں کو پہنچاتے ہیں۔اے فرزند آدم! اگر اپنی برائیوں کو کسی دوسرے کی زبانی سنے اور تجھ کو یہ معلوم نہ ہو کہ یہ برے اعمال کس کے ہیں تو فوراً اس سے ناراض ومتنفر ہو جائے گا۔

۳- محمد بن سلامۃ قضاعی شافعی (۴۵۴ھ) اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے اپنے آباء طاہرینؑ واجداد طیبینؑ سے نقل فرمایا انہوں نے امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: من عامل الناس فلم یظلمهم و حدثهم فلم یكذبهم و وعدهم فلم یخلفهم فهو ممن كملت مرؤته و ظهرت عدالته و وجبت اخوته و حرمت غیبته۔(۲) جو شخص لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور ان پر ظلم نہ کرے اور ان سے وعدہ کرے اور وعدہ خلافی انجام نہ دے اس شخص کی مروت کامل، عدالت واضح وروشن، اس سے اخوت و بھائی چارگی لازم وضروری اور اس کی غیبت حرام ہے۔

---

(۱) ذیل تاریخ بغداد، ج۱۹، ص۱۳۵۔التدوین فی اخبار قزوین، ج۳، ص۴۔

(۲) مسند الشہاب، ج۱، ص۳۲۲۔اور دیکھیے: الکفایۃ فی علم الروایۃ، ج۱، ص۷۸، ح۵۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

۴-بیہقی شافعی (۴۵۸ھ) نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے اپنے آباء طاہرینؑ واجداد طیبینؑ سے نقل فرمایا انہوں نے امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

رأ س العقل بعد الدین التودد الی الناس واصطناع الخیر الی کل بر و فاجر ۔(۱)

اصل واساس عقل، دین کے بعد لوگوں سے دوستی واظہار محبت اور ہر نیک و بد انسان کے لیے اچھائی چاہنا ہے۔

۵-ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ) اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کرتا ہے کہ آپ نے اپنے آباء طاہرینؑ واجداد طیبینؑ سے نقل فرمایا انہوں نے امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

اشد الاعمال ثلاثة : اعطاء الحق من نفسك وذكر الله على كل حال ومواساة الاخ فی المال۔(۲)

سخت ترین اعمال تین ہیں: اپنی جانب سے حق عطا کرنا، ہر حال میں ذکر خدا کرنا اور اپنے دینی بھائیوں کی مالی مدد کرنا۔

۶- ابونعیم اصفہانی شافعی (۴۳۰ھ) نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرینؑ واجداد طیبینؑ سے نقل فرمایا انہوں نے امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) شعب الایمان، ج۶،ص۲۵۶، ح۸۰۶۲۔

(۲) حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج۱،ص۸۵۔

Presented by Ziaraat.Com

العلم خزائن و مفتاحها السؤال: فاسئلوا ، یرحمکم الله فانه یؤجر فیه اربعة السائل والمعلم والمستمع والمجیب لهم والمحب له۔(۱)

علم ایک ایسا خزانہ ہے کہ جس کی چابی سوال ہے لہذا سوال کرو خدا تم پر رحمت کرے، اس لیے کہ اس میں چار افراد کو اجر وثواب ملتا ہے: سوال کرنے والے کو استاد کو سننے والے کو اور جواب دینے والے کو اور سوال کو دوست رکھنے والا بھی ماجور ہے۔

۷- داؤد بن سلمان نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرینؑ واجداد طیبینؑ سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

لا یزال الشیطان ذعراً من المؤمن ماحافظ علی الصلوات الخمس ، فاذا ضیعهن تجرأ علیه و اوقعه فی العظائم۔(۲)

شیطان ہمیشہ اس بندہ مؤمن سے ڈرتا ہے کہ جو نماز پنجگانہ پابندی کے ساتھ بجالاتا ہے۔ لیکن جب وہ نماز چھوڑ دیتا ہے تو شیطان اس پر مسلط ہو جاتا ہے اور اس کو گناہان کبیرہ میں پھانس دیتا ہے۔

۸- داؤد بن سلمان نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین واجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

---

(۱) ابونعیم اصفہانی اس حدیث کے بارے میں ہے کہ ''ھذا حدیث غریب من ھذا الوجہ لم نکتبہ الا بھذا الاسناد'' یہ حدیث اس لحاظ سے عجیب وغریب ہے کہ ہم نے اس کو اس سند کے علاوہ نہیں لکھا۔ دیکھیے: حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، ج ۳، ص ۴۲۸۔ البتہ عبارت ''والمحب لہ'' اس منبع میں نہیں ہے بلکہ کتاب التدوین فی اخبار قزوین میں ہے۔

(۲) التدوین فی اخبار قزوین، ج ۲، ص ۱۲۵۔

Presented by Ziaraat.Com

خیرالاعمال عند الله تعالی ایمان لا شك فیه و غزو لا غلول فیه ۔۔۔(۱)

خداوندعالم کے نزدیک سب سے بہترین اعمال وہ ایمان ہے کہ جس میں کوئی شک وشبہہ نہ ہواوروہ جہاد ہے کہ جس میں کوئی خیانت ودھوکا نہ ہو۔

۹ - داؤد بن سلمان نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین واجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشادفرمایا: من مر علی المقابر فقرأ فیها احدی عشر مرة قل هو الله احد ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجربعددالاموات۔(۲)

جوشخص بھی قبرستان سے گذرے اور وہاں گیارہ مرتبہ سورہ قل ھواللہ پڑھ کر مردوں کو بخش دے تو خدوندعالم اس کواس قبرستان میں مدفون مردوں کی تعداد میں ثواب عطا کرے گا۔

۱۰-علی بن حمزہ علوی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین واجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیرالمؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشادفرمایا: تعلموا من انسابکم ماتصلون به ارحامکم ، فان صلة الرحم منسأة فی الاجل مثراة للمال مرضاة للرب تعالی۔(۳)

اپنے خاندانی شجرہ نسب کواس حدتک یادکروکہ جن پرصلہ رحم کرنا چاہیےاس لیے کہ صلہ رحم موت کوٹالتاہے،مال میں اضافہ کرتاہےاور پروردگارکوراضی وخوشنودکرتاہے۔

---

(۱) التدوین فی اخبارقزوین، ج۲،ص۲۱۶۔ یہ روایت حضرت رسول اکرمؐ سے دوسرے طرق سے بھی منقول ہے۔ دیکھیے:احمد بن حنبل،المسند ،ج۳،ص۲۵۸۔

(۲) التدوین فی اخبارقزوین، ج۲،ص۲۹۷۔

(۳) موضح اوھام الجمع والتفریق، ج۲،ص۴۵۴۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱- احمد بن عامر طائی نے حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین و اجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

من حفظ علی امتی اربعین حدیثاً ینتفعون بها،بعثه الله یوم القیامة فقیهاً عالماً ۔(۱)

میری امت میں سے جو شخص بھی چالیس احادیث حفظ کرے کہ ان سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے، خداوند عالم اس کو روز قیامت فقیہ و عالم محشور کرے گا۔

۱۲- شبلنجی شافعی نے بطور مرسل حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین و اجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا:

من لم یؤمن بحوضی فلا اورده الله تعالی حوضی ، ومن لم یؤمن بشفاعتی فلا اناله الله شفاعتی ۔ ثم قال انما شفاعتی لاهل الکبائر من امتی فاما المحسنون فما علیهم من سبیل۔(۲)

جو شخص بھی میری حوض پر ایمان نہ رکھتا ہو خداوند عالم اس کو میرے حوض پر وارد نہیں کرے گا۔ اور جو میری شفاعت پر ایمان نہ رکھتا ہو خدا اس کے نصیب میں میری شفاعت قرار نہیں دے گا۔ پھر فرمایا میری شفاعت ان لوگوں کو نصیب ہوگی کہ جو گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہیں لیکن اچھے کام کرنے والے اور نیک افراد سے کوئی مواخذہ و باز پرس نہیں ہوگی۔

---

(۱) مسند الامام زید، ص۴۴۳۔ العلل المتناهیه، ج۱، ص۱۱۹۔

(۲) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۳- شبلنجی شافعی نے بطور مرسل حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین واجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: لا یکون الی یوم القیامة مؤمن الاوله جار یؤذیه۔(۱)

روز قیامت تک کوئی مؤمن نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا پڑوسی اس کو پریشان کرتا ہوگا۔

۱۴- شبلنجی شافعی نے بطور مرسل حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین واجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: الشیب فی مقدم الرأس یمن، وفی العارضین سخاء و فی الذوائب شجاعة و فی القفاء شؤم۔(۲)

سر کے اگلے حصے کے بالوں میں سفیدی برکت کی علامت ہے اور سر کے دونوں طرف کے بالوں میں سفیدی باعث سخاوتمندی ہے اور زلفوں میں شجاعت کی علامت ہے اور سر کے پیچھے کے بالوں میں سفیدی نحس وکم بختی کی علامت ہے۔

۱۵- شبلنجی شافعی نے بطور مرسل حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اپنے آباء طاہرین و اجداد طیبین سے نقل فرمایا انہوں نے امیر المؤمنین علیؑ ابن ابی طالبؑ سے اور آپ نے رسول خداؐ سے کہ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: لما اسری بی السماء رأیت رحماً معلقة فی العرش تشکوا رحماً الی ربها انها قاطعة لها قلت : کم بینك و بینها من اب ؟ قالت : تلتقی فی اربعین اباً۔(۳)

جب مجھ کو شب معراج آسمان کی سیر کرائی گئی میں کچھ اہل ارحام کو دیکھا کہ جو خداوند عالم کے حضور قطع رحم کی شکایت کر رہے تھے، میں نے ان سے سوال کیا کہ تمہارے اور اس شخص کے درمیان کہ جس کی شکایت کر رہے ہو کتنی نسلوں اور پشتوں کا فاصلہ ہے تو جواب دیا چالیس پشتوں کا۔

---

(۱) و (۲) و (۳) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

لاجواب سوال

جیسا کہ دوسرے حصہ میں گذر چکا ہے کہ علماء اہل سنت حضرت امام رضاؑ کی علمی و معنوی شخصیت کے بارے میں عجیب وغریب الفاظ کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں اور آپؑ کے لیے ایک عظیم مقام و مرتبہ کے قائل ہیں، لیکن اب یہ دیکھا جائے کہ کس طرح اس عظیم و بحر بیکراں کے علم سے استفادہ کیا جا سکتا ہے؟ حضرت امام رضاؑ سے معنوی و علمی استفادہ کرنے کا صرف ایک ہی راستہ رہ جاتا ہے وہ یہ کہ آپ کی زبان مبارک سے جو احادیث معارف نقل ہوئی ہیں اور ان کو راویوں نے نقل کر کے اپنے بعد والی نسلوں کے حوالے کیا ہے تا کہ تمام تشنگان علوم و معارف اس سے کما حقہ استفادہ کر سکیں کہ جو اسی دوران ایک مجموعہ کی شکل میں جمع آوری و تالیف ہو چکی ہیں اور صحیفۃ الرضا یا مسند الرضا کے نام مشہور ہیں، جن لوگوں نے صحیفہ و مسند یا انفرادی طور سے ایک ایک حدیث کو حضرت امام رضاؑ سے نقل کیا ہے ان میں ابوصلت ہروی، علی بن صدقہ رقی، داؤد بن سلیمان جرجانی، احمد بن عامر طائی، حسن بن فضل بن عباس اور دسیوں افراد دیگر ہیں کہ جن کے نام مختلف و متفرق طریقے پر اور بے توجہی و بے اعتنائی کے ساتھ اہل سنت کی کتابوں میں درج ہیں، تا کہ اہل جرح و تعدیل ان راویوں کی بغیر دلیل کے تضعیف کر سکیں اور ان کی راویات کو بے اعتبار بنا کر پیش کیا جا سکے۔(۱)

لہذا یہاں پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے ایک طرف تو علماء و بزرگان اہل سنت کی جانب سے حضرت امام رضاؑ کی شخصیت اور مقام علمی و معنوی کا اعتراف اور دوسری طرف آنحضرتؑ سے علمی و معنوی راستوں کا بند کرنا یا ان روایات و راویوں کی بغیر دلیل کے اور تعصب کی وجہ سے تضعیف کرنا کہ جنہوں نے آنحضرتؑ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ دورخی کس لیے ہے اور اس کا کیا مطلب ہے؟!

---

(۱) کتاب المجروحین، ج ۲، ص ۱۰۶۔ کتاب الثقات، ج ۸، ص ۴۵۷۔

Presented by Ziaraat.Com

چوتھا حصہ

امامت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

لفظ امام کے معانی

شیعہ مذہب میں لفظ امام وامامت بہت مقدس ہیں اور بہت بلند و بالا معانی رکھتے ہیں ان کا خاص مقام ہے ان سے حضرت رسول اکرمؐ کے پاک و پاکیزہ جانشین اور معصوم رہبروں کی یاد ذہن میں تازہ ہوجاتی ہے۔

مذہب شیعہ کے عقیدہ کے اعتبار سے یہ آئمہ طاہرینؑ خداوندعالم کی جانب سے یکے بعد دیگرے پرچم امامت اور کائنات کے امور کی زعامت و ذمہ داری اپنے کاندھوں پر اٹھائے رہے اور معنوی، علمی، سیاسی، اجتماعی اور۔۔۔مرجعیت انہی کے عہدے پر رہی ہے، لہذا یہ لفظ بطور کلی دو معانی رکھتا ہے ایک معنی خاص دوسرے معنی عام کہ جن کی تشریح حسب ذیل ہے۔

الف﴾ معنی عام

مذہب اہل سنت میں لفظ امام کا استعال مذہب شیعہ کے عقیدے سے بہت متفاوت وجدا ہے لہذا اہل سنت کے یہاں امام رضاؑ یا کسی آئمہ اہل بیتؑ کے لیے اگر لفظ امام کا استعمال پایا جائے تو یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ان کا مقصود وہی ہے کہ جو شیعہ عقیدے میں مراد ہے۔ مگر یہ کہ اس استعمال پر کوئی الگ سے دلیل موجود ہو کہ یہاں پر وہی شیعہ عقیدے کے مطابق معنی مراد ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کی عبارات میں لفظ امام کا استعمال

حضرت امام رضاؑ کے متعلق اہل سنت کی عبارات وجملات بہت زیادہ ہیں کہ جہاں آنحضرت کو لفظ امام سے یاد کیا گیا ہے کہ جو یا شخصیت معنوی آنحضرت یا پھر اپنے نظریہ کے مطابق آپ کا امام کے لفظ سے تذکرہ کیا ہے، اور بعض نے مصلحتاً شیعوں سے قربت حاصل کرنے کے لیے آپ کے لفظ امام کا استعمال کیا ہے حتی بعض افراد تو نہ فقط لفظ امام بلکہ امام ہشتم، آٹھویں امام تک کہتے ہیں اور بعض علماء نے آنحضرت کی وصایت وامامت پر دلائل تک نقل کیے ہیں کہ جن کی طرف اشارہ کیا جائے گا

کافی تحقیقات کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا گیا ہے کہ سب سے پہلی مرتبہ اہل سنت میں مسعودی شافعی (۳۴۶ھ) نے حضرت امام رضاؑ کے لیے لفظ امام کا استعمال کیا ہے۔(۱)

البتہ اس بات کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اہل سنت چوتھی صدی سے پہلے امام رضاؑ کو معنی عام کے مطابق امام نہیں مانتے تھے بلکہ مقصد یہ ہے کہ چوتھی صدی سے آپ کے لیے لفظ امام کا استعمال نظر آیا ہے۔

مسعودی شافعی کے بعد اہل سنت کے دوسرے علماء نے بھی حضرت امام رضاؑ کے لیے لفظ امام کا استعمال شروع کیا اور پھر ساتویں، آٹھویں اور دسویں صدی میں انتہائی کمال کو پہنچا اور بہت زیادہ استعمال نظر آیا ہے کہ جن علماء نے لفظ امام سے آنحضرت کو یاد کیا ہے ان کے اسماء گرامی حسب ذیل ہیں: فخر رازی شافعی (۶۰۶ھ)(۲)

ابن قدامہ مقدسی حنبلی (۶۲۰ھ)(۳)

---

(۱) اثبات الوصیہ، ص ۱۷۰۔

(۲) الشجرۃ المبارکہ فی انساب الطالبیہ، ص ۷۷۔

(۳) التبیین فی انساب القرشیین، ص ۱۳۳۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن تغزی حنفی(۱)(۸۷۴ھ)، ملاعبدالرحمٰن جامی حنفی(۲)(۸۹۸ھ)، یافعی شافعی(۳) (۶۲۳ھ)، شیخ محی الدین بن عربی شافعی(۴)(۶۳۸ھ)، محمد بن طلحہ شافعی(۵)(۶۵۲ھ)، سبط بن جوزی حنفی(۶)(۶۵۴ھ)، ابن ابی الحدید معتزلی شافعی(۷)(۶۵۶ھ)، گنجی شافعی(۸)(۶۵۸ھ)، موصلی شافعی(۹)(۶۶۰ھ)، ابن خلکان شافعی(۱۰)(۶۸۱ھ)، جوینی شافعی(۱۱)(۷۳۰ھ)، ابوالفداء دمشقی شافعی(۱۲)(۷۳۲ھ)، ذہبی شافعی(۱۳)(۷۴۸ھ)، ابن وردی حلبی شافعی(۱۴)(۷۴۹ھ)، صفدی شافعی(۱۵)(۷۶۴ھ)، یافعی شافعی(۱۶)(۷۸۶ھ)، محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی(۱۷) (۸۲۲ھ)، ابن صباغ مالکی(۱۸)(۸۵۵ھ)، میر خواند شافعی(۱۹)(۹۰۳ھ)، نجی اصفہانی حنفی(۲۰)(۹۲۷ھ)۔

---

(۱) النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرۃ، ج۲، ص۲۱۹۔ (۲) شواہد النبوۃ، ص۳۸۰۔(۳) التدوین فی اخبار قزوین، ج۳، ص۴۲۵۔ (۴) کتاب المناقب، ص۲۹۶۔ یہ کتاب وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم کے آخر میں چھپی ہوئی ہے۔ بنقل از ملحقات احقاق الحق، ج۲۸، ص۶۵۷۔(۵) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول، ص۲۹۵۔(۶) تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر الآئمۃ، ص۳۲۱۔ (۷) شرح نہج البلاغہ، ج۲، ص۲۵۴۔(۸) کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب، ص۴۵۷-۴۵۸۔ (۹) النعیم المقیم لعترۃ النباء العظیم، ص۳۷۷۔ (۱۰) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۳، ص۲۶۹۔ وص۲۷۰۔ (۱۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۸۷۔(۱۲) المختصر فی اخبار البشر، ج۱، ص۲۴۔(۱۳) سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۸۷۔ العبر فی خبر من غبر، ج۱، ص۲۶۶۔ تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام، ص۲۷۰۔(۱۴) تتمۃ المختصر فی اخبار البشر، ج۱، ص۳۲۔(۱۵) الوافی بالوفیات، ج۲۲، ص۲۵۱۔(۱۶) مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲، ص۱۰۔(۱۷) فصل الخطاب لوصل الاحباب، بنابر نقل ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳، ص۱۶۵۔(۱۸) الفصول المہمہ، ص۲۳۴۔(۱۹) تاریخ روضۃ الصفا، ج۳، ص۲۱۹۔(۲۰) مہمان نامہ بخارا، ص۳۳۶۔ وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم، ص۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

خواند امیر شافعی(۱) (۹۴۲ھ)، ابن طولون دمشقی حنفی(۲) (۹۵۳ھ)، دیار بکری شافعی(۳) (۹۶۶ھ)، ابن حجر ہیثمی شافعی(۴)(۹۷۴ھ)، قرمانی دمشقی(۵) (۱۰۱۹ھ)، ابن عماد حنبلی(۶) (۱۰۸۹ھ)، شبراوی شافعی(۷) (۱۱۷۲ھ)، بہادرخان ہندی حنفی(۸)(تیرہویں صدی) ، شبلنجی شافعی(۹) (۱۲۹۸ھ)، سنہوتی شافعی(۱۰) (حدوداً ۱۳۴۴ھ)، نبہانی شافعی(۱۱) (۱۳۵۰ھ)، قاضی بہجت آفندی شافعی(۱۲) (۱۳۵۰ھ)، محمد فرید وجدی(۱۳)(۱۳۷۳ھ)، عبدالمتعال صعیدی مصری شافعی(۱۴) (۱۳۷۷ھ)، زرکلی(۱۵) (۱۳۹۶ھ)، سید محمد طاہر ہاشمی شافعی(۱۶) (۱۴۱۲ھ)، ڈاکٹر عبدالسلام ترمانینی(۱۷)، ہادی حموی مصری شافعی(۱۸)، باقر امین ورد(۱۹)، محمد امین ضناوی(۲۰)۔

---

(۱) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲،ص ۸۱۔(۲) الآئمۃ الاثنا عشر،ص ۹۷۔ (۳) تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، ج ۲،ص ۳۳۵۔(۴) الصواعق المحرقۃ، ج ۲،ص ۵۹۳۔(۵) اخبار الدول وآثار الاول،ص ۱۱۴۔(۶) شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج ۳،ص ۱۴۔ (۷) الاتحاف بحب الاشراف،ص ۳۱۲۔ (۸) تاریخ احمدی،ص ۳۴۲۔ (۹) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار،ص ۲۳۲۔(۱۰) الانوار القدسیۃ،ص ۳۹۔ (۱۱) جامع کرامات الاولیاء، ج ۲،ص ۲۱۱۔(۱۲) تشریح ومحاکمہ در تاریخ آل محمد،ص ۱۵۷۔(۱۳) دائرۃ المعارف القرن العشرین، ج ۴،ص ۲۵۱۔(۱۴) المجدد ون فی الاسلام،ص ۶۹ وص ۷۷۔(۱۵) الاعلام، ج ۵،ص ۲۶۔(۱۶) مناقب اہل بیت از دیدگاہ اہل سنت،ص ۲۰۲۔ (۱۷) احداث التاریخ الاسلامی بترتیب السنین، ج ۶، ص ۱۱۶۹۔ (۱۸) اضواء علی الشیعۃ،ص ۱۳۴۔ (۱۹) معجم العلماء العرب، ج ۱،ص ۱۵۳۔ (۲۰) پاورقی البلدان، ص ۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

ب ﴿معنی خاص

جیسا کہ عرض کیا جا چکا کہ اہل سنت کے اکثر علماء نے حضرت امام رضا کے لیے لفظ امام کا استعمال کسی خاص مقصد کے تحت اور خصوصاً آپ کی عظمت وشخصیت اور آپ کے علم وزہد وتقوی وغیرہ کے پیش نظر کیا ہے لیکن بعض علماء نے شیعہ عقیدے کے مطابق اور اسی معنی میں لفظ امام کا استعمال کیا ہے اور کافی جسارت وشہامت کے ساتھ حضرت امام رضاؑ کا امام ہشتم کہہ کر تعارف کرایا ہے اور پھر آپ کی وصایت وامامت پر دلائل بھی پیش کی ہیں کہ جن کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حضرت امام رضاؑ کی امامت پر دلالت کرنے والی نصوص

حضرت امام رضاؑ کی امامت پر دلالت کرنے والی روایات کو علماء اہل سنت میں سے صرف مسعودی شافعی اور ابن صباغ مالکی نے مفصل اور محمد خواجہ پارسائی حنفی نے بطور اختصار بیان کیا ہے۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ قاضی بہجت آفندی شافعی نے بھی حضرت کے وصایت وامامت پر دلالت کرنے والی روایات کو ذکر کیے بغیر ہی آنحضرت کی وصایت کے متعلق تصریح کی ہے۔

مسعودی شافعی

وہ مفصل طریقہ پر تمام روائی دلیلیں اور وہ روایات کہ جو بارہ اماموں کی امامت پر دلالت کرتی ہیں، خصوصاً حضرت امام رضاؑ کی امامت کے متعلق بیان کرتا ہے۔ (۱)

ابن صباغ مالکی

اس نے اس سلسلے میں تین روایات کو نقل کیا ہے کہ جن کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے:

---

(۱) اثبات الوصیۃ، ص ۱۷۰۔ البتہ اگر مروج الذھب ومعادن الجوھر، التنبیہ والاشراف اور اثبات الوصیۃ تینوں کتابوں کا مؤلف علی بن حسین مسعودی ہو۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلی روایت:

و ممن روی ذالك من اهل العلم والدین داؤدبن کثیر الرقی قال: قلت لموسی الکاظم : جعلت فداك انی قد کبرت سنی فخذ بیدی وانقذنی من النار ، من صاحبنا بعد ك ؟ قال فاشار الی ابنه ابی الحسن الرضا فقال : هذا صاحبکم بعدی۔(۱)

صاحبان علم ودین میں سے ایک کہ جنہوں نے اس روایت کونقل کیا ہے داؤدابن کثیر رقی ہے۔ وہ ہے کہ میں نے حضرت امام موسی کاظمؑ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ پر قربان ہوجاؤں میں بوڑھا ہو چکا ہوں میرا ہاتھ پکڑیں اور مجھ کوجہنم کی آگ سے نجات دیں، آپ کے بعد ہمارا سرپرست کون ہے؟ امامؑ نے اپنے فرزند حضرت ابوالحسن رضاؑ کی طرف اشارہ فرمایا کہ یہ میرے بعد تمہارا سرپرست ہے۔

دوسری روایت

روی عن المخزومی وکانت امه من ولد جعفر بن ابی طالب قال: بعث الینا موسی الکاظم فجمعنا ، ثم قال أتدرون لم جمعتکم ؟ فقلنا ، لا ، قال : اشهدوا ان ابنی هذا ، اشارالی علی ابن موسی الرضا ، هو وصیی والقائم بامری و خلیفتی من بعدی ، من کان له عندی دین فلیاخذ من ابنی هذا ، ومن کانت له عندی عدة فلیستنجزها منه ، ومن لم یکن له بد من لقائی فلا یلقنی الابکتابه۔(۲)

مخزومی کہ جن کی مادر گرامی جناب جعفرابن ابی طالب کی اولاد میں سے ہیں حضرت امام کاظم کا رشتہ دار تھا وہ ہے ایک روز حضرت امام موسی کاظمؑ نے ہم کوطلب کیا اور ہم سے فرمایا :

---

(۱) الفصول المہمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ،ص۲۴۳۔

(۲) الفصول المہمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ،ص۲۴۴۔

Presented by Ziaraat.Com

کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے کہ میں نے آپ کو کیوں جمع کیا ہے؟ ہم نے جواب دیا، نہیں، امام نے اپنے فرزند علی بن موسی الرضا کی جانب اشارہ فرمایا اور کہا آپ لوگ گواہ رہنا کہ میرا یہ بیٹا میرا وصی و جانشین ہے، جس شخص کا بھی مجھ پر کچھ قرضہ ہو وہ میرے اس بیٹے سے طلب کرے اور جس کا مجھ سے کوئی وعدہ وقرارداد ہو تو اس سے مطالبہ کرے اور جو کوئی مجھ سے ملاقات کرنا چاہتا ہو وہ اس سے ملاقات کرے اور اس کی فرمائش پر عمل کرے۔

تیسری روایت

روی عن زیاد بن مروان العبدی قال: دخلت علی موسی الکاظم و عنده ابنه ابوالحسن الرضا فقال لی : یا زیاد! هذا ابنی علی ، کتابه کتابی و کلامه کلامی و رسوله رسولی وما قال فالقول قوله۔(۱)

زیاد بن مروان عبدی سے روایت ہے کہ اس نے کہا کہ میں موسی کاظمؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کے پاس آپ کے فرزند ابوالحسن رضاؑ بھی تشریف فرما تھے۔ حضرت امام موسی کاظمؑ نے مجھ سے فرمایا: اے زیاد یہ میرا بیٹا علی ہے اس کی تحریر میری تحریر ہے اس کا کلام میرا کلام ہے اور اس کا پیغام میرا پیغام ہے، اور یہ جو کچھ بھی کہے حجت ہے۔

یہ بھی قابل عرض ہے کہ ابن صباغ نے اس روایات کو شیخ مفید کی کتاب ارشاد (۲) سے نقل کیا ہے اور ان کے راویوں کے متعلق اظہار نظر بھی کرتے ہوئے ان کو بہت بزرگی وعظمت کے ساتھ یاد کرتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس طرح کی روایات کو قبول کرتا اور نقل کرتا ہے کہ جو خود ایک قابل تأمل نکتہ اور لائق غور وفکر بات ہے۔

---

(۱) الفصول المہمۃ فی معرفۃ احوال الآئمۃ، ص ۲۴۴۔

(۲) الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، ج ۲، ص ۲۴۸۔

Presented by Ziaraat.Com

محمد خواجہ پارسائی بخاری حنفی:

قال موسی بن جعفر : علی ابنی اکبر ولدی ، و اسمعهم لقولی و اطوعهم لامری ، من اطاعه رشد۔(۱)

امام موسی کاظمؑ نے فرمایا: علی میرا سب سے بڑا بیٹا میری بات کو سب سے زیادہ سننے والا اور سب سے زیادہ اطاعت کرنے والا ہے جو اس کی اطاعت کرے گا کامیاب ہوگا۔

قاضی بہجت آفندی شافعی:

وہ بھی مذکورہ فوق روایت کو مدنظر رکھتے ہوئے ہے:

حضرت امام موسی کاظمؑ کے بعد آپ کے سب بڑے فرزند امام رضاؑ آپ کی وصیت کے مطابق امام ورہبر ہیں۔(۲)

نتیجہ

مذکورہ بالا مطالب کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضرت امام رضاؑ کے لیے اہل سنت کے کلمات وعبارات میں لفظ امام کا استعمال ان کے نزدیک آپ کی امامت و وصایت اور آٹھویں امام ہونے پر دلالت نہیں کرتا بلکہ ان کے یہاں اس لفظ کے استعمال کی دو توجیہ بیان کی جاسکتی ہیں:

۱- حضرت امام رضاؑ کی علمی، فقہی ،عرفانی ومعنوی شخصیت کو سامنے رکھتے ہوئے وہ لوگ آنحضرت کے لیے لفظ امام کا استعمال کرتے ہیں۔

---

(۱) فصل الخطاب لوصل الاحباب، بنابرنقل ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،ص۱۶۶۔

(۲) تشریح ومحاکمہ درتاریخ آل محمد،ص۱۵۷۔

Presented by Ziaraat.Com

۲-لفظ امام سے وہی معنی وصایت وامامت مراد ہے لیکن فقط نقل کی حد تک یعنی مذہب شیعہ کے مطابق نقل کرتے ہیں نہ کہ ماننے کی حد تک۔

لہذا اہل سنت کے نزدیک لفظ امام کا استعمال اصطلاح وعقیدہ شیعہ کے مطابق نہیں ہے لہذا کسی بھی اہل سنت مؤلف کو لفظ امام کے استعمال کرنے سے اس کا شیعہ ہونا ثابت نہیں کیا جا سکتا، (جیسے کسی بھی شیعہ مؤلف کے آثار میں اسلامی حاکموں کے لیے لفظ خلیفہ کے استعمال سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ وہ فرد اس شیعہ کی نظر میں خلیفہ برحق ہے)۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

پانچواں حصہ

ولایت عہدی

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

تاریخ اسلام کے مہمترین اور پیچیدہ ترین حوادث میں سے ایک حضرت امام رضاؑ کو مامون کی جانب سے خلافت دینا اور قبول نہ کرنے کی صورت میں زبردستی ولی عہد بنانا ہے۔ یہ عمل ہر دور میں خواہ خود امامؑ کا زمانہ ہو یا اس کے بعد سے آج تک ہر دور میں یہ مسئلہ مورد بحث و گفتگو اور مختلف نظریات کا حامل رہا ہے۔ اس لیے مامون خلافت بنی عباس کا وارث تھا اور بنی عباس کی سیاست یہ رہی کہ انہوں نے علویوں کے نام اور ان کی مدد سے خلافت پر قبضہ کیا اور پھر خلافت پاتے ہی اسی دن سے علویوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا تا کہ علوی و شیعہ کمزور رہیں اور حکومت کو اپنے اختیار میں لینے کی فکر نہ کر سکیں لہذا بنی عباس کا علویوں پر ظلم بنی امیہ کے مظالم سے اگر زیادہ نہ ہو تو کم بھی نہیں ہے، اور اصلاً سیاست بنی عباس اہل بیت و شیعوں کے حق میں کاملاً بنی امیہ ہی کی سیاست رہی اور اسی فکر و نظر کا تسلسل ہے۔ مثلاً منصور دیوانیقی بنی عباس کا دوسرا خلیفہ علویوں و شیعوں کے سلسلے میں کاملاً خلاف انسانی سلوک کرتا اور بدترین صورت میں ان کو شہید کرتا تھا۔

ہارون عباسی کی جنایات و مظالم کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی بنابراین مامون ایسے گھرانے میں پیدا ہوا اور تربیت پائی کہ جس میں علویوں سے بغض و دشمنی اپنے پورے عروج پر ہو اور ایسی حکومت کہ جس میں تمام سیاسی، نظامی، اقتصادی، ثقافتی و اجتماعی راستے علویوں کی نابودی کے لیے استعمال کیے جاتے رہے ہوں۔

اس سے صرف یہی توقع و امید کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے پہلے خلفاء کی سیاست و دشمنی کو آگے بڑھائے، لیکن ایک دم سے ورق پلٹے اور ظاہراً اپنے بزرگوں کی سیاست کو بدل کر علویوں کے ساتھ نرمی سے پیش آنے لگے یہاں تک کہ حضرت امام رضاؑ کو مدینہ سے خراسان طلب کرے اور پہلے آپ کو خلافت کی پیش کش کرے اور آپ کے قبول نہ کرنے کی صورت میں زبردستی ولایت عہدی قبول کرنے پر مجبور کرے، علویوں کے نعروں کو حکومتی نعرہ قرار دے، حضرت امام رضاؑ کے نام کا سکہ گھڑوا کر رائج کرے اور ہرے رنگ کو کالے رنگ کی جگہ استعمال کرنے لگے۔

Presented by Ziaraat.Com

بنی عباس اور اولاد علیؑ مامون کی اس سیاسی رفتار سے اچانک حیرت زدہ ہوگئے اور مامون اپنی اس غیر متوقع روش سے ایک نئے سیاسی میدان میں وارد ہوا۔

لہذا اس سلسلے میں بہت زیادہ سوالات اور مختلف سوالات اٹھتے ہیں مثلاً کیوں مامون نے اولاد علیؑ کے ساتھ ملایم روش اختیار کی؟ کیوں حضرت امام رضاؑ کو خلافت کی پیش کش کی؟ کیا حضرت امام رضاؑ کو خلافت یا ولایت عہدی کی پیش کش کرنا خود مامون کی جانب سے تھا یا فضل بن سہل کی جانب سے؟ کیا حضرت امام رضاؑ کے لیے خلافت کی پیش کش صادقانہ تھی اور وہ لوگ واقعاً یہ چاہتے تھے کہ خلافت کو خاندان علی میں واپس کردیں یا کوئی اور اہداف پیش نظر تھے؟ حضرت امام رضاؑ پر کیوں ولایت عہدی زبردستی تحمیل کی گئی؟ اولاد علیؑ اور ان کے شیعوں کے ساتھ مامون کی ظاہری ملائم رفتار کا مطلب کیا تھا؟ اور اسی طرح کے دسیوں دوسرے سوالات۔

ان سوالات کا سرچشمہ حقیقتاً تین مسئلوں میں منحصر ہے۔

پہلا مسئلہ: خلافت یا ولایت عہدی کو حضرت امام رضاؑ کے سپرد کرنے کی پیش نہاد و پیش کش کیا مامون کی جانب سے تھی یا فضل بن سہل کی جانب سے؟

دوسرا مسئلہ: اگر پیش کش کرنے والا مامون تھا تو کیا وہ اپنے ارادے میں سچا تھا اور واقعا خلافت کو آل علی میں پلٹانے کا قصد رکھتا تھا یا کوئی اور حیلہ وفریب منظور نظر تھا اور اس سے کچھ اور اہداف تھے؟

تیسرا مسئلہ: حضرت امام رضاؑ کی روش و کردار اس پیش نہاد و پیش کش کے مقابل کیا رہا؟

اس حصہ میں کوشش یہ کی جائے گی کہ ان مذکورہ سوالات کا مفصل اور دقیق جواب پیش کیا جاسکے اس لیے کہ اس سوالات کے جواب کی اس لیے بھی اہمیت ہے کہ بنی عباس کے تعلقات و روابط اہل بیتؑ کے ساتھ کیسے تھے خصوصاً مامون کے حضرت امام رضاؑ کے ساتھ کیسے روابط و تعلقات تھے مثلاً اولاً ان کے درمیان یہ تعلقات ایک طرفہ تھے یا دونوں جانب سے؟ ثانیاً کیا یہ تعلقات دوستانہ تھے یا مامون کے کچھ اور اہداف پیش نظر تھے؟۔

Presented by Ziaraat.Com

پہلا مسئلہ

خلافت و ولایت عہدی کو حضرت امام رضاؑ کے سپرد کرنے کی پیش نہاد و پیش کش مامون کی جانب سے تھی یا فضل بن سہل کی جانب سے؟

مشہور یہ ہے کہ خلافت و ولایت عہدی کی پیش کش و پیش نہاد مامون کی جانب سے تھی، لیکن بعض افراد کا یہ بھی خیال ہے کہ فضل بن سہل نے مامون کو یہ پیش نہاد دی، جس وقت مامون بغداد پر مسلط ہوا اور اپنے بھائی امین کو قتل کیا مامون کے وزیر فضل بن سہل نے اپنے بھائی حسن بن سہل کو بغداد کا گورنر بنا کر بھیجا، حسن بن سہل چونکہ عرب گھرانے سے تعلق نہیں رکھتا تھا کوفہ و باقی عراق کے حاکم اس کی گورنری سے راضی نہیں تھے اور علوی سادات کی گورنری پر متفق و راضی تھے لہذا مامون کے خلاف وقتاً فوقتاً قیام کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ بنی عباس کی حکومت علویوں کے قیام سے متزلزل ہونے لگی فضل بن سہل نے مامون سے کہا کہ سادات علوی بھی حکومت کی طمع کرنے لگے ہیں اور عربوں کا لشکر بھی انہی کے ساتھ ہیں لہذا تدبیر یہ ہے کہ سادات علوی میں سے کسی ایک ایسے فرد کو کہ جس کی شرافت و بزرگواری پر سب متفق ہوں بطور خلیفہ پیش کریں تا کہ یہ سارے قیام دب جائیں اور حکومت میں خاموشی وسکون ہو جائے لہذا حضرت امام رضاؑ کے نام پر اتفاق ہوا اور آپ کو اس کام کے لیے انتخاب کیا گیا ۔(۱) اس سوال کے جواب کے ذیل میں چند نکتوں کا ذکر کرنا ضروری ہے

۱- مامون ایک سیاسی شخصیت، آگاہ، ہوشیار، دور اندیش، حیلہ گر چالاک اور صاحب رائی جیسا کہ آگے آئے گا کہ وہ اپنے ارادے اور نظر دینے میں قاطع اور مصمم تھا۔

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہاردہ معصوم، ص ۲۳۲-۲۳۳۔ دیکھیے: ضحیٰ الاسلام، ج ۳، ص ۲۹۵۔ تاریخ تمدن اسلام، ج ۴، ص ۷۹۷۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۔فضل بن سہل مامون کا وزیر بھی اپنی ہوشیار و چالاکی میں مشہور و معروف تھا اور خلیفہ کا مشاور خاص تھا ان دونکتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ دوسرے نظریہ (کہ فضل بن سہل نے مامون کو پیش نہاد دی تھی کہ خلافت و ولایت عہدی حضرت امام رضاؑ کے سپرد کر دی جائے) کا لازمہ یہ ہے کہ مامون سیاسی شخصیت، آگاہ، ہوشیار، دوراندیش، حیلہ گر و چالاک اور صاحب رائی وغیرہ نہ ہو اور فضل بن سہل حکومت کو چلا رہا ہو جب کہ ایسا نہیں ہے

پھر بھی تمام تاریخی شواہد کے پیش نظر ان دونوں باتوں کو اگر ایک جگہ جمع بھی کیا جائے تو بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل پیش نہاد و پیش کش کرنے والا مامون ہی ہے اور اگر فضل بن سہل کی جانب سے یہ پیش کش ہوئی ہو تو فقط ایک مشورہ کی حد تک ہو سکتی ہے اس لیے کہ جو خصوصیت مامون میں پائی جاتی تھیں کہ وہ سیاسی شخصیت، آگاہ، ہوشیار، دوراندیش، حیلہ گر و چالاک اور صاحب رائی وغیرہ تھا تو اس نے اس مشورے پر کافی سوچ سمجھ کر عمل کیا ہوگا اس مسئلہ کے تمام جوانب پر غور و فکر کیا ہوگا چونکہ اس کو معلوم تھا کہ اس اقدام کے بعد بنی عباس اس سے ناراض ہو جائیں گے اور یہ کام اس کی خلافت کے لیے خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے، لہذا معقول نہیں ہے کہ مامون نے فضل بن سہل کے کہنے پر یوں ہی عمل کیا ہو اور اپنی عقل فضل کے ہاتھ میں دیدی ہو اور اس کے مشورے پر بغیر سوچے سمجھے عمل کرنے لگے اور دوسری طرف اگر بالفرض یہ مان بھی لیا جائے کہ یہ پیش نہاد و پیش کش فضل بن سہل کی جانب سے تھی تو جب مامون نے دیکھا کہ اس حیلہ میں وہ کامیاب نہیں ہوا تو اسے چاہیے تھا کہ فضل بن سہل سے ناراض ہوتا اور اسے ناکامی کی سزا دیتا لیکن ایسا کہیں نہیں ہوا اور نہ ہی کسی تاریخ نے نقل کیا۔ پس اس بات سے صاف ظاہر ہے کہ اصل پیش نہاد و پیش کش خود مامون کی ہی طرف سے تھی اور وہی اس امر میں صاحب نظر تھا اور اگر فضل بن سہل کی جانب سے کچھ تھا بھی تو وہ صرف ایک مشورے کی حد تک ہو سکتا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا مسئلہ:

کیا مامون خلافت ولایت عہدی کو امام رضاؑ کے سپرد کرنے میں سچا تھا یا نہیں؟

واضح ہو چکا ہے کہ خلافت ولایت عہدی کی پیش نہاد و پیش کش مامون کی جانب سے تھی تو یہاں پر دوسرا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر پیش نہاد و پیش کش کرنے والا مامون تھا تو کیا وہ اپنے ارادے میں سچا تھا اور واقعا خلافت کو آل علی میں پلٹانے کا قصد رکھتا تھا یا کوئی حیلہ وفریب منظور نظر تھا اور اس سے کچھ اور اہداف تھے؟

اس مہمترین سوال کے جواب کی تلاش میں ضروری ہے کہ مامون کے اہداف و مقاصد کی تحقیق کی جائے تا کہ صحیح اور دقیق جواب حاصل ہو سکے۔

اس حصے میں ابتداء مامون کے اہداف و مقاصد کے سلسلے میں علماء کے نظریات کو پیش کیا جائے پھر اس پر نقد و تحقیق کے بعد صحیح نتیجہ پر پہنچا جائے گا۔

مامون کے مقاصد کے متعلق علماء کے نظریات

علماء کے نظریات و آراء کو تین صورتوں میں جمع کر کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

الف ﴾ کچھ تو وہ لوگ ہیں کہ جو مامون کو اس مسئلہ میں سچا جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اصلاً کوئی سیاست اور حیلہ وفریب مقصود نہیں تھا۔

ب ﴾ مامون ابتداء ہی سے سچا و صادق نہیں تھا اور اس کے کچھ سیاسی اہداف تھے جن کے لیے یہ چال چلی۔

ج ﴾ مامون ابتداء میں سچا و صادق تھا لیکن پھر اپنے ارادے سے منحرف ہو گیا اور امام کو شہید کر دیا۔

Presented by Ziaraat.Com

الف ﴾ جو لوگ مامون کو اس کام میں صادق وسچا سمجھتے ہیں وہ اس کی صدق نیت پیش کرتے ہوئے اس طرح اپنے نظریات کا اظہار کرتے ہیں:

۱-طبری شافعی، ابن اثیر شافعی وغیرہ:

ان المامون نظر فی بنی العباس وبنی علی فلم یجد احداً هو افضل ولااورع ولا اعلم منه۔(۱)

مامون نے بنی عباس واولاد علی کے درمیان دیکھا تو کسی کو بھی علی بن موسی الرضاؑ سے افضل، اورع واعلم نہیں پایا۔

۲-ابوالفرج اصفہانی:

ان المامون کان خلال صراعه مع اخیه الامین قد عاهد الله ان ینقل الخلافة الی افضل آل ابی طالب و ان علی الرضا هو افضل العلویین ان ظفر بالمخلوع۔(۲)

مامون نے اپنے بھائی امین سے جنگ کے دوران خداوند عالم سے یہ عہد کیا اور نذر کی کہ پروردگارا اگر میں اس جنگ میں کامیاب ہوگیا تو اس خلافت کو اولاد ابی طالب میں سے افضل ترین فرد کے حوالے کردوں گا اور علی رضاؑ ان میں افضل ترین فرد تھے۔

---

(۱) تاریخ الامم والملوک، ج ۵، ص ۱۳۸۔ مروج الذهب ومعادن الجوهر، ج ۶، ص ۳۳۔ تجارب الامم وتعاقب الهمم، ج ۳، ص ۳۶۶۔ الکامل فی التاریخ، ج ۴، ص ۱۶۲۔ دیکھیے: تاریخ مختصر الدول، ص ۱۳۴۔ مرأة الجنان وعبرة الیقظان فی معرفة مایعتبر من حوادث الزمان، ج ۲، ص ۱۰۔ البدایة والنهایة، ج ۱۰، ص ۲۵۸۔ مآثر الانافة فی معالم الخلافة، ص ۳۰۴۔ ضحیٰ الاعشی فی صناعة الانشاء، ج ۹، ۳۶۶۔

(۲) مقاتل الطالبین، ص ۳۷۵۔

Presented by Ziaraat.Com

۳-سیوطی شافعی:

ان المامون قد حمله علی ذالك افراطه فی التشیع حتی قیل : انه هم ان یخلع نفسه و یفوض الامرالیه۔(۱)

مامون چونکہ اس کے یہاں افراطی پن اور شیعہ گری(۲) پائی جاتی تھی لہذا اس نے یہ کام کیا اور کہا جاتا ہے کہ وہ اصلاً خلافت سے سبکدوش ہونا چاہتا تھا اور امام رضاؑ کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔

۴-ابن طقطقی:

ان المامون فکر فی حال الخلافة بعده واراده ان یجلعها فی رجل یصلح لها لتبرأ ذمته فنظر فی نبی العباس وبنی علی فلم یجد احدا هو افضل ولا اورع و لا اعلم منه۔(۳)

مامون نے اپنے بعد امر خلافت کے بارے میں غور وفکر کیا کہ کسی ایسے شخص کے سپرد کی جائے کہ جو اس کا اہل ہو اور صلاحیت رکھتا ہو تب اس نے تمام بنی عباس و اولاد علی کو دیکھا لیکن کسی کو بھی علی رضاؑ سے افضل، اورع اور اعلم نہیں پایا۔

۵-ڈاکٹر احمد امین مصری شافعی:

ان المامون قد اراد بذالك ان یصلح بین البیتین العلوی والعباسی ویجمع شملهما لیتعارفوا علی ما فیه خیرالامة وصلاحها و تنقطع الفتن و تصفوالقلوب ، وانه کان معتزلیا ویری احقیة علی وذریته بالخلافة و کذالك انه وقع تحت تاثیر الفضل والحسن ابنی سهل الفارسیین---

---

(۱) تاریخ الخلفاء، ص ۳۲۷۔

(۲) یہاں پر شیعہ گری سے مراد اہل سنت کے نزدیک معنی خاص ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

(۳) الفخری فی الآداب السلطانیہ والدول الاسلامیہ، ص ۲۱۴۔

Presented by Ziaraat.Com

--- وانه رائ ان عدم تولی العلویین للخلافة یکسب آئمتهم شیئاً من التقدیس فاذا ولوا الحکم ظهروا للناس وبان خطؤهم وصوابهم فزال عنهم التقدیس واغلب ظنی ان المامون کان مخلصاً فی عمله صادقا فی تصرفه۔(۱)

مامون نے اس کام سے یہ چاہا کہ خاندان عباسی وعلوی کے درمیان دوستی ایجاد کر کے ان کے اختلاف کو اتحاد میں تبدیل کر دے وہ امت کی خیر وصلاح اور بہتری چاہتا تھا تا کہ فتنہ وفساد ختم ہو جائے، دل ایک دوسرے سے صاف ہو جائیں، مامون مذہبی اعتبار سے معتزلی تھا لہذا علی اور اولاد علی کو خلافت کا زیادہ حقدار سمجھتا تھا اور پھر فضل بن سہل وحسن بن سہل ایرانی کے تحت تاثیر رہا۔۔۔اور پھر اس نے دیکھا کہ اگر علویوں کو حکومت نہ ملے تو ان کے اماموں کا تقدس اسی طرح باقی رہے گا اور اگر حکومت مل جائے تو لوگوں کے سامنے آئیں گے اور ان کی اچھائی و برائی سب پر آشکار ہو جائے گی اور تقدس ختم ہو جائے گا۔۔۔میرا زیادہ تر گمان یہ ہے کہ مامون اپنے ارادے میں سچا اور صادق تھا۔

ب﴾ جو لوگ اس بات کے معتقد ہیں کہ مامون ابتداء ہی سے سچا وصادق نہیں تھا اور اس کے کچھ سیاسی اہداف تھے جن کے لیے یہ چال چلی۔ وہ اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں:

۱-ڈاکٹر علی سامی بشار:

ان المامون ادرك خطورة الدعوة الاسماعیلیة فاراد ان یقضی علیها وکان الامام عبد الله الرضی بدأ نشاطاً واسعاً ولذا قرب المامون الیه علی الرضاؑ وبایعه بولایة العهد۔(۲)

---

(۱) ضحیٰ الاسلام، ج ۳، ص ۲۹۵۔ اگر اس بات کے قائل ہو جائیں کہ مامون فضل بن سہل وحسن بن سہل کے تحت تاثیر تھا تو پھر اس کی اپنی دور اندیشی، ہوشیاری اور صاحب رائی ہونا زیر سوال آئے گا۔

(۲) نشأۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام، ج ۲، ص ۳۹۱۔

Presented by Ziaraat.Com

مامون نے اسماعیلی فرقہ کے خطرات کو محسوس کرلیا تھا لہذا چاہتا تھا کہ ان کا خاتمہ کرے امام عبداللہ رضی نے اپنی فعالیتیں وکارکردگی بہت تیزی سے آگے بڑھانی شروع کردی تھیں تب مامون نے علی رضاؑ کو اپنے قریب کیا اور آپ کے ہاتھ پر ولایت عہدی کی بیعت کی۔

۲-ڈاکٹر کامل مصطفیٰ شیبی: ان المامون جعله ولی عهده لمحاولة تالف قلوب الناس ضدقومه العباسيين الذين حاربوا ونصروا اخاه۔(۱)

مامون نے امام علی رضاؑ کو اپنا ولی عہد بنایا تاکہ ان لوگوں کو کہ جو بنی عباس کے خلاف تھے اور امین و مامون کی جنگ میں امین کے ساتھ رہے ان کے دلوں کو جذب کرسکے اور ان کو اپنے قبضے میں کرسکے۔

۳- سید ہاشم معروف حسنی: ان المامون وضع الامام الرضا تحت رقابة الخليفة ومنعه من القيام بحركة علوية جديدة ـــ كانت ولاية العهد على كره الامام۔(۲)

مامون نے امام رضاؑ کو اپنے زیر نظر رکھا اور ان کو علویوں کے کسی تازے قیام میں شریک نہ ہونے دیا۔۔۔جب کہ امامؑ اس ولی عہدی سے ناخوش تھے۔

۴- شیخ محمد حسین مظفر: ان المامون كان مدفوعاً فی البيعة لعلی الرضا بولاية العهد بدافع سياسی هو حماية مصالح الدولة العباسية ولان المامون من رجال الدهاء والسياسية۔(۳) حضرت امام رضاؑ کے دست مبارک پر ولایت عہدی کی بیعت کرنے میں مامون کے سیاسی اہداف اور حکومت عباسی کی حفاظت و مصلحت پیش نظر تھی چونکہ مامون ایک ہوشیار و چالاک اور سیاسی انسان تھا۔

---

(۱) الصلۃ بین التصوف والتشیع، ج۱، ص۲۳۶۔

(۲) عقیدۃ الشیعۃ الامامیۃ، ص۱۶۱۔(۳) تاریخ الشیعۃ، ص۵۹ و ۶۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۵-سید جعفر مرتضی عاملی: فاننا مهما شككنا فی شئ فلسنا نشك فی ان المامون كان قد درس الوضع دراسة دقيقة قبل ان يقدم على ما اقدم عليه واخذ فی اعتباره كافة الاحتمالات و مختلف النتائج ـمما اخفته عنا الايدی الاثيمة والاهواء الرخيصةوان كانت لعبة تلك لم تؤت كل ثمارها التی كان يرجوها منها و ذالك بسبب الحظة الحكيمة التی كان الامام قد اتبعها ـ(۱) ہم کسی بھی چیز میں شک کریں لیکن اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مامون نے اپنے زمانے کے حالات کو اچھی طرح درک کرلیا تھا اور ہر اقدام سے پہلے تمام احتمالات وممکن حوادث اس کے پیش نظر تھے۔۔۔ہم سے ان گناہگار وملوس ہاتھوں اور پست خواہشات کو چھپا کے رکھنے کی کوشش کی جاتی رہی اگر چہ وہ اپنی خواہشات وآرزووں کو نہ پہنچ سکے اس لیے کہ امامؑ اپنے حکیمانہ تدبر وتدبیر سے ان سب کو جانتے اور اپنی حکمت سے قدم بڑھاتے رہے۔

ج﴾ جو لوگ معتقد ہیں کہ مامون ابتداء میں صادق وسچا تھا لیکن بعد میں اپنے ارادے سے منحرف ہوگیا اور یہی وجہ رہی کہ اس نے امام کو زہر سے شہید کردیا ان کے نظریات یہ ہیں:

نجفی اصفہانی حنفی نے اس احتمال کو بھی ذکر کیا ہے اور ہے:

بعض افراد کہتے ہیں کہ مامون عباسی بہت ہوشیار وعقلمند خلیفہ تھا وہ حقیقتاً یہ چاہتا تھا کہ خلافت کو بنی عباس سے اولاد علیؑ کی طرف منتقل کردے نہ یہ کہ کوئی مکر وحیلہ اس کے پیش نظر تھا بلکہ اس کا ہدف یہی تھا کہ حق وامانت کو اس کے اہل تک پہنچا دے لیکن بنی عباس اس کے اس فعل سے راضی نہ ہوئے، مامون کو حرامزادہ کہنے لگے اس کے خلاف قیام کرنے لگے مامون نے جب حالات ناگوار دیکھے تو اس نے دنیائے فانی کو آخرت پر اختیار کیا اور امام رضاؑ کو زہر دغا سے شہید کردیا۔ (۲)

---

(۱) الحياة السياسية للامام الرضا، ص۲۵۳۔(۲) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہاردہ معصوم، ص۲۳۴-۲۳۵۔اور دیکھیے: شہید مطہری، مجموعہ آثار، ج۱۸، ص۱۱۹۔

Presented by Ziaraat.Com

نقد و تحقیق

اس تحریر میں تمام اہداف و مقاصد اور نظریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا دعوی صرف ایک ہی ہے وہ یہ کہ ان مذکورہ نظریات میں دوسرا نظریہ صحیح و جامع ہے یعنی مامون عباسی ابتداء ہی سے سچا و صادق نہیں تھا اور اس کے کچھ سیاسی اہداف تھے جن کے لیے یہ چال چلتا رہا جیسا کہ خود مامون کے طرف دار بھی اس بات کے معتقد ہیں اور خود اہل سنت کے معتبر منابع سے بھی یہ بات ثابت کی جا سکتی ہے۔

یہ بات مسلم ہے کہ اہل سنت کے منابع اور ان کے علماء کے اشارے و تصریحات میں مجموعاً یہ جو باتیں سامنے آتی ہیں وہ یہ ہیں:

اولاً، مامون عباسی کو خلافت و ولایت عہدی حضرت امام رضاؑ کے سپرد کرنے میں ایک سیاستمدار اور سچا و صادق خلیفہ نہیں مانا جا سکتا۔

ثانیاً، ہدف اصلی مامون، حضرت امام رضاؑ کو سیاسی و اجتماعی طور پر جامعہ اسلامی سے دور کرنا اور الگ رکھنا تھا۔

ثالثاً، دوسرے اور بھی اہداف تھے وہ یہ کہ عوام کو فریب و دھوکے میں رکھنا وغیرہ۔

رابعاً، اسی زمانے میں بنی عباس و اولاد علی اس مسئلہ میں مشکوک تھے۔

اس جواب کے تمام جہات و ابعاد کے واضح ہونے کے لیے چند نکات کی طرف توجہ ضروری ہے:

چار نکتے: پہلا نکتہ: مامون کون ہے؟

مامون عباسی ۱۷۰ھ میں پیدا ہوا یعنی جس سال ہارون عباسی خلیفہ بنا، ہارون کو یہ ایک خوشخبری کے طور پر اور خلافت کے نیک شگون کی شکل میں موصول ہوا لہذا اس کا نام ''مامون'' یعنی فال نیک رکھا گیا، مامون کی ماں ایک ایرانی کنیز تھی کہ جو ہارون کے درباری بورچی خانہ میں کام کرتی تھی اس کا نام ''مراجل'' تھا۔

Presented by Ziaraat.Com

دمیری شافعی مورخین سے نقل کرتے ہوئے ہے:

مامون کی ماں ہارون کی کنیزوں میں سب سے بدشکل تھی ایک روز زبیدہ خاتون ہارون کی بیوی ہارون کے ساتھ شطرنج کے کھیل میں مشغول تھی اور اس نے اس روز ہارون کو ہرادیا اور اس سے کہا کہ وہ اپنی بورچن مراجل کہ جو بدشکل ترین عورت ہے اس سے ہمبستری کرے، ہارون نے قبول نہ کیا اور عراق ومصر کے مالیات وٹیکس زبیدہ کو دینے کی پیش نہاد کی لیکن زبیدہ نے قبول نہ کیا تب زبیدہ کے کہنے سے ہارون مراجل کے ساتھ ہمبستر ہوا اور اس سے مامون پیدا ہوا مامون کی ماں اس کے پیدا ہوتے ہی انتقال کرگئی اور مامون کی پرورش یحی بن جعفر برمکی کے زیرنظر ہوئی۔(۱)

اہل سنت کے کلام میں مامون کی خصوصیات

دمیری شافعی:

لم یکن فی بنی العباس اعلم من المامون ـــ عارفاً بالعلم فیه دهاء و سیاسة۔(۲)

بنی عباس میں مامون سے زیادہ عالم ودانا کوئی نہ تھا وہ ہوشیاری وسیاست اچھی طرح جانتا تھا۔

ابن ندیم: انه اعلم الخلفاء بالفقه و الکلام۔(۳)

وہ علم فقہ وعلم کلام کے اعتبار سے تمام خلفاء میں سب سے زیادہ عالم تھا۔

ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری: کان نجم بنی العباس فی العلم و الحکمة و کان قد اخذ من العلوم بقسط و ضرب فیها بسهم۔(۴)

مامون آسمان علم وحکمت میں بنی عباس کا ستارہ تھا اس نے تمام علوم سے تھوڑا بہت ضرور حاصل کیا تھا۔

---

(۱) و (۲) حیاۃ الحیوان الکبری، ج۱، ص۱۱۰-۱۱۱۔

(۳) الفہرست، ص۱۶۸۔ (۴) اخبار الطّوال، ص۴۴۲۔

Presented by Ziaraat.Com

سیوطی شافعی: کان افضل رجال بنی العباس حزماً و عزماً و علماً و رأیاً و دهاء و هیبةً و شجاعة۔۔۔(۱)

مامون بنی عباس میں دور اندیشی، ارادے میں پختگی، علم، رائی، ہوشیاری، ہیبت اور شجاعت کے اعتبار سے افضل ترین فرد تھا۔

حضرت امیر المؤمنین کی پیشن گوئی میں ہے کہ: ویل لهذه الامة من رجالهم الشجرة الملعونة التی ذکرها ربکم تعالی : اولهم خضراء و آخرهم هزماء ، ثم یلی بعد هم امر امة محمد رجال اولهم ۔۔۔ سابعهم اعلهم۔۔۔(۲)

ویل ہو اس امت کے مردوں پر کہ وہ ملعون درخت کہ جس کا تذکرہ تمہارے پروردگار نے کیا ہے کہ جس کی ابتداء سرسبز اور آخر ہے اور پھر اس امت محمد کی باگ ڈور ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہوگی کہ جن کا اول۔۔۔اور ساتواں سب سے زیادہ عالم ہوگا۔

البتہ شیعہ راوایات میں مامون کی کافی مذمت پائی جاتی ہے اور امام رضاؑ کے قاتل کے طور پر اس کو کہیں ''عفریت مستکبر'' (۳) اور کہیں ''عفریت کافر'' (۴) کے طور پر پہچنوایا گیا ہے۔(۵)

---

(۱) تاریخ الخلفاء، ص ۳۲۶۔

(۲) مناقب آل ابی طالب، ج ۲، ص ۲۷۶۔

(۳) کمال الدین وتمام النعمة ، باب ۲۸، ص ۳۰۸-۳۱۱، ح ۱۔ عیون اخبار الرضا، ج ۱، باب ۶، ص ۴۱-۴۵۔ اور دیکھیے: بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۱۹۵-۱۹۷۔

(۴) شیخ طوسی، الامالی، مجلس یازدھم، ص ۲۹۱-۲۹۲، ح ۵۶۶۔ دیکھیے: بحار الانوار، ج ۳۶، ص ۲۰۲-۲۰۳۔

(۵) مامون کے بارے میں علماء شیعہ کے نظریات کو اور زیادہ جاننے کے لیے مراجعہ فرمائیں: سفینة البحار، ج ۱، ص ۱۱۲-۱۱۵، مادہ ''امن''۔ مستدرک سفینة البحار، ج ۱، ص ۲۲۴، مادہ ''امن''۔ منتہی الآمال، ج ۲، ص ۵۱۲۔ تتمة المنتھی، ص ۳۵۰۔ قاموس الرجال، ج ۱۲، ص ۱۴۴، شمارہ ۳۸۸۔ مستدرکات علم رجال الحدیث، ج ۶، ص ۳۴۰، شمارہ ۱۲۱۳۲۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسرا نکتہ: بنی عباس کے درمیان مامون کی متزلزل موقعیت

جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ ہارون کے اپنی کنیز مراجل سے ہمبستری کرنے کے نتیجے میں مامون پیدا ہوا تھا یہ بہانہ اور طعنہ بنی عباس کے ہاتھ میں تھا کہ وہ اس بات سے مامون کی تحقیر کرتے جیسا کہ خجی شافعی کا ہے کہ ''بنی عباس مامون کو حرامزادہ کہتے تھے''۔(۱)

دوسری طرف امین کی ماں زبیدہ عرب تھی اور مامون کی ماں مراجل ایک ایرانی کنیز تھی لہذا اسی وجہ سے امین ہمیشہ مامون کو اس کی ماں کی وجہ سے تحقیر و ہجو کرتا اور اس کو خلافت کے اہل نہیں سمجھتا تھا

سیوطی شافعی لکھتا ہے: ومن شعر الامین یخاطب اخاه المامون ویعیره بامه لما بلغه عنه انه یعدد مثالبه ویفضل نفسه علیه ، انشده الصولی :

لا تفخرن علیك بعد بقیة	والفخر یکمل للفتی المتکامل
واذا تطاولت الرجال بفضلها	فاربع فانك لست بالمتطاول
اعطاك ربك ماهویت ، وانما	تلقی خلاف هواك عند مراجل
تعلوا المنابر کل یوم آملا	مالست من بعدی الیه بواصل
فتعیب من یعلو علیك بفضله	وتعید فی حقی مقال الباطل(۲)

جس وقت امین تک خبر پہنچی کہ مامون اس کی برائیاں کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس سے بہتر مانتا ہے تب اس نے اپنے بھائی مامون کی شأن میں کچھ شعر کہے اور اس کی ماں کی وجہ سے تحقیر و ہجو کی۔

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہاردہ معصوم، ص۲۳۴-۲۳۵۔ بعض کتابوں میں مذکورہ ہے کہ ہارون، مامون کو یا بن الزانیہ کہکر پکارتا تھا۔ دیکھیے: قاموس الرجال، ج۱۲، ص۱۶۶۔

(۲) تاریخ الخلفاء، ص۳۲۳۔ و دیکھیے: التنبیہ والاشراف، ص۳۰۲۔ کتاب الثقات، ج۲، ص۳۲۸، تاریخ بغداد، ج۱۰، ص۱۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

صولی نے ان کو اس طرح نقل و منتشر کیا ہے:

تیری وجہ سے کسی کو فخر نہیں کرنا چاہیے چونکہ افتخار، کامل و جوانمرد کے زیب دیتا ہے۔

جس وقت لوگ فضل برتری اور کمال میں ایک دوسرے پر فخر و مباہات کریں تو اس وقت اپنی جگہ بیٹھے رہنا چونکہ تو اس میدان کا انسان نہیں ہے جو تو چاہتا تھا خدا نے تجھے دیا اور تو اپنی ماں کے پاس اپنی خواہشات کی مخالفت کی تلاش میں ہے۔ ہر روز مسر پر جاتا ہے اور جو تو میرے بعد بھی حاصل نہیں کر سکتا اور جس شخص پر فضل و برتری حاصل نہیں کر سکتا اس میں عیب نکالتا ہے میرے بارے میں باطل و ناحق باتیں کرتا ہے۔

اسی وجہ سے بنی عباس نے پہلے امین کے ہاتھوں پر بیعت کی اور امین کے قتل کے بعد مجبوراً مامون کی خلافت کو قبول کیا لیکن ہمیشہ اس کوشش میں رہتے تھے کہ بنی عباس میں سے کسی اور کے ہاتھوں پر بیعت کریں حضرت امام رضاؑ کی ولایت عہدی ان کے لیے ایک اچھا بہانہ بن گئی لہذا انہوں نے خاموشی سے مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کے ہاتھوں پر بیعت کی۔(۱)

تاریخ کے یہ تمام واقعات بنی عباس کے درمیان مامون کی متزلزل موقعیت کے گواہ ہیں۔

تیسرا نکتہ: مامون کی حکومت کے دوران سیاسی و اجتماعی صورتحال

امین کے شکست کھانے اور مامون کے خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۸ھ میں بہت زیادہ داخلی جنگیں چھڑ گئیں علویوں نے مختلف و متعدد قیام کیے اور بنی عباس کی حکومت کو ہر طرف سے خطرہ نظر آنے لگا۔

۱۹۸ھ میں نصر بن شیث عقیلی کا شہر حلب میں قیام، اس شہر اور اس کے اطراف پر اس کی حکومت کا قبضہ ہوا۔(۲)

---

(۱) وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ج۱، ص۳۹۔

(۲) الکامل فی التاریخ، ج۴، ص۱۴۴۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی سال موصل میں فرقہ یمانیہ ونزاریہ کے درمیان جنگ کہ جس میں تقریباً چھ ہزار فرقہ نزاریہ کے لوگ قتل ہوئے۔(۱)

۱۹۹ھ میں بنی ثعلبہ اور بنی اسامہ کے درمیان بہت سخت لڑائی ہوئی۔(۲)

وکانت فی هذه السنة فاتحة لثورة عظيمة قادها العلويون ، حيث خرج ابوالسرايا السری بن منصور الشيبانی بالعراق و معه محمد بن ابراهيم بن اسماعيل الحسنی وضرب ابو السرايا الدراهم بالكوفة و سير جيوشه الی البصرة و واسط و نواحيها و توزعت الثورة علی عدة جبهات:

جبهة البصرة بقيادة العباس بن محمد بن عيسی الجعفری و جبهة مكة بقيادة الحسين بن الحسن الافطس و جبهة اليمن بقيادة ابراهيم بن موسی بن جعفر۔

و جبهة فارس بقيادة اسماعيل بن موسی بن جعفر و جبهة الاهواز بقيادة زيد بن موسی بن جعفر و جبهة المدائن بقيادة محمد بن سليمان بن داؤد بن الحسن بن الحسن۔استمرت هذه الثورة اكثر من سنة الی ان قضی عليها۔(۳)

اس سال میں ایک عظیم انقلاب تھا کہ جو علویوں کی قیادت میں برپا تھا جیسے منصور شیبانی کے فرزند ابوالسرایا سری نے عراق میں قیام کیا اور اسی کے ساتھ محمد بن ابراہیم بن اسماعیل حسنی تھا۔

ابوالسرایا نے کوفہ میں اپنی حکومت کے نام سے سکے بھی گھڑوا لیے اور اپنے لشکر کو بصرہ وواسط اور اس اطراف میں بھیجا یہ انقلاب کئی میدان جنگ کی صورت اختیار کر گیا۔

---

(۱) سلیمان صائغ: تاریخ موصل، ج۱،ص۷۶۔الکامل فی التاریخ، ج۴،ص۱۴۶-۱۴۷۔

(۲) تاریخ موصل، ج۱،ص۷۶۔

(۳) الکامل فی التاریخ، ج۴،ص۱۴۶-۱۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

بصرہ کی جنگ کی سربراہی عباس بن محمد بن عیسی جعفری کررہے تھے مکہ میں جنگ حسین بن حسن افطس کے زیرنظر جاری تھی، یمن میں ابراہیم بن موسی بن جعفر کی قیادت میں جنگ ہورہی تھی، فارس میں اسماعیل بن موسی بن جعفر لشکر کی قیادت کررہے تھے، اہواز میں زید بن موسی بن جعفر لشکر کے قائد تھے، مدائن میں محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن بن حسن لشکر کی رہبری کررہے تھے۔ یہ انقلابات ایک سال سے زیادہ وقت تک جاری رہے پھر رفتہ رفتہ شکست کھاتے اور ختم ہوتے چلے گئے۔

و فی سنہ ۲۰۰ھ خرج محمد بن الامام جعفر الصادق ولکنه استسلم و ارسل الی المامون۔(۱)

۲۰۰ھ میں محمد بن امام جعفر صادق نے قیام کیا لیکن وہ تسلیم ہوگیا اور مامون کے پاس بھیج دیا گیا

وفی سنہ ۲۰۱ھ اصاب اهل بغداد بلاء عظیم حتی کادت تتداعی بالخراب و جلا کثیرا من ساکنیها بسبب النهب والسبی والغلاء و خراب الدور۔(۲)

۲۰۱ھ میں بغداد کے لوگ ایک بہت بڑی آزمائش وعذاب میں مبتلا ہوئے کہ جس قحط سالی، بربادی اور گھروں کی ویرانی کی وجہ سے بہت سی موتیں ہوئی اور بہت زیادہ لوگوں نے وطن کو چھوڑا دوسری جگاہوں کو ہجرت کی۔

چوتھا نکتہ: بنی عباس کی حکومت میں راز کو مخفی رکھنا

جرجی زیدان اپنی کتاب میں بنی عباس کی حکومت کی ایک خصوصیت یہ بیان کرتا ہے کہ وہ لوگ اپنے راز واسرار کو پوشیدہ رکھتے تھے، اسی سلسلے میں لکھتا ہے:

---

(۱) عیون اخبار الرضا، ج۲، ص۲۰۷۔

(۲) العبر فی خبر من غبر، ج۱، ص۲۶۳۔

Presented by Ziaraat.Com

حکومت بنی عباس کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ اپنی سیاسی راز واسرار کو بہت دقت کے ساتھ مخفی رکھتے اور جو ان کا پروگرام ہوتا اس کی کسی کو بھی خبر نہیں دیتے تھے۔ اپنے پروگرام و ہدف کو آخری وقت تک مخفی رکھتے خصوصاً اگر حکومتی اور سلطنتی امور سے مربوط ہو تو بہت ہی زیادہ خیال رکھتے تھے جیسا کہ منصور نے ابومسلم کے ساتھ یہی کیا ہارون نے برمکیوں کے ساتھ یہی روش رکھی اور مامون نے فضل بن سہل، علی بن موسی اور طاہر بن حسین کے ساتھ یہی عمل انجام دیا۔

بنی عباس اپنے سیاسی راز واسرار کو پوشیدہ رکھنے میں اپنی کامیابی سمجھتے تھے۔(۱)

مذکورہ نکات سے نتیجہ

۱- مامون کا اپنے ارادے میں مستحکم و ہوشیار، دوراندیش وصاحب رائی ہونا۔

۲- بنی عباس کے درمیان مامون کی متزلزل موقعیت

۳- داخلی حالت کا خراب ہونا اور داخلی جنگوں کا چھڑ جانا، جگہ جگہ قیام ہونا۔

۴- بنی عباس کا حکومتی راز واسرار کا پوشیدہ رکھنا۔

سوال کی تکرار

مذکورہ نکات کے مدنظر سوال کو پھر سے دوہراتے ہوئے یہ بات صاف صاف واضح ہو جاتی ہے کہ مامون اس پیش نہاد میں قطعاً سچا وصادق نہیں تھا اور اس کے دوسرے اہداف پیش نظر تھے۔

حضرت امام رضاؑ کو مامون کا ولایت عہدی کے سپرد کرنے کی وجوہات:

۱- مامون حضرت امام رضاؑ کو فاضل ترین، متقی ترین اور دانا و عالم ترین فرد مانتا تھا۔

۲- مامون شیعیت کی طرف مائل تھا۔

---

(۱) تاریخ تمدن اسلام، ج ۴، ص ۷۹۹۔

Presented by Ziaraat.Com

۳- مامون نے اپنے پروردگار سے عہد ونذر کی تھی کہ اگر امین پر فتح حاصل کرلے تو خلافت یا ولایت عہدی حضرت امام رضاؑ کے سپرد کردے گا۔

۴- مامون چاہتا تھا کہ اپنے بعد مسئلہ خلافت سے بری الذمہ ہوجائے اور امام کے انتخاب کرنے سے وہ آرام وسکون محسوس کرتا تھا۔

۵- بنی عباس واولاد علیؑ کے درمیان دوستی وصلح کو ایجاد کرنا ہدف تھا۔

۶- حضرت امام رضاؑ کی خطاء وغلطیوں کو لوگوں کے سامنے نمایاں کرنا۔

۷- مذہب اسماعیلیہ کی ترقی اور آگے بڑھنے سے روکنا۔

۸- بنی عباس سے انتقام اس لیے کہ انہوں نے پہلے امین کے ہاتھوں پر بیعت کی اور مامون کی تحقیر کرتے تھے۔

۹- علویوں کی ترقی اور ان کے قیام کو روکنا اور حکومت میں آرام وسکون پیدا کرنا۔

۱۰- بنی عباس کی حکومت کی مصلحتوں کو مضبوط کرنا۔

جواب

مذکورہ وجوہات کہ جو بیان ہوئی ہیں ان میں سے کچھ شخصی اور ذاتی ہیں کہ جن کی تاریخی حوالے سے کوئی وجود وسند نہیں پائی جاتی۔ لیکن چند وجوہات کو مامون کے اصلی ہدف کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے چونکہ یا تو ان وجوہات کی طرف خود مامون نے اشارہ کیا ہے یا تاریخی شواہد موجود ہیں:

۱- مامون حضرت امام رضاؑ کو فاضل، متقی اور دانا وعالم ترین فرد مانتا تھا۔

۲- مامون کا اپنے پروردگار سے امین پر فتح کی صورت عہد ونذر کرنا۔

۳- مامون کا معتزلی مذہب ہونا اور شیعیت کی طرف مائل ہونا۔

۴- حضرت امام رضاؑ کی خطاء وغلطیوں کو نمایاں وآشکار کرنا۔

Presented by Ziaraat.Com

۵-بنی عباس سے انتقام چونکہ انہوں نے پہلے امین کی حمایت کی اور مامون کی تحقیر کی۔
۶-علویوں وشیعوں کے قیام کو روکنا اور حکومت کی بگڑتی ہوئی حالت کو کنٹرول کرنا۔

مامون کا اصلی ہدف

حاکم نیشاپوری نے ایک روایت نقل کی ہے کہ جس میں مامون کا اصلی ہدف بیان ہوا ہے اس روایت میں خود مامون نے اپنے اصلی ہدف کی تصریح کی ہے کہ حضرت امام رضاؑ کو زبردستی ولایت عہدی سپرد کرنے سے اس کے خاص ہدف پیش نظر تھے کہ اس روایت میں مامون کے تمام اہداف واضح ہوجاتے ہیں: جس وقت شہر مرو میں حضرت امام رضاؑ کی کرامات اور معنوی شخصیت اپنے کمال پر پہنچتی ہے تو بنی عباس کی جانب سے اندورنی طور پر مامون پر بہت دباؤ پڑنے لگتا ہے تب وہ اپنے مخالفین اور معترضین پر جواب کی صورت میں اپنے اہداف کو فاش کرتا ہے اور اپنے راز واسرار سے کہ پہلے سے طے شدہ تھا پردہ اٹھاتا ہے لہذا ہے:

قد كان هذاالرجل مستتراً عنا يدعو االى نفسه فاردنا ان نجعله ولى عهدنا ، ليكون دعاؤه الينا و لنعرف ما يخالفه والملك لنا ، وليعتقد فيه المعترفون به انه ليس مما ادعى فى قليل ولا كثيروان هذا الامرلنا من دونه ، وقد خشينا ان تركناه على تلك الحالة ان ينفق علينا منه ما لانسده وياتى علينا مالا نطيقه ، والآن واذقد فعلنا به ماقد فعلنا واخطأنافى امره ما اخطأنا واشرفنا من الهلاك بالتنويه به على ما اشرفنا ، فليس يجوز التهاون فى امر ه ، ولكن نحتاج ان نضع منه قليلاً قليلاً حتى نصوره عند الرعايا بصورة من لا يستحق هذاالامر ثم ندبر بما يحسم عنا مواد بلائه۔(۱)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۲۱۴،ص۴۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ شخص ہم سے چھپا کر اور خاموشی سے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیتا تھا ہم نے چاہا کہ اس کو اپنا ولی عہد بنالیں تا کہ اگر یہ لوگوں کو دعوت دے تو وہ دعوت ہمارے لیے ہو، اس کے دوست و دشمن کو پہچان لیں اور حکومت ہمارے ہی ہاتھ میں رہے، اس کے ماننے والے سمجھ لیں کہ جیسا اس کے بارے میں اعتقاد رکھتے ہیں وہ ایسا نہیں ہے اور اس امر خلافت کے ہم مستحق ہیں نہ کہ وہ، ہم کو ڈر تھا کہ اگر اس کو اسی حالت میں چھوڑ دیں، اور اب جو کام انجام دینا چاہتے تھے انجام دے چکے لیکن ہم سے غلطی ہوگئی اور اس کو بہت بلندی و عروج مل گیا اس شہرت میں ہمارا ہاتھ رہا کہ جس سے ہم نے اپنا بہت نقصان کیا، پس اس کے معاملے میں اب سستی و کاہلی سے کوئی فائدہ نہیں ہے لیکن ہم فوراً اس کو قتل نہیں کر سکتے بلکہ تھوڑا تھوڑا اور کم کم اس کو قتل کریں گے اس کی موقعیت کو گرائیں گے عزت و آبرو کم کریں گے تا کہ لوگوں کے سامنے یہ ثابت کر دیں کہ وہ ولایت عہدی کے قابل نہیں ہے اور پھر آہستہ آہستہ اس کو بالکل ہی ختم کر دیں۔

یہ واقعہ مامون کی اندرونی حالات اور حقیقی اہداف کو بیان کر رہا ہے کہ:

۱- مامون کا اصلی ہدف خلافت کو خاندان علوی کے سپرد کرنا نہیں تھا۔

۲- مامون کا اصلی ہدف اپنی حکومت کی حفاظت اور امام کو رقابت کے میدان سے گرانا تھا۔

۳- مامون کی جانب سے ابتداءً خلافت کی پیش کش کرنا ظاہری و دکھاوی کے لیے تھا۔

۴- حضرت امام رضاؑ کو زبردستی ولایت عہدی سپرد کرنے کا مقصد اپنی خلافت کو مشروعیت بخشنا تھا تا کہ علویوں و شیعوں کے قیام کو روکا جا سکے۔

۵- مامون کا اصلی ہدف دیگر عباسی خلفاء کی طرح اہل بیتؑ کو سیاسی طور پر ختم کرنا تھا۔

لیکن مامون نے اس کام کی روش کو تبدیل کر دیا تھا اور حضرت امام رضاؑ کو میدان سیاست سے ختم کرنے کے لیے گذشتہ خلفاء کی روش و راستوں سے ہٹ کر ایک نیا راستہ اختیار کیا اس طرح کہ اولاً امام کہ جو مدعی خلافت ہیں ان کو خلافت سے نیچے کا مقام دیا جائے۔

Presented by Ziaraat.Com

ثانیاً اس کام سے امام کو سیاست کے میدان میں لایا جائے اور ان کی کمزوریوں و خطاؤں کو لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔

۶-امام اور آپؑ کے شیعوں کو اپنے کنٹرول میں رکھ سکے۔

یہ پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ احمد امین مصری بھی ان اہداف کی طرف اشارہ کر چکا ہے۔(۱)

ان تمام صورتوں کے باوجود بھی جیسے ہی ولایت عہدی زبردستی امام کے سپرد کی گئی امام نے ہوشیاری کے ساتھ شرط رکھی کہ وہ کسی بھی امر حکومت میں دخالت نہیں کریں گے تا کہ مامون عباسی کو اس کے اہداف میں ناکام کر سکیں۔

حضرت امام رضاؑ کے سلسلے میں مامون کی سیاست پر ایک سرسری نظر

۱-حضرت امام رضاؑ کا خلافت یا حداقل ولایت عہدی کے لیے انتخاب۔

۲-حضرتؑ کو ولی عہد بنانے کو موقع پر جشن منانا اور لوگوں کو انعامات سے نوازنا۔

۳-مامون کی جانب سے مناظرات منعقد کرانا اور اولاد علیؑ سے دفاع کرنا۔

۴-ہرے رنگ کو سیاہ رنگ کی جگہ پر رائج کرنا۔

۵-حضرت امام رضاؑ کے نام سے سکے رائج کرنا۔

۶-حضرت کی ولایت عہدی کا تمام مملکت میں پیغام پہنچانا۔

۷-امام کی شہادت پر مامون کا رونا اور عزاداری منانا۔

یہ مامون کی جانب سے عوام فریبی اور حیلہ و مکاری اس کی اوج سیاست کی علامت تھی اور بنی عباس کا اپنی حکومت کے راز و اسرار کو پوشیدہ رکھنے پر مضبوط دلیل ہے کہ ایک مدت تک اپنے ہدف کو مخفی رکھا۔

---

(۱) ضحیٰ الاسلام، ج ۳، ص ۲۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

اسی دوہری سیاست یا مامون کی چالبازیوں کے متعلق جھشیاری ہے:

انہ یقتل الفضل ویبکی علیه ویقتل قتلته ، یقتل الامام الرضا ثم یبکی علیه ویقتل طاهراً ویولی ابنائه مکانه ، یقتل اخاه ویوهم ان الذنب فی ذالك علی الفضل والطاهر ، وهذا مما یدل علی دهائه و حنکته و سیاسته۔(۱)

وہ فضل کو قتل کر دیتا ہے اور پھر اس پر گریہ کرتا ہے اور اس کے قاتلوں کو قتل کر دیتا ہے۔ امام رضاؑ کو قتل کرتا ہے اور پھر آپ پر گریہ کرتا ہے۔ طاہر کو قتل کرتا ہے پھر اس کے بیٹوں کو اس کے قائم مقام کر دیتا ہے۔ اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اس کا گناہ فضل و طاہر کی گردن پر ہے یہ تمام کام مامون کی ہوشیاری کی علامات و دلیلیں ہیں۔

تیسرا مسئلہ:

اس مسئلے میں حضرت امام رضاؑ کا ردعمل کیا تھا؟

حضرت امام رضاؑ کی دوران امامت، تاریخی واقعات وحوادث پر اگر غور کیا جائے تو بالکل واضح ہو جائے گا کہ مامون نے پہلے سے آمادہ شدہ پروگرام وسیاست کے تحت ایک جدید روش کو اختیار کیا۔

مامون نے امامؑ کو مدینے سے مرو تشریف لانے پر مجبور کیا اور پھر حیلہ و مکاری سے آپ کو خلافت کی پیش کش کی کہ آنحضرتؑ نے انکار کر دیا تو پھر اس نے اپنے اصلی ہدف ولایت عہدی کو پیش کیا پھر بھی بار بار حضرتؑ کی جانب سے انکار ہوتا رہا تب مامون نے اپنا اصلی راز فاش کیا اور اپنا واقعی چہرہ سامنے لایا اور دھمکی و تہدید سے ولایت عہدی کو زبردستی امام کے حوالے کر دیا اس صورت میں آنحضرت نے اشک بہاتے اور گریہ کرتے ہوئے کچھ شرائط کے ساتھ ولایت عہدی کو قبول فرمالیا۔

---

(۱) کتاب الوزراء والکتاب، ص ۱۹۷-۲۰۸۔

Presented by Ziaraat.Com

اہل سنت کے منابع میں بہت زیادہ شواہد ہیں کہ حضرت امام رضاؑ اچھی طرح جانتے تھے کہ مامون نے کس لیے امام کو مدینہ سے مرو بلایا ہے کہ وہ اولاً خلافت کی درخواست کرے گا اور قبول نہ کرنے کی صورت میں زبردستی ولایت عہدی کو آپ کے سپرد کرے گا ثانیا یہ کہ امام نے ولایت عہد مجبوراً قبول فرمائی ہے۔

۱-مسعودی شافعی لکھتا ہے: ---- فالح علیه فامتنع ، فاقسم فابرقسمه۔(۱)

اس نے ولایت عہدی پیش کرنے میں بہت اصرار کیا لیکن امام انکار کرتے رہے پھر اس نے قسم دی تب آپ نے قسم کا جواب مثبت طور پر دیا۔

۲-آنحضرتؑ نے عہدنامے کے جواب میں فرمایا: والجامعة والجفر یدلان علی ضد ذالك ﴿وما ادری مایفعل بی و لا بکم﴾ (۲)﴿ان الحکم الا لله یقص الحق وهو خیر الفاصلین﴾ (۳)لکنی امتثلت امر امیرالمؤمنین وآثرت رضاه ، والله یعصمنی وایاه واشهدت الله نفسی بذالك ﴿فکفی بالله شهیدا﴾۔(۴)(۵)

علم جامعہ وعلم جفر دونوں ہی اس امر کی مخالفت پر دلالت کرتے ہیں ''مجھے نہیں معلوم یہ میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کریں گے'' ''حکم واقعی صرف خدا کی جانب سے ہے کہ وہی حق و حقیقت بیان کرنے والا ہے اور وہ بہترین فیصلے کرنے والا ہے''۔

---

(۱) اثبات الوصیۃ، ص۱۷۹۔

(۲) سورہ احقاف، آیت۹۔

(۳) سورہ انعام، آیت۵۷۔

(۴) سورہ نساء، آیت۷۹۔

(۵) مآثر الانافۃ فی معالم الخلافۃ، ص۳۰۵-۳۰۶۔ صبح الاعشی فی صناعۃ الانشاء، ج۹، ص۳۹۱۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن میں مامون کے حکم کو بجالاتا ہوں اور اس کی مرضی کے مطابق اس امر کو قبول کرتا ہوں خداوند عالم مجھے اور اسے محفوظ رکھے اپنے اس امر پر خدا کو گواہ بناتا ہوں کہ'' وہ بہترین گواہ اور مقام شہادت میں کافی ہے''۔

۳-اسی طرح آ حضرت کا عہد نامہ کے جواب کے آغاز میں ارشاد گرامی:

الحمد لله الفعال لما يشاء لا يعقب لحكمه و لا راد لقضائه يعلم خائنة الاعين و ما تخفى الصدور۔(۱)

تمام تعریفیں ہیں اس خدا کی کہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے کوئی بھی اس کی قضا و قدر کی مخالف ورد نہیں کرسکتا وہ آنکھوں کی خیانتوں سے واقف ہے اور وہ دلوں میں چھپی ہوئی چیزوں کو بھی جانتا ہے

حضرت امام رضاؑ کے یہ کلمات مبارک مامون کی سوئے نیت اور آنحضرت کی عدم رضایت و مجبوری پر صاف صاف دلالت کررہے ہیں۔

۴-خواجہ پارسائی بخاری حنفی ہے:

مامون حضرت امام رضاؑ کی خلافت پر اصرار کررہا تھا لیکن آنحضرت قبول نہیں فرماتے تھے، مامون نے کہا اگر آپ خلافت کو قبول نہیں فرماتے تو ولایت عہدی کو قبول کر لیجیے لیکن امامؑ نے اس کو بھی قبول نہیں کیا اور فرمایا:

واللـه لـقد حدثنى ابى عن آبائه ، رضى الله عنهم ، عن رسول الله ﷺ انى اخرج من الدنيا قبلك مظلوما تبكى على ملائكة السماء والارض وادفن فى ارض الغربة ، ثم الح المامون الحاحاً كثيراً فقبل ولاية العهد وهو باك حزين۔(۲)

---

(۱) مآثر الانافۃ فی معالم الخلافۃ، ص ۳۰۵-۳۰۶۔ صبح الأعشی فی صناعۃ الانشاء، ج ۹، ص ۳۹۱۔

(۲) فصل الخطاب لوصل الاحباب بنقل از ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج ۳، ۱۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی قسم میرے والد گرامی نے اپنے آباء واجداد طاہرین سے اور انہوں نے حضرت رسول اکرم سے حدیث بیان فرمائی ہے کہ میں مامون سے پہلے اس دنیا سے مظلومیت کے عالم میں رخصت ہوجاؤں گا اور مجھ پر آسمان وزمین کے فرشتے گریہ کریں گے میں سرزمین غریب میں دفن کیا جاؤں گا، تب مامون نے بہت زیادہ اصرار کیا پس آپ نے ولایت عہدی کو اس عالم میں قبول فرمایا کہ آپ بہت زیادہ غمگین اور گریہ فرمارہے تھے۔

۵-قندوزی حنفی نے بھی یہی مطلب بیان کیا ہے۔(۱)

۶-احمد امین مصری شافعی ہے:

--- والتزم الرضا بذالك فامتنع ثم اجاب ---(۲)

امام رضاؑ کو یہ امر سونپا گیا لیکن آپ نے منع کیا پھر اس کو قبول کرلیا۔

۷-حضرت امام رضاؑ کے ایک چاہنے والے کو اس امر کی خبر ملی وہ بہت خوش ہوا تب آپ نے اس سے فرمایا: لاتشغل قلبك بشيم ماترى من هذا الامر ولا تستبشر ، فانه لايتم ۔(۳)

اپنے دل کو اس ظاہر بینی سے خوشحال نہ کر اور زیادہ خوشی نہ مناؤ کہ یہ امر تمام ہونے والا اپنے مقصد کو والا نہیں ہے۔

یہ تمام شواہد اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اولا امامؑ کو ولایت عہدی دینے پر مجبور کیا گیا ہے اور مامون کی جانب سے دھمکی وتہدید تھی اور آنحضرت اس امر سے راضی وخوشنود نہیں تھے، ثانیا یہ کہ مامون کی نیت خیر پر نہیں تھی وہ سوئے قصد رکھتا تھا۔

---

(۱) فصل الخطاب لوصل الاحباب بنقل از ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،۱۶۶۔

(۲) ضحیٰ الاسلام، ج۳،ص۲۹۴۔

(۳) الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ،ص۲۴۵۔مفتاح النجافی مناقب آل عبا،ص۱۷۸۔

Presented by Ziaraat.Com

شیعہ امامیہ کے منابع میں بھی یہی مطلب بہت وضاحت کے ساتھ بیان ہوا ہے:
شیخ صدوق روایت نقل کرتے ہیں:

۱- عن یاسر ، قال لما ولی الرضا العهد سمعته ، وقد رفع یدیه الی السماء ، وقال :اللهم انك تعلم انی مکره مضطر فلا تواخذنی کما لم تواخذ عبدك و نبیك یوسف حین وقع الی ولایة مصر۔(۱)

یاسر سے روایت نقل ہوئی ہے کہ جب امام رضاؑ کے ولایت عہدی سپرد کی گئی تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی جانب بلند کیا اور آپ نے فرمایا: پروردگارا تو جانتا ہے کہ میں مجبور و مضطر ہوں مجھ سے اس امر کے متعلق مواخذہ نہ کرنا جیسے تو نے اپنے عبد و نبی حضرت یوسف سے مواخذہ نہیں کیا کہ جب مصر کی ولایت عہدی ان کے سپرد کی گئی۔

۲-محمد بن عرفہ ہے: قلت للرضا : یابن رسول الله ! ما حملك علی الدخول فی ولایة العهد ؟ فقال : ما حمل جدی امیر المؤمنین علی الدخول فی الشوری۔(۲)

میں نے حضرت امام رضاؑ سے عرض کی: اے فرزند رسول خدا، آپ نے کیوں ولایت عہدی کو قبول فرمالیا اور اس امر کا کیا سبب تھا؟ آپ نے فرمایا: جو میرے جد امیر المؤمنین کے لیے شوری میں شرکت کا سبب بنا تھا۔

۳ -ابوصلت ہروی ہے:واللہ ما دخل الرضا فی هذا الامر طائعاً وقد حمل الی الکوفة مکرهاً ثم اشخص منها علی طریق البصرة و فارس الی مرو۔(۳)

---

(۱) شیخ صدوق، الامالی، ص ۵۲۵، مجلس ۹۴، ح ۱۳۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۳۰۔
(۲) عیون اخبار الرضا، ج ۲، باب ۴۰، ص ۱۴۰۔ ح ۴۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۴۰۔
(۳) عیون اخبار الرضا، ج ۲، باب ۴۰، ص ۱۴۱۔ ح ۵۔ بحار الانوار، ج ۴۹، ص ۱۴۰۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی قسم حضرت امام اس امر کو اپنی مرضی وخوشنودی سے قبول نہیں کیا، آپ کو زبردستی کوفہ لایا گیا اور پھر وہاں سے بصرہ اور بصرہ سے فارس کو ہوتے ہوئے مرو لے جایا گیا۔

۴-ریان ہے:

دخلت علی علی بن موسی الرضا فقلت له : یا بن رسول الله ان الناس یقولون انك قبلت ولایة العهد مع اظهارك الزهد فی الدنیا ؟ فقا ل قد علم الله کرامتی لذالك فلما خیرت بین قبول ذالك و بین القتل ، اخترت القبول علی القتل۔۔۔(۱)

میں حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت سے عرض کی: اے فرزند رسول خدا، لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اس دنیا سے پرہیز اور زہد رکھتے ہوئے بھی ولایت عہدی کو قبول کرلیا؟

آپ نے فرمایا: خداوند عالم اس امر سے میری ناراضگی کو اچھی طرح جانتا ہے لیکن چونکہ مجھ کو مامون کی جانب سے اس امر کو قبول کرنے اور قتل ہونے میں اختیار دیا گیا تھا تو میں نے قتل کے بدلے ولایت عہدی کو قبول کرلیا۔

۵-ابوصلت ہے: مامون کی جانب سے خلافت وولایت عہدی کے مسلسل اصرار کے بعد اور حضرت امام رضاؑ کے انکار کے بعد آخر کار مامون نے آنحضرت سے مخاطب ہوکر اس طرح کہا:

فبالله اقسم لئن قبلت ولایة العهدوالااجبرتك علی ذالك فان فعلت والاضربت عنقك ۔۔۔ فرضی منه بذالك وجعله ولی عهد ه علی کراهة منه لذالك۔(۲)

---

(۱) شیخ صدوق، الامالی، ص ۶۸، مجلس ۱۷، ح ۳۔ علل الشرائع، ج ۱، ص ۲۳۹۔ عیون اخبار الرضا، ج ۲، باب ۴۰، ص ۱۳۹۔ ح ۲۔ بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۳۰۔

(۲) شیخ صدوق: علل الشرائع، ج ۱، ص ۲۳۷۔ عیون اخبار الرضا، ج ۲، باب ۴۰، ص ۱۳۹، ح ۳۔ الامالی، ص ۶۵، مجلس ۱۶، ح ۳۔ بحارالانوار، ج ۴۹، ص ۱۲۸-۱۳۰۔

Presented by Ziaraat.Com

خدا کی قسم یا ولایت عہدی کو قبول کر لیجیے ورنہ آپ کو میں اس کے قبول کرنے پر مجبور کر دوں گا کہ اگر قبول کر لیا تو صحیح ورنہ آپ کو قتل کر دوں گا۔ پس امام نے مجبوراً اور نا چاہتے ہوئے ولایت عہدی کو قبول فرما لیا۔

حضرت امام رضاؑ کی یہ رفتار چند نکات کی طرح متوجہ کرتی ہے:

۱- سب سے زیادہ مہم نکتہ یہ ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے اپنی اس روش سے مامون کے چہرے سے پردہ اٹھا دیا ہے آنحضرت نے اپنے اس عکس العمل سے لوگوں اور تاریخ کو بتا دیا کہ مامون کی ظاہر سازی اور حیلہ و مکر کے جال میں نہ آئیں۔

۲- حضرت امام رضاؑ مامون کی دھمکی و تہدید سے مجبور ہوئے کہ ولایت عہدی کو قبول فرمائیں لیکن اس ولایت عہدی کے قبول کرنے میں کچھ شرائط رکھیں کہ وہی شرائط سبب بنیں کہ مامون اپنے ہدف تک نہ پہنچ سکے۔ اس لیے جوینی شافعی کی روایت کے مطابق مامون کا ولایت عہدی سپرد کرنے میں مہمترین ہدف یہ تھا کہ امامؑ کی غلطیوں اور نقطہ ضعف لوگوں کو دکھائے اور یہ کہ امام سیاسی و اجتماعی امور کی ذمہ داری کے قابل نہیں ہیں لیکن آپ نے یہ شرط رکھ کر کہ میں نہ کسی کو معزول کروں گا اور نہ کسی کو کوئی منصب دوں گا، مامون کی تمام آرزوؤں اور چالاکیوں کو ختم کر دیا کہ نکتہ حضرت کی ہوشیاری اور عزت نفس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳- حضرت امام رضاؑ کی رفتار مامون کے ساتھ ہر مقام پر اس طرح رہی کہ ہر قدم پر اس کے اصلی چہرے سے نقاب اٹھتی جاتی تھی خواہ وہ نماز عید کا موقع ہو کہ آپ کو نماز عید پڑھانے کے لیے بھیجا گیا لیکن لوگوں کا استقبال دیکھ کر خود مامون نے آپ کو واپس بلا بھیجا کہ جس سے تاریخ کو معلوم ہو گیا کہ مامون امام رضاؑ اور اہل بیت طاہرین کا دوست نہیں دشمن تھا اور اس کے تمام کام دکھاوے اور ظاہری ہیں خواہ ہرے رنگ کا اختیار کرنا ہو یا آپ سے نام سے سکے رائج کرانا ہو سب حیلہ و فریب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

نتیجہ

مذکورہ بالا مطالب سے چند نکات سامنے آتے ہیں:

اول: مامون کی جانب سے خلافت یا ولایت عہدی کی درخواست ایک دم اور اتفاقی نہیں تھی اور نہ ہی صدق دل وصادقانہ تھی بلکہ سوئے قصد اور فریب کاری کے تحت ایک چال چلنا چاہتا تھا لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ابتداء میں سچا وصادق تھا بعد میں منحرف ہوگیا۔

دوم: حضرت امام رضا کو ولایت عہدی سپرد کرنا نہ مامون کی جانب سے اخلاص عمل تھا اور نہ ہی امام رضاؑ کی جانب سے رضایت وخوشنودی تھی بلکہ مامون نے آپ کو دھمکی دی اور مجبور کیا اور آپ نے کراہت وناراضگی کے ساتھ اس امر کو قبول فرمایا۔

سوم: مامون کا اس کام سے اصلی ہدف خود امام رضاؑ کی ذات والا صفات تھی کہ وہ آنحضرت سے لوگوں کے رجحان ولگاؤ کو ختم کرنا چاہتا تھا علوی جگہ جگہ سے قیام کررہے ہیں اور ان تمام قیام وداخلی جنگوں کا نتیجہ یہ ہے کہ امام کو بعنوان خلیفہ تسلیم کیا جائے گا لہذا پہلے ہی سے اس قیام کو ختم کرکے امام کو خلافت کے لیے نااہل ثابت کردیا جائے۔ لہذا مامون کے تمام اہداف کا نچوڑ لوگوں کو فریب دینا اور چالبازی تھی کہ جو مامون جیسے حیلہ گر ومکار سیاس سے بعید نہیں ہے۔

چہارم: حضرت امام رضاؑ کی روش ورفتار مامون کی درخواست وپیش کش کے مقابل مثلاً ابتداءً خلافت کو قبول نہ کرنا پھر ولایت عہدی سے بھی انکار کرنا پھر اگر ولایت عہدی کو قبول فرمایا تو اس کے ساتھ کچھ شرائط کا رکھنا اور نماز عید میں مامون کے اصلی چہرے کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا ان تمام واقعات میں آپ نے لوگوں کو سمجھا دیا کہ مامون کا ہدف اہل بیت اور امام رضاؑ سے مقابلہ کرنا ہے۔

اور آپ کو لوگوں کی نظر سے گرانا ہے اور ظاہری رفتار آپ کے ساتھ مصالحت ومسالمت فقط عوام فریبی اور دھوکے کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

بنابراین یہ نہیں کہا جاسکتا کہ امام کو ولایت عہدی سپرد کرنا بنی عباس اور اولاد علیؑ کے درمیان ایک نقطہ وحدت تھا اور حضرت امام رضاؑ و مامون کا اتحاد اہل بیت و بنی عباس کے درمیان صلح وصفائی کا موقع تھا بلکہ وہ آنحضرتؑ کے لیے انتہائی مظلومیت اور غربت وتنہائی کا زمانہ ہے۔(۱)

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

---

(۱) یہی وجہ ہے کہ مامون کی دورخی سیاست اور عوام فریبی کے متعلق بعض علماء اس طرح بیان فرماتے ہیں :المامون۔۔۔ وما جری منه علی ابی الحسن الرضا من النفاق والشیطنة و سوء المعاشرة خفی علی کثیر من الناس و من تتبع الاحادیث الواردة فیها و تامل فیها ، یظهر لك ذالك ۔ مامون نے جو کچھ منافقت وبداخلاقی حضرت امام رضا کے ساتھ انجام دی بہت سے لوگوں پر مخفی رہ گئی ہے اور جو شخص بھی اس سلسلے میں احادیث پر تھوڑا سا بھی غور وفکر کرے تو حقیقت تک پہنچ جائے گا۔سفینۃ البحار، ج۱،ص ۱۱۵۔منتہی الآمال، ج۲،ص ۵۱۲۔تتمۃ المنتہی ،ص ۳۵۰۔اور دیکھیے : مستدرکات علم رجال الحدیث، ج۶،ص ۳۴۰،شمارہ ۱۲۱۳۲۔سید جعفر مرتضی عاملی : الحیاۃ السیاسیۃ للامام رضا،ص ۲۵۳۔

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

چھٹا حصہ

کرامت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام علی رضاؑ کی کرامات خواہ قبل از ولادت ہوں یا اس کے بعد اور وہ واقعات بھی کہ جو آپ کے دوران امامت پیش آئے خصوصاً مدینے سے مرو تک کے سفر میں آپ کی بے پناہ عظمت وجلالت اور قدر و منزلت پر دلالت کرتے ہیں۔ کہ ان واقعات وحوادث کی روایت اہل سنت کے علماء و بزرگوں کی زبانی سننے کے قابل بلکہ حیرت انگیز وشگفت آور ہیں، اس حصہ میں آنحضرتؑ کی کرامات و معجزات اور فضائل وکمالات کا ایک مختصر سا گوشہ پیش کیا جائے گا، کہ جس کو اہل سنت نے قبول کیا اور اپنی عظیم وگرانقدر کتابوں میں نقل کیا ہے، کہ جو حضرت امام رضاؑ اور مشہد رضوی کے متعلق اہل سنت کے نظریات کی منظر کشی کو پیش کرتا ہے اس سے اہل سنت اور غریب طوس کے درمیان ایک معنوی رابطہ برقرار ہوگا اور فرقہ وہابیت کے سیاسی اہداف وتفرقہ اندازی کے بھی روک تھام اور مقابلہ کیا جاسکتا ہے نیز وہابیت کے منحرف عقائد جیسے اولیاء الٰہی کی کرامات سے نفی کرنا، شفاعت، توسل، زیارت قبور وغیرہ کا بھی تسلی بخش جواب مل جائے گا۔

یہ نکتہ بھی قابل ذکر ہے کہ اگرچہ کرامت اور مناقب کے درمیان بہت فرق ہے لیکن اس تحریر میں یہ دونوں لفظ ایک ہی معنی میں بیان ہوئے ہیں کہ جن سے خارق العادہ امور اور معجزہ مراد لیا گیا ہے، اہل سنت کی نگاہ میں ان کو کرامت اور منقبت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت امام رضاؑ کی کرامت کے بارے میں اہل سنت کے نظریات

حضرت امام رضاؑ کی معنوی شخصیت اور بلند وبالا عظمت ومرتبت نے اہل سنت کے علماء کو آپ کی کرامات ومعجزات کے اعتراف کرنے پر مجبور کردیا ہے یہاں تک کہ وہ لوگ آپ کی شأن ومنزلت کو حیرت انگیز وشگفت آور کلمات وعبارات سے بیان کرتے ہیں کہ جن میں سے بعض کی طرف یہاں اشارہ کیا جارہا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

۱-مجدالدین ابن اثیر جزری شافعی (۶۰۶ھ):

هـو ابـو الحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب الهاشمی المعروف بالرضا ـــ و فضائله اکثر من ان تحصی۔(۱)

آپ ابوالحسن علی بن موسی بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب ہاشمی کہ جو رضا کے لقب سے مشہور ہیں آپ کے فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ شمار کیے جائیں۔

۲-محمد بن طلحہ شافعی (۶۵۲ھ):

فـکـانـت مـنـاقبـه عـلية و صفاته سنية ومكارمه خاتمية و اخلاقه عربية و شنشنته اخـرمية و نفسه الشريفة هاشمية و ارومته الكريمة نبوية ، فمهما عد من مزاياه كان اعظم منه و مهما فصل من مناقبه كان اعلى رتبة منه۔(۲)

آپ کے فضائل بہت زیادہ اور صفات بہت بلند و بالا ہیں آپ کی رفتار پیغمبرانہ ہے اور اخلاق اصلی عربی ہے کہ جو آپ کو اپنے آباء واجداد سے ورثے میں ملا ہے آپ کے نفسیات ہاشمی اور خاندان شریف نبوی ہے، آپ کی جو عظمت بھی بیان کی جائے کم ہے اور جو کوئی صفات بیان کی جائیں آپ اس سے کہیں بلند و بالا ہیں۔

۳- شیخ الاسلام ابراہیم بن محمد جوینی خراسانی شافعی (۷۲۲ھ):

وہ اپنی عظیم کتاب فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم میں ایک حصہ کو امام رضاؑ سے مخصوص کرتا ہے اور اس میں آپ کی عظمت و شخصیت کے متعلق مذکورہ ذیل عبارت تحریر کرتا ہے:

---

(۱) تتمۃ جامع الاصول، ج۲، ص۷۱۵۔

(۲) مطالب السوؤل فی مناقب آل الرسول، ص۲۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

فی ذکر بعض مناقب الامام الثامن مظهر خفیات الاسرار و مبرز خبیات الامور الکوامن ،منبع المکارم و المیامن و متبع الاعالی الخضارم والایامن،منیع الجناب رفیع القباب ، وسیع الرحاب هموم السحاب ، عزیز الالطاف غزیر الاکفاف امیر الاشراف، قرة عین آل یاسین وآل عبد مناف ، السید الطاهر المعصوم والعارف بحقائق العلوم والواقف علی غوامض السر المکتوم ، والمخبر بما هو آت و عما غبر و مضی ، المرضی عندا لله سبحانه برضاه عنه فی جمیع الاحوال ، ولذا لقب بالرضاعلی بن موسی ، صلوات الله علی محمد وآله ، خصوصاً علیه ما سح سحاب و هما ، وطلع نبات و نما۔وفی طرف من بیان اخلاقه الشریفه و اعرافه المنیفه و نبذ من کراماته الباهره ،و شمائل الزاهره ، ذکر بعض احادیثه التی رواها عن آبائه حجج الله علی خلقه و آبائه، سلام الله علیهم و صلوات وصلواته و تحیات تحیاته۔(۱)

حضرت امام رضاؑ کے بعض مناقب کے بیان میں، آنحضرتؑ مظہر اسرار خفیہ اور پوشیدہ امور کو ظاہر کرنے والے، بزرگواری و برکت کی کان، بزرگوں کے آقا و رہبر، بلند و بالا بارگاہ والے، بے پناہ برکت والے بادل اور رحمت الٰہی سے برسنے والی بارش، کہ جن کے الطاف کم نظیر ہیں اور بہت زیادہ بخشش کرنے والے، اشراف و بزرگوں کے امیر اور خاندان یاسین وعبد مناف کے نور چشم، سید و سردار، معصوم و پاک و پاکیزہ حقائق علوم کے عارف اور مخفی اسرار سے واقف، ماضی و مستقبل کی خبر دینے والے، خداوند عالم کے پسندیدہ اور تمام حالات میں اس کی رضا میں راضی رہنے والے اسی وجہ سے خدا کی جانب سے آپ کا لقب رضا رکھا گیا یعنی حضرت علی بن موسی الرضاؑ۔ درود و سلام خدا ہو محمد اور ان کی آل پاک پر خصوصاً امام رضاؑ پر جب تک کہ بادل برستے رہیں، سبزہ ہرا ہوتا رہے اور شگوفے کھلتے رہیں۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم ، ج ۲، ص ۲۱۴، ح ۴۹۰۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ کے اخلاق شریفہ کے سلسلے میں کچھ بیان اور آپ کی بہت زیادہ خوبیوں کے متعلق اور کچھ آپ کے کرامات و معجزات کے بارے میں، آپ کے نوارنی خلق وخو اور آپ کی بعض احادیث کہ جو آپ کے آباء واجداد- کہ جو خداوند عالم کی جانب سے مخلوق پر حجت ہیں، ان پر خدا کا درود وسلام ہو- کے ذریعہ نقل ہوئی ہیں۔

۴- عبداللہ بن اسعد یافعی یمنی مکی شافعی (۷۶۸ھ):

الامام الجليل المعظم سلالة السادة الاكارم ، ابوالحسن على بن موسى الكاظم --- احد الآئمة الاثنا عشر ، اولى المناقب الذين انتسب الاماميه اليهم فقصروا بناء مذهبهم عليه۔(۱)

امام رضاؑ، عظیم المرتبت وجلیل القدر امام ورہبر، اہل کرم بزرگوں کی نسل و ذریت سے ہیں، ابوالحسن علی بن موسی کاظمؑ بارہ اماموں میں سے ایک ہیں، آپ صاحب فضائل ومناقب ہیں، شیعہ مذہب کی بنیاد آپ پر ہی ہے اسی لیے شیعہ مذہب کو امامیہ کہا جاتا ہے۔

۵- عطاءاللہ بن فضل اللہ شیرازی (۸۰۳ھ):

علی بن موسی الرضاؑ لوگوں سے خود انہی کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے اور آپ گفتگو کرنے میں بہترین سخنور اور عقلمند ترین فرد تھے اور سب کی زبانوں کو خود اہل زبان سے بہتر جانتے تھے۔۔۔ مشہد مقدس اور آپ کا مرقد منور تمام طبقات اور پوری دنیا کے زائرین کا مرکز وملجأ وماٴوی ہے۔(۲)

۶- ابن صباغ مالکی (۸۵۵ھ):

---

(۱) مرأۃ الجنان وعبرۃ الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، ج۲، ص۱۰۔

(۲) روضۃ الاحباب، ج۴، ص۴۳۔ تاریخ احمدی، ص۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

مناقب علی بن موسی الرضا من اجل المناقب وامداد فضائله و فواصله متوالية كتوالى الكتائب و موالاته محمودة البوادى و العواقب و عجائب اوصافه من غرائب العجائب ، و سؤدده و نبله قد حل من الشرف فى الذروة و المغارب ، فلمواليه السعد الطالع و لمناوويه النحس الغارب۔(۱)

حضرت علی بن موسی الرضاؑ کے مناقب عالی ترین فضائل وکمالات میں سے ہیں جیسا کہ لشکر کے سپاہی ایک دوسرے کے پیچھے ترتیب کے ساتھ نکلے ہیں اسی طرح فضائل ومناقب امام رضاؑ بھی مسلسل ہیں، آپ کی ولایت روز ازل ہی سے بہت پسندیدہ، آپ کے فضائل وکمالات بہت حیرت انگیز اور آپ کا مرتبہ بہت عظیم وبلند ہے، آپ کے دوست خوشحال اور آپ کے دشمن بدبخت ہیں۔

۷- میر محمد بن سید برھان الدین خواوند شاہ، معروف بہ میر خواند شافعی (۹۰۳ھ):

ذکر احوال علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنھما۔ مشہد مقدس اور حضرت امام رضاؑ (کہ جو بطور مطلق بغیر کسی قید کے امام ہیں) کا مرقد، ایران کا مرکز اور اہل طریقت کے ہر چھوٹے و بڑے کی منزل مقصود ہے، امت اسلامی کے تمام فرقے اور بنی آدم کے تمام طبقات پوری دنیا میں دور دراز سے جیسے روم، ہندوستان اور ہر طرف سے ہر سال اپنے وطن سے ہجرت کر کے، دوستوں اور عزیز واقارب کو چھوڑ کر آتے ہیں، اپنی آبرومند پیشانی کو آپؑ کی چوکھٹ پر رکھتے ہیں اور زیارت کے مراسم وقبر کا طواف انجام دیتے ہیں، اس عظیم الٰہی کو دنیا وآخرت کا سرمایہ جانتے ہیں۔ حضرت امام ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کے مناقب ومآثر اور فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ بشری علم ان کا احاطہ کر سکے، اس مقام پر چند سطروں میں ارباب سعادت کے عظیم رہبر کے خوارق العادۃ وعجیب وغریب واقعات میں سے کچھ کی طرف اشارہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

---

(۱) الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۵۱۔

Presented by Ziaraat.Com

پھر آپؑ کے مناقب و کرامات کو ذکر کرتا ہے۔(۱)

۸- فضل اللہ بن روز بہان خنجی اصفہانی حنفی (۹۲۷ھ):

زیارت قبر مکرم و مرقد معظم حضرت امام آئمۃ الھدی، سلطان الانس والجن، امام علی بن موسی الرضاؑ الکاظمؑ بن جعفر الصادقؑ بن محمد الباقرؑ بن علی زین العابدینؑ بن الحسین الشہیدؑ بن علی المرتضیٰؑ صلوات الله و سلامه علی سیدنا محمد و آله الکرام، سیما الآیة النظام ستة آبائه کلهم افضل من یشرب صوب الغمام (درود وسلام ہو ہمارے سید وسردار حضرت محمد اور آپ کی آل پاک پر خصوصاً امام رضا کے چھ آباء واجداد پر جو کہ نظام کائنات کی نشانی ہیں اور وہ کائنات کی ہر شے سے افضل ہیں) (آپ کی زیارت) آپ کے دوستوں کے لیے اکسیر اعظم اور دل وجان کی زندگی کی باعث ہے تمام عالم کی آپ کی بارگاہ میں رفت وآمد باعث برکت بلکہ صدق دل سے یوں کہا جائے کہ اشرف منازل ہے، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ہر وقت تلاوت قرآن مجید ہوتی رہتی ہے لہذا کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کی عظیم ترین عبادت گاہوں میں سے ایک ہے، وہ عظیم مرقد کسی وقت بھی نیازمندوں کی عبادت واطاعت سے خالی نہیں ہوتا اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ وہ اس امام برحق کی آرامگاہ ہے کہ جو علوم نبوی کا مظہر، مصطفوی صفات کا وارث، امام برحق وراہنمائے مطلق اور صاحب زمان امامت، وارث نبوت اور محکم واستوار حق وحقیقت ہے۔

هزار دفتر اگر در مناقبش گویند　　هنوز ره به کمال علی نشاید برد۔(۲)

---

(۱) تاریخ روضۃ الصفا، ج۳، ۴۱-۵۲۔

(۲) مہمان نامہ بخارا، ص۳۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۹- غیاث الدین بن ہمام الدین شافعی معروف بہ خواندامیر (۹۴۲ھ):

اس نے عنوان ''گفتار در بیان فضائل وکمالات آن امام عالی مقام، علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام '' کے ذیل میں ایک فصل بیان کی ہے کہ جس میں حضرت امام رضاؑ کے متعلق تحریر کرتا ہے:

سرزمین خراسان، امام شہید، طیب وطاہر علی بن موسی بن جعفر بن محمد باقر کا بیت الشرف ہے۔۔ آنحضرتؑ کی جود وسخا، بلند و بالا مقام اور عظمت واحترام کا مغرب سے مشرق تک اپنے پرائے سب کو اعتراف تھا اور ہے۔ ہر چھوٹے بڑے بلکہ نوع انسانی کے تمام افراد نے آپ کے مناقب وکمالات اور اوصاف حمیدہ پر صحائف وکتب تحریر کی ہیں اور لکھ رہے ہیں لیکن جو کچھ بھی لکھا جائے اور تصور کیا جائے آپ اس سے کہیں بلند و بالا ہیں اور آپ کی امامت آپ کے آباء واجداد کی نص کے مطابق معین ہے۔

ازآن زمان که فلك شد به نور مهر منور
ندید دیده کس چون علی موسی جعفر

سپهر عز وجلالت محیط علم و فضیلت
امام مشرق و مغرب ملاذ آل پیمبر

حریم تربت او سجده گاه خسرو انجم
غبار مقدم او توتیای دیدۀ اختر

وفور علم و علو مکان اوست به حدی
که شرح آن نتواند نمود کلك سخنور

قلم اگر همگی وصف ذات او بنویسد
حدیث او نشود در هزار سال مکرر۔(۱)

---

(۱) تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

(وہ امام کہ جس کے نور سے آسمان منور و روشن ہوا، کسی نے بھی حضرت علیؑ ابن موسیٰؑ ابن جعفرؑ جیسی عظیم شخصیت نہیں دیکھی، وہ عزت وجلالت کے آسمان ہیں اور علم وفضیلت ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ آل رسولؐ میں سے ایک رکن ہیں اور مشرق ومغرب کے امام، ان کے حرم مطہر کی خاک چاند کی سجدہ گاہ ہے، ان کے مبارک قدموں سے اٹھنے والی گرد وغبار ستاروں کی آنکھوں کا سرما ہے، ان کے علم کی کثرت اور شأن ومنزلت کی بلندی اس حد تک ہے کہ کوئی بھی سخنور آپ کی توصیف اور مدح وثناء نہیں کرسکتا، قلم اگر وہ تمام صفات لکھنے پر آئے تو ہزاروں سال اگر بار بار آتے رہیں پھر بھی تمام نہیں ہوسکتی ہیں)۔

۱۰- عبدالرحمٰن جامی حنفی (۹۸۹ھ):

وہ عنوان ''ذکر علی بن موسی بن جعفر'' کے ذیل میں ایک مستقل باب تحریر کرتا ہے اور اس میں لکھتا ہے: آپ آٹھویں امام ۔۔۔ اگرچہ جو کچھ بھی آپ کے فضائل کمالات لوگوں کی زبانوں پر مذکور ہیں اور کتابوں میں مسطور ہیں یہ سب کچھ آپ کے فضائل وکمالات کے بحر زخار سے ایک قطرہ کی مانند ہیں اس مختصر رسالے میں گنجائش نہیں ہے کہ ان کو بیان کیا جائے لہذا آپ کی بعض خارق العادۃ کرامات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔(۱)

۱۱- احمد بن یوسف قرمانی دمشقی (۱۰۱۹ھ):

اس نے اپنی کتاب میں ایک فصل امام رضاؑ کے نام کی رکھی ہے اور ہے:

الفصل السابع فی ذکر شبه شجاعة جده علی المرتضی ، الامام علی بن موسی الرضا و کانت مناقبه علیّة و صفاته سنیّة ۔۔۔ و کراماته کثیرة و مناقبه شهیرة ۔۔۔ ۔(۲)

---

(۱) شواھد النبوۃ، ۳۸۰-۳۸۲۔

(۲) اخبار الدول وآثار الاول، ص ۱۱۳-۱۱۵۔

Presented by Ziaraat.Com

ساتویں فصل آپ کی شجاعت کی تشبیہ آپ کے جد بزرگوار علی مرتضیٰؑ کے بیان میں ہے امام علی بن موسی الرضاؑ، آپ کے مناقب وفضائل بلند و بالا اور صفات عظیم ہیں۔ آپ کی کرامات بہت زیادہ اور فضائل مشہور ہیں۔

۱۲- عبدالرؤف مناوی شافعی (۱۰۳۱ھ):

علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق ، کان عظیم القدر مشهور الذکر --- وله کرامات کثیرة ۔(۱)

علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ ، آپ عظیم المرتبت ہیں، آپ کا ذکر مشہور ہے اور آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔

۱۳ - عبداللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی (۱۱۷۲ھ):

الثامن من الآئمة علی الرضا کان کریماً جلیلاً مهاباً موقراً --- و کانت مناقبه علیة و صفاته سنیة و نفسه الشریفة هاشمیة و ارومته الکریمة نبویة و کراماته اکثر من ان تحصر و اشهر من ان تذکر۔(۲)

آٹھویں امام علی بن موسی الرضاؑ ہیں آپ کریم النفس جلیل القدر باعظمت و باوقار شخصیت کے مالک تھے۔۔۔ آپ کے فضائل بہت زیادہ اور صفات بہت بلند و بالا ہیں آپ کی رفتار پیغمبرانہ ہے آپ کے نفسیات ہاشمی اور خاندان شریف نبوی ہے، آپ کی جو عظمت بھی بیان کی جائے کم ہے اور جو کوئی صفات بیان کی جائیں آپ ان سے کہیں بلند و بالا ہیں۔

---

(۱) الکواکب الدریۃ فی تراجم السادۃ الصوفیۃ، ص ۲۵۶۔

(۲) الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۲-۳۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۴- عباس بن علی بن نورالدین مکی حسینی موسوی شافعی (۱۱۸۰ھ):

فضائل علی بن موسی الرضا لیس لها حد ولایحصرها عد ولله الامر من قبل ومن بعد۔(۱)

حضرت علی بن موسی الرضاؑ کے فضائل کی کوئی حد و اندازہ نہیں ہے اور ان کو شمار نہیں کیا جا سکتا، ان کے بارے میں خدا بہتر جانتا ہے۔

۱۵- ابوالفوز محمد بن امین بغدادی سویدی شافعی (۱۲۴۶ھ):

ولد بالمدینه وکان شدید السمرة وکراماته کثیرة و مناقبه شهیرة ولایسعها مثل هذا الموضع۔(۲)

آنحضرتؑ مدینہ میں متولد ہوئے آپ کا رنگ گندمی تھا آپ کی کرامات بہت زیادہ اور مناقب مشہور ہیں کہ جس کو بیان کرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے۔

۱۶- سید مصطفیٰ بن محمد عروسی مصری شافعی (۱۲۹۳ھ):

علی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق ، کان عظیم القدر ، مشهور الذکر --- له کرامات کثیرة۔

علیؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ، عظیم القدر اور مشہور و معروف شخصیت تھے اور آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔ اور پھر حضرت امام رضاؑ کی کرامات کا ذکر کرتا ہے۔(۳)

---

(۱) نزهة الجلیس ومنیة الادیب الانیس، ج۲، ص۱۰۵۔

(۲) سبائک الذهب فی معرفة قبائل العرب، ص۷۵۔

(۳) نتائج الافکار لقدسیه فی بیان معانی شرح الرسالة القشیریه، ج۱، ص۸۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۷- شیخ مؤمن بن حسن شبلنجی شافعی (۱۲۹۸ھ):

وہ حضرت امام رضاؑ کے تعارف کے بعد آپ کے کرامات ومناقب کو تفصیلاً ذکر کرتا ہے۔(۱)

۱۸- یوسف بن اسماعیل نبھانی شافعی (۱۳۵۰ھ):

علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق احد کبار الآئمة و مصابیح الامة من اهل بیت النبوة ومعادن العلم و العرفان والکرم والفتوة ، کان عظیم القدر ، مشهور الذکرو له کرامات کثیرة ۔(۲)

علی رضاؑ بن موسی کاظمؑ بن جعفر صادقؑ اہل بیت نبوت سے عظیم و بزرگ امام اور امت کے لیے چراغ ہدایت، علم وعرفان کرم وشجاعت کے خزینہ دار تھے آپ عظیم القدر اور مشہور الذکر تھے، آپ کی کرامات بہت زیادہ ہیں۔

۱۹- شیخ یاسین بن ابراھیم سنھوتی شافعی (حدوداً ۱۳۴۴ھ):

الامام علی الرضا وله کرامات کثیرة۔(۳)

حضرت امام علی رضاؑ کے کرامات بہت زیادہ ہیں۔

۲۰- ڈاکٹر مصطفی شیبی:

وہ ہے:علی بن موسی الرضا ۔۔۔ و کان صاحب کرامات و فراسة۔(۴)

حضرت علی بن موسی الرضا صاحب کرامات وہوشیار انسان تھے۔

---

(۱) نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۳۲-۲۴۵۔

(۲) جامع کرامات الاولیاء، ج۲،ص۳۱۱۔

(۳) الانوار القدسیہ، ص۳۹۔

(۴) الصلۃ بین التصوف والتشیع ، ج۱،ص۲۳۷۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۱- ڈاکٹر عبدالحلیم محمود و محمود بن شریف:

یہ لوگ بھی حضرت امام رضاؑ کی شخصیت کے بارے میں کہتے ہیں:

--- و له كرامات كثيرة۔(۱)

آپ کے بہت زیادہ کرامت ہیں۔اور پھر ان دونوں حضرات نے حضرت امام رضا کے فضائل وکرامات کو بیان کیا ہے۔

---

(۱) پاروقی الرسالۃ القشیر یہ، ج۱،ص۶۵-۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرتؑ کی کرامات کی کچھ جھلکیاں

طوس کی طرف ہجرت سے پہلے

ولادت سے پہلے

۱- حضرت رسول اکرمؐ کی حمیدہ خاتون کو بشارت

حضرت امام رضاؑ حضرت پیغمبر اکرمؐ کی بشارت وعنایت سے دنیا میں تشریف لائے۔ اہل سنت کی کتب میں منقول ہے کہ جس وقت حضرت امام موسی کاظم کی والدہ ماجدہ حمیدہ خاتون نے نجمہ نامی کنیز کو خریدہ تب آپ حالت خواب میں حضرت رسول اکرمؐ کی زیارت سے مشرف ہوئیں کہ آنحضرت فرمارہے ہیں: ''اس کنیز کو اپنے بیٹے موسی کاظم کو ہدیہ کردو کہ اس سے ایک ایسا بیٹا پیدا ہونے والا ہے کہ جو روئے زمین پر سب برتر وافضل ہوگا''۔

حمیدہ خاتون نے ایسا ہی کیا اور امام موسی کاظمؑ نے آپ کا نام نجمہ سے طاہرہ تبدیل کردیا۔(۱)

---

(۱) تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۴۱۔ تاریخ حبیب السیر، ج ۲، ص ۸۳-۸۴۔ مفتاح النجا فی مناقب آل عبا، ص ۱۷۶۔ روضۃ الاحباب، ج ۴، ص ۴۳۔ تاریخ الاسلام والرجال، ص ۳۶۹۔ دیکھیے: احقاق الحق، ج ۱۲، ص ۳۵۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۲-دوران حمل کا معجزہ

حضرت امام رضاؑ کی والدہ ماجدہ فرماتیں ہیں:

حمل کے دوران میں نے حمل کے بوجھ کو قطعاً محسوس نہیں کیا اور سوتے وقت میں اپنے بیٹے (امام رضاؑ) کی تسبیح وتہلیل کی آوازیں سنتی تھی۔(۱)

ولادت کے بعد

۳-بچپنے میں مناجات

حضرت امام رضاؑ کی والدہ ماجدہ فرماتیں ہیں: جس وقت آپؑ دنیا میں تشریف لائے آپ نے اپنے ہاتھوں کو زمین پر رکھا، سر مبارک کو آسمان کی طرف بلند فرمایا اور آپ کے لبوں پر حرکت تھی گویا خداوند عالم سے مناجات کررہے ہوں کہ اتنے میں آپ کے والد گرامی تشریف لے آئے اور فرمایا: ''هنياءً لك كرامة ربك عز و جل'' آپ کو پروردگار کی جانب سے یہ کرامت مبارک ہو۔

اس وقت میں نے اپنے بیٹے کو حضرت کے سپرد کیا آپ نے ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی، پھر آپ کا دہن مبارک آب فرات سے دھویا۔(۲)

۴-ہارون میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا

روی عن صفوان بن یحی قال : لما مضی موسی الکاظم و ظهر ولده من بعده علی الرضا ، خفنا علیه و قلنا له : انا نخاف علیك من هذا ، یعنی هارون الرشید۔ قال لیهجدن جهده فلا سبیل له علی۔

---

(۱) تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳،ص۴۲۔تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲،ص۸۴۔ ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،۱۶۶۔روضۃ الاحباب، ج۴،ص۴۳۔مفتاح المعارف،ص۷۹۔

(۲) تاریخ روضۃ الصفا، ج۳،ص۴۲۔تاریخ حبیب السیر ،ج۲،ص۸۴۔ ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۳،۱۶۶۔

Presented by Ziaraat.Com

قال صفوان : فحدثنی ثقة ان یحی بن خالد البرمکی قال لهارون الرشید : هذا علی بن موسی قد تقدم و ادعی الامر لنفسه ، قال هارون :یکفینا ما صنعنا بابیه ، ترید نقتلهم جمیعا۔(۱)

صفوان بن یحی سے روایت نقل ہوئی ہے کہ حضرت امام موسی کاظمؑ کی شہادت کے بعد اور حضرت امام علی رضاؑ کی امامت کے آغاز میں ہم آنحضرت کے خلاف ہارون کی چالبازیوں سے ڈرنے لگے اور میں نے اس خوف کا تذکرہ خود حضرتؑ سے بھی کر دیا تب امام نے فرمایا ہارون اپنی پوری کوشش کرے گا لیکن میرا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔

صفوان دوسری روایت بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک قابل اعتماد شخص سے سنا کہ یحی بن خالد برمکی نے ایک روز ہارون سے کہا علی بن موسی الرضا امامت کا مدعی ہیں کہ اس باتوں سے ہارون کی ابھارنا و چڑھانا چاہتا تھا، ہارون نے جواب دیا ہم نے ان کے باپ کے ساتھ جو کچھ کیا وہی کافی ہے کیا سب کو مجھ سے قتل کرانا چاہتا ہے۔

۵-میرا اور ہارون کا مقام دفن ایک ہی ہے

روی عن موسی بن عمران قال: رأیت علی بن موسی الرضا فی مسجد المدینة و هارون الرشید یخطب قال : ترونی و ایاه ندفن فی بیت واحد۔(۲)

---

(۱) الفصول المهمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۳۵۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۴۳۔ جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۳۱۱۔ الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۴۔ البتہ بعض نسخوں میں ''نقتلهم جمیعا'' کے بجائے ''تقتلهم جمیعا'' درج ہوا ہے۔

(۲) الفصول المهمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۳۶ و ۲۳۷۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۴۴ و ۲۴۲۔ جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۳۱۲۔ الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۶ و ۳۱۷۔

Presented by Ziaraat.Com

موسی بن عمران کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت علی بن موسی الرضاؑ کو مسجد مدینہ میں دیکھا اور ہارون تقریر کررہا تھا، امام نے مجھ سے فرمایا ایک روز آئے گا کہ تم دیکھو گے کہ میں اور ہارون ایک گھر میں دفن ہونگے۔

البتہ مذکورہ روایت کتاب الاتحاف بحب الاشراف میں موسی بن مروان سے نقل ہوئی ہے۔

۶-امین کا مامون کے ہاتھوں قتل ہونا

روی عن الحسین بن یسار قال : قال لی الرضاؑ ان عبدالله یقتل محمد اً ۔فقلت : عبدالله بن هارون یقتل محمد بن هارون ؟ قال: نعم، عبد الله المامون یقتل محمد الامین فکان کما قال۔(۱)

حسین بن یسار ہے: ایک روز علی بن موسی الرضا نے مجھ سے فرمایا: عبداللہ، محمد کو قتل کرے گا میں نے حضرت سے سوال کیا کہ کیا عبداللہ المامون اپنے بھائی محمد الامین کو قتل کرے گا آپ نے فرمایا ہاں، اور پھر آپ کی پیشنگوئی کے مطابق ایسا ہی ہوا۔

۷-بکر بن صالح کی بیوی کے یہاں دو جڑواں بچوں کا پیدا ہونا

روی عن بکر بن صالح قال: اتیت الرضا فقلت : امرأتی اخت محمد بن سنان ، وکان من خواص شیعتهم ، بها حمل ، فادع الله ان یجعله ذکراً ، قال: هما اثنان فولیت و قلت اسمی واحداً محمداً و الآخر علیاً فدعانی وردنی فأتیته فقال : سم واحداً علیاً و الاخری ام عمرو، فقدمت فولدت لی غلاما و جاریة فسمیت الذکر علیا و الانثی ام عمرو، کماامرنی وقلت لامی : ما معنی ام عمرو؟ قالت: جدتك تسمی ام عمرو۔(۲)

---

(۱) و (۲) الفصول المهمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۳۶ و ۲۳۷۔ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۴۴ و ۲۴۲۔ جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۳۱۲۔ الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۶ و ۳۱۷۔

Presented by Ziaraat.Com

بکر بن صالح ہے میں حضرت امام رضا کی خدمت میں شرفیاب ہوا اور حضرت سے عرض کی میری بیوی محمد بن سنان کی بہن ہے وہ آپ کے خاص شیعوں میں سے تھا میری بیوی حاملہ ہے آپ سے التجا ہے کہ خداوند عالم سے دعا فرمائیں کہ مجھ کو بیٹا عنایت فرمائے۔ امام نے فرمایا آپ کے یہاں دو جڑواں بچے آنے والے ہیں میں امام سے خدا حافظی کر کے چلا اور خود ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ ایک کا نام محمد اور دوسرے کا نام علی رکھوں گا کہ حضرت نے مجھے واپس بلایا اور مجھ سے کچھ معلوم کیے بغیر فرمانے لگے کہ ایک کا نام علی اور دوسری کا نام ام عمرو رکھنا۔ میں جب کوفہ پہنچا تو میری بیوی کے یہاں دو بچے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہو چکے تھے میں نے ان کے نام آنحضرت کی فرمائش کے مطابق رکھے اور اپنی ماں سے معلوم کیا ام عمرو کا کیا مطلب ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ تیری دادی کا نام ام عمرو تھا

۸۔ جعفر کی ثروتمندی

روی عن الحسین بن موسی قال: کنا حول ابی الحسن علی الرضا بن موسی ، ونحن شباب من بنی هاشم ، اذمر علینا جعفر بن عمر العلوی وهو رث الهیئة ، فنظر بعضنا الی بعض نظر مستهزی لهیئته و حالته ، فقال الرضا: سترونه عن قریب کثیرالمال کثیر الخدم حسن الهیئة فما مضی الا شهر واحد حتی ولی امر المدینة و حسنت حاله ، وکان یمر بنا کثیرا وحوله الخدم و الحشم یسیرون بین یدیه فنقوم له و نعظمه و ندعوله۔(۱)

حسین بن موسی کا بیان ہے کہ ہم کچھ بنی ہاشم کے جوان حضرت امام رضا کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ وہاں سے جعفر بن عمر علوی کا گذر ہوا ہم میں سے بعض افراد نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور اس کی خستہ حالت اور فقر و تنگدستی پر مسکرائے۔

---

(۱) اخبارالدول وآثارالاول، ص۱۱۴۔ نورالابصار، ص۲۴۳۔ مفتاح النجا فی مناقب آل عبا، ص۱۷۶۔

Presented by Ziaraat.Com

تب امام نے فرمایا وہ بہت جلد مالدار و ثروتمند ہو جائے گا اور اس کے حالات بدل جائیں گے اس کے پاس خادم و جاہ حشم بہت ہوگا۔

حسین بن موسی کا بیان ہے کہ ابھی ایک مہینہ نہیں گزرا تھا کہ مدینہ کا حاکم تبدیل ہوا اور جعفر بن عمر علوی کو حاکم بنا دیا گیا، امام کی فرمائش کے مطابق اس کی زندگی تبدیل ہوگئی اس کے بعد وہ ہمارے پاس سے بہت زیادہ گزرا کرتا اس کے آگے پیچھے خادم حرکت کرتے ہوتے ہم اس کی تعظیم کے لیے کھڑے ہوتے، اس کا احترام کرتے اور اس کو دعا دیتے تھے۔

کتاب الاتحاف بحب الاشراف میں یہ داستان حسن بن موسی سے نقل ہوئی ہے۔(۱)

۹- موت کی تیاری

حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ سعید بن سعد سے نقل کیا ہے کہ ایک روز امام رضا نے ایک شخص پر نگاہ ڈالی اور اس سے فرمایا: یا عبد الله اوص بما ترید واستعد لما لا بد منه فمات الرجل بعد ذالك بثلاث ایام۔(۲)

اے بندہ خدا اپنی وصیت کو تحریر کر دو اور اپنے آپ کو اس چیز کے لیے آمادہ کرلو کہ جس سے کوئی چھٹکارہ نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ تین دن کے بعد وہ شخص مر گیا۔

---

(۱) الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۸۔

(۲) الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۳۶۔ شواہد النبوۃ، ص ۳۸۷۔ الصواعق المحرقہ، ج ۲، ص ۵۹۴۔ اخبار الدول و آثار الاول، ص ۱۱۴۔ الکواکب الدریہ فی تراجم السادۃ الصوفیہ، ج ۱، ص ۴۶۶۔ شمارہ ۲۶۵۔ الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۸۔ نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص ۲۴۳۔ الانوار القدسیہ، ص ۳۹۔ جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۳۱۱۔ نتائج الافکار القدسیہ، ج ۱، ص ۸۰۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۰- بغیر سوال معلوم کیے امام کا جواب دینا

راوی ہے کہ ایک شخص کا بیان ہے کہ میں سفر حج کے لیے آمادہ ہوا اور میری کنیز نے میرے احرام کے لیے کپڑے کے دو ٹکڑے آمادہ کر رکھے تھے۔ احرام کا وقت آ گیا ناگہان مجھ پر ایک عجیب سا کا اضطراب طاری ہوا اور ایک تشویش میں گرفتار ہو گیا کہ کیا پیوند لگے کپڑے کا احرام باندھا جا سکتا ہے یا نہیں لہذا میں نے اس کپڑے کا احرام نہیں باندھا اور جس وقت مکہ پہنچا ایک خط حضرت امام رضا کی خدمت میں ارسال کیا اور اس خط کے ساتھ کچھ ہدایا بھی حضرت کی خدمت میں پیش کیں اور یہ میرے ذہن میں تھا کہ جب حضرت سے ملوں گا تو سوال بھی کروں گا کہ کیا پیوند لگے کپڑے کا احرام باندھا جا سکتا ہے یا نہیں لیکن میں بھول گیا اور یہ سوال میں نے اس خط میں بھی تحریر نہیں کیا کچھ ہی دیر گذری تھی کہ حضرت کی جانب سے ایک خط مجھے موصول ہوا کہ جس میں لکھا تھا کہ پیوند لگے کپڑے سے احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱)

۱۱- چڑیا کا حضرت امام رضا سے پناہ چاہنا

حضرت امام رضا کا ایک چاہنے والا ہے کہ ایک روز ہم لوگ ایک باغ میں آپس میں ایک دوسرے سے محو گفتگو تھے کہ اچانک ایک چڑیا نے اپنے آپ کو حضرت کے سامنے زمین پر گرا دیا اور شور و غل مچانے لگی۔ حضرت امام رضا نے مجھ سے فرمایا کیا جانتے ہو کہ یہ چڑیا کیا کہہ رہی ہے؟ میں نے عرض کی صرف خدا اور اس کے رسول و آپ حضرات جانتے ہیں۔

آپ نے فرمایا یہ چڑیا کہہ رہی ہے میرے گھونسلے کے نزدیک ایک سانپ آ گیا ہے اور میرے بچوں کو کھانا چاہتا ہے۔ امام نے مجھ سے فرمایا: اس چڑیا کے گھونسلے کی طرف جاؤ اور اس سانپ کو مار دو۔

---

(۱) شواہد النبوۃ، ص ۳۸۸۔

Presented by Ziaraat.Com

راوی ہے کہ میں اپنی جگہ سے اٹھا اور اس چڑیا کے گھونسلے کے قریب گیا تو دیکھا ایک سانپ اس کے گھونسلے کے چاروں طرف گھوم رہا ہے میں نے امام کے حکم پر اس کو مار دیا۔(۱)

۱۲- ابوحبیب کے خواب کی تعبیر

روی الحاکم عن محمد بن عیسی بن ابی حبیب قال رائت النبی فی المنام فی المنزل الذی ینزل الحجاج ببلدنا فسلمت علیه فوجدت عنده طبقا من حوض المدین فیه تمر صیحافی فناولنی منه ثمانی عشر فتاولت ان اعیش بکل تمر سن فلما کان بعد عشرین یوما قدم ابوالحسن علی الرضا من المدین و نزل ذالك المسجد و رائت الناس یسعون الی السلام علیه ، فمضیت نحوه فاذا هو جالس فی الموضع الذی رائت النبی جالسا فیه و بین یدیه طبق من حوض المدنی فیه تمر صیحافی فسلمت علیه ، فاستدنانی و ناولنی قبض من ذالك التمر فاذا عدتها بعدد ما ناولنی النبی فی النوم فقلت زدنی فقال لوزادك رسول الله لزدناك۔(۲)

حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنی سند کے ساتھ ابوحبیب سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک شب خواب دیکھا کہ ہمارے علاقہ میں کہ جہاں حاجیوں کے قافلے پڑاڈالتے ہیں وہیں رسول خدا بھی ان حاجیوں کے ساتھ تشریف فرما ہیں آپ کے پاس صیحانی خرموں سے ایک طشت بھرا رکھا ہے۔

---

(۱) شواہد النبوۃ ،ص ۳۸۸۔(۲) اثبات الوصیہ،ص ۱۷۸۔الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ،ص ۲۳۶۔شواہد النبوۃ ،ص ۳۸۶۔وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چھاردہ معصوم،ص ۲۲۴-۲۲۵۔الصواعق المحرقہ ،ج ۲،ص ۵۹۴۔اخبار الدول وآثار الاول ،ص ۱۱۴۔الکواکب الدریہ فی تراجم السادۃ الصوفیہ،ج ۱،ص ۴۶۶۔الاتحاف بحب الاشراف ،ص ۳۱۷۔نور الابصار ،ص ۲۴۳۔ جامع کرامات الاولیاء ،ج ۲،ص ۳۱۱ ۔نتائج الافکار القدسیہ، ج ۱،ص ۸۰۔مفتاح النجافی مناقب آل عبا،ص ۳۷۶۔وسیلۃ النجا،ص ۳۸۵۔وسیلۃ المآل،ص ۲۱۲۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت نے مجھ کو ۱۸ عدد خرمے عطا فرمائے اور وہ میں نے تناول کر لیے۔ بیدار ہونے کے بعد اپنے اس خواب کی اس طرح تعبیر کی کہ میں ہر خرمے کے عوض ایک سال گویا ۱۸ سال کی اور عمر پاؤں گا اس خواب کے بیس دن کے بعد حضرت امام رضا مدینہ سے مکہ تشریف لائے اور اسی جگہ قیام فرمایا لوگ زیارت کی خاطر آپ کے قریب جاتے اور حضرت کی خدمت سلام عرض کرتے میں بھی گیا تو دیکھا کہ حضرت اسی جگہ اور اسی طرح تشریف فرما ہیں کہ جیسے خواب میں حضرت رسول خدا کو دیکھا تھا اور آپ کے سامنے بھی مدینہ کے صیحانی رں سے بھرا طشت رکھا ہوا ہے میں نے آنحضرت کی خدمت میں سلام عرض کیا آپ نے بعد از جواب سلام مجھ کو اپنے قریب بلایا اور ایک مٹھی بھر کر خرمے مجھے عطا فرمائے کہ جب میں نے ان کو شمار کیا تو وہ ۱۸ عدد تھے جتنے خواب میں مجھ کو رسول خدا نے عطا فرمائے تھے میں نے حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ کچھ اور زیادہ عنایت فرمائیں۔ امام نے جواب دیا کہ اگر رسول خدا اس سے زیادہ تجھے دیتے تو ہم بھی زیادہ دیدیتے۔

۱۳- برمکیوں کی حکومت کا سقوط کرنا

حمزه بن جعفر الارجانی قال : خرج هارون الرشید من المسجد الحرام من باب و خرج علی بن موسی الرضا من باب فقال الرضا وهو یعنی هارون الرشید یا بعد الدار و قرب الملتقی یا طوس !ستجعینی و ایاه۔(۱)

حمزہ بن جعفر ارجانی ہے ھارون الرشید مسجد حرام کے ایک دروازے سے اور علی بن موسی الرضا مسجد حرام کے دوسرے دروازے سے باہر نکلے اس وقت امام رضا نے ہارون کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ای طوس ہمارے گھر تجھ سے کس قدر دور ہیں اور ہماری ملاقات کا وقت کس قدر نزدیک ہے کہ ہم دونوں وہاں پر ایک جگہ جمع ہو جائیں گے۔

---

(۱) الاغانی، ج ۷، ص ۲۶۶۔ الاتحاف، ص ۳۱۶۔ نور الابصار، ص ۲۴۴۔ جامع کرامات الاولیاء، ج ۲، ص ۳۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

قال مسافر : کنت مع ابی الحسن علی الرضا بمنی فمر یحی بن خالد البرمکی وھو مغط وجھہ بمندیل من الغبار فقال مساکین ھولا ما یدرون ما یحل بھم فی ھذہ السن فکان من امرھم ما کان قال : واعجب من ھذا انا و ھارون کھاتین و ضم اصبعیہ السباب و الوسطی قال مسافر : فواللہ ما عرفت معنی حدیثہ فی ھارون الا بعد موت الرضا و دفن بجانبہ۔(۱)

مسافر کا بیان ہے کہ میں سرزمین منی پر حضرت امام رضا کی خدمت میں شرفیاب ہوا کہ اچانک یحی بن خالد برمکی کو دیکھا کہ وہ گرد وغبار کی وجہ سے اپنے چہرے کو رومال سے ڈھکے ہوئے تھا حضرت نے فرمایا یہ لوگ کتنے بیچارے ہیں کہ ان کو نہیں معلوم کہ اس سال ان کے ساتھ کیا اتفاق پیش آئے گا۔ مسافر ہے کہ اسی سال برمکیوں کی حکومت سقوط کرگئی اور حضرت کی پیشنگوئی محقق ہوگئی۔ پھر اس کے بعد ہے کہ امام نے فرمایا کہ اس سے بھی زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میں اور ہارون دونوں اس طرح ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ کی دو انگلیوں کی طرف اشارہ فرمایا ایک سبابہ اور ایک درمیانی انگلی کہ دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ مسافر کا بیان ہے کہ میں ہارون کے متعلق حضرت کے کلام کو نہیں سمجھا یہاں تک کہ حضرت کا انتقال ہوا اور آپ ہارون کی قبر کے کنارے دفن کردیے گیے۔

۱۴- حضرت امام محمد تقی کی ولادت اور واسطی کے دعوی کا بطلان

حضرت امام رضا کے ایک خاص محبّ کا بیان ہے کہ ایک روز مسلک واقفی کے ایک رئیس حسین واسطی نے ہم سے بہت زیادہ اصرار کیا کہ ہم اس کو حضرت امام رضا سے ملاقات کرادیں۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۲۰۹، ح۴۸۷۔ الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ،ص۲۳۶۔ الاتحاف بحب الاشراف،ص۳۱۵۔ نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۴۳۔ جامع کرامات الاولیاء، ج۲،ص۳۱۲۔

Presented by Ziaraat.Com

جس وقت امام نے ملاقات کی اجازت دی اور حسین واسطی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔(۱)

تب اس نے امام سے عرض کی اے ابوالحسن آپ امام ہیں؟ امام نے فرمایا: ہاں حسین نے کہا لیکن میرے لیے واضح ہو چکا ہے کہ آپ امام نہیں ہیں۔ حضرت کچھ لمحہ کے لیے ٹھہرے اور پھر فرمایا آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ میں امام نہیں ہوں، حسین نے کہا: حضرت امام جعفر صادق سے ہمارے پاس ایک حدیث ہے کہ جس میں حضرت نے فرمایا ہے امام عقیم نہیں ہوتا جب کہ آپ کی یہ عمر ہوگئی ہے اور آپ کے کوئی اولاد نہیں ہے۔ امام نے پھر کچھ لمحے کے لیے توقف فرمایا پھر کہا اس سال کے تمام ہونے سے پہلے خداوند متعال ہم کو ایک بیٹا عنایت فرمائے گا۔

اس واقعہ کا ایک شاہد عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ابھی سال تمام نہیں ہوا تھا کہ حضرت امام محمد تقیؑ (۲) کی ولادت باسعادت ہوگئی۔(۳)

طوس کی طرف ہجرت کے بعد

۱۵- زبان کی لکنت کا علاج

منقول ہے کہ ایک تاجر کو کرمان کے راستے میں موسم سرما میں کچھ ڈاکوں نے پکڑ لیا

---

(۱) حسین بن قیاما واسطی صیرفی حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کے اصحاب میں سے ہے وہ آپ کی شہادت کے بعد آپ کی امامت پر متوقف ہوگیا اور واقفی مذہب اختیار کرلیا اس کا شمار مذہب واقفی کے بزرگوں میں سے ہونے لگا، شیعہ علماء نے اس کی مذمت کی ہے۔ دیکھیے: مستدرکات علم رجال الحدیث، ج ۳، ص ۱۸۲، شمارہ ۴۶۱۵۔

(۲) یہ بات بھی قابل عرض ہے کہ حضرت امام محمد تقیؑ کی ولادت باسعادت کے بعد حسین واسطی حضرت امام رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تب آپ نے اس سے مخاطب ہوکر فرمایا ''ان الله قد وهب لی من یرثنی و یرث آل دائود'' خداوند عالم نے میرا اور آل داؤد کا وارث مجھ کو عطا فرما دیا ہے۔ دیکھیے: بحارالانوار، ج ۵۰، ص ۱۸۔

(۳) تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۴۶-۴۷۔

Presented by Ziaraat.Com

اوراس کے اموال کولوٹ لیااوراس کے ہاتھ پیر باندھ کراس کے منہ میں برف بھر دیا یہاں تک کہ اس کی زبان اکڑ گئی اور کلام کرنے سے معذور ہو گیا۔ جب وہ خراسان پہنچا اس کو خبر ملی کہ حضرت امام رضا نیشاپور میں تشریف فرما ہیں اس نے اپنے آپ سے کہا کہ آنحضرت اہل بیت نبوت سے ہیں آپ کے پاس چلوں شاید اس مرض ومشکل کا کوئی علاج آپ کے پاس موجود ہو اس نے اسی رات خواب میں دیکھا کہ حضرت امام رضا تشریف لائے ہیں اوراس نے اپنے زبان کی مشکل کو بیان کیا تب آپ نے فرمایا کہ تھوڑی سی کمیونی گھاس، سعتر اور کچھ نمک لے اوران کو پانی میں ملالے، دو تین بار اس کو منہ میں رکھ تا کہ تیری زبان صحیح ہو جائے۔ وہ لٹا ہوا تاجر خواب سے بیدار ہوا اوراس خواب کی طرف کوئی توجہ نہیں کی، اور نیشاپور کی طرف چل دیا جس وقت نیشاپور پہنچا تو خبر دار ہوا کہ حضرت شہر سے باہر تشریف لے گئے ہیں تاجر نے اپنے آپ کو حضرت کی خدمت میں پہنچایا اور اپنی زبان کی مشکل اور راہزنی کے واقعہ کو بیان کیا لیکن اپنے خواب کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ امام نے فرمایا اس کی دوا تو وہی ہے کہ میں نے تجھے خواب میں بتائی تھی تاجر نے عرض کی اے فرزند رسول خدا میں چاہتا ہوں دوبارہ اس کو آپ کی زبان سے سنوں امام نے فرمایا تھوڑی سی کمیونی گھاس، سعتر اور کچھ نمک کو لیکر پانی میں گھول کر اپنے منہ میں دو تین مرتبہ رکھے تو صحیح ہو جائے گا۔ اس تاجر نے امام کے دستور کے مطابق عمل کیا اور شفایاب ہو گیا۔(۱)

۱۶- میری ولایت عہدی باقی نہیں رہے گی

ذکر المدائنی قال: لما جلس الرضا ذالك المجلس }ای مجلس بیع الناس له وهو لابس تلك الخلع و الخطبا یتکلمون و تلك الالوی تخفق علی راسه ، نظر ابوالحسن الرضا الی بعض موالیه الحاضرین ممن کان یختص به و قد داخله من السرور مالا علیه مزید ،

---

(۱) شواہدالنبوۃ،ص ۳۸۷۔

Presented by Ziaraat.Com

وذالك لـما راء فاشار اليه الرضا فدنا منه وقال له فی اذنه سرا لا تشتغل قلبك بشيم ماتری من هذا الامر ولا تستبشر ، فانه لايتم۔(۱)

مدائنی نقل کرتا ہے جس وقت حضرت امام رضا اس مجلس میں تشریف فرما تھے کہ جس میں آپ کے ہاتھوں پر ولایت عہدی کی بیعت ہورہی تھی اور آپ نے مخصوص لباس پہن رکھا تھا، خطبا و ذاکرین تقریروں میں مشغول تھے، امام نے اپنے ایک چاہنے والے پر نگاہ ڈالی کہ جو بہت ہی خوش تھا آپ نے اس کی طرف اشارہ کر کے اس کو اپنے قریب بلایا اور آہستہ سے اس کے کان میں فرمایا اپنے دل کو اس ولایت عہدی کی وجہ سے مشغول مت کرو اور اتنی خوشحالی نہ کرو کہ یہ امر باقی رہنے والا نہیں ہے

۱۷- دشمنوں کی ذلت وخواری

محمد بن طلحہ شافعی نے اس کرامت کو حضرت امام رضا کی عظمت کی دلیلوں میں سے ایک دلیل کے طور پر نقل کیا ہے اور اس سلسلے میں ہے:

واما مـناقبه و صفاته ما خص الله تعالی به ويشهد له بعلو قدره و سمو شانه و هو

لیکن وہ کمالات ومناقب وصفات کہ جو خداوند عالم نے آپ کو عطا فرمائے ہیں کہ جو آپ کی عظمت وبلندی اور شان وشوکت پر دلالت کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ۔۔۔۔

پھر اس واقعہ کو اس طرح بیان کرتا ہے :

لـمـا جـعـلـه الـمامون ولی عهده و اقامه خليف من بعده كان فی حاشی المامون اناس كرهوا ذالك و خافوا علی خروج الخلاف من بنی العباس وعودها لبنی فاطم ،

---

(۱) الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ، ص ۲۴۵۔ مفتاح النجا فی مناقب آل عبا، ص ۱۷۸۔

Presented by Ziaraat.Com

فحصل عندهم من على الرضا بن موسى نفور وكان عاد الرضا اذا جا الى دار المامون ليدخل من فى الدهليز من الحجاب واهل النوب من الخدم و الحشم بالقيام له والسلام عليه ويرفعون له الستر حتى يدخل ، فلما حصلت لهم هذه النفر و تفاوضوا فى امرهذه القص و دخل فى قلوبهم منها شيء قالوا فيما بينهم : اذا جا يدخل على الخليف بعد اليوم نعرض عنه ولا نرفع له الستر و اتفقوا على ذالك فبينما هم جلوس اذ جا على الرضا على جارى عادته فلم يملكوا انفسهم ان قاموا وسلموا عليه و رفعوا له الستر على عادتهم ، فلما دخل اقبل بعضهم على بعض يتلاومون لكونهم ما فعلوا ما اتفقوا عليه و قالوا الكر الآتى اذا جا لانرفعه۔فلما كان فى اليوم الثانى و جا الرضا على عادته قاموا و سلموا عليه و لم يرفعوا الستر فجائت ريح شديد فرفعت الستر اكثر مما كانوا يرفعونه فدخل ثم عند خروجه جائت ريح من جانب الآخر فرفعته له و خرج فاقبل بعضهم على بعض و قالوا ان لهذا الرجل عند الله منزل و له منه عناية انظروا الى الريح كيف جائت و رفعت له الستر عند دخوله و عند خروجه من الجهتين ارجعوا الى ما كنتم عليه من خدمته فهو خير لكم ۔(۱)

جس وقت مامون نے ولایت عہدی حضرت امام رضا کے سپرد کی اور آپ کو اپنا جانشین قرار دیا تو مامون کے طرف دار افراد کو یہ تشویش ہوئی کہ کہیں امر خلافت بنی عباس سے بنی فاطمہ کی طرف منتقل نہ ہو جائے ۔لہذا حضرت امام رضا سے متنفر تھے اور آپ سے حسد کرنے لگے پھر اس کینہ وحسد کے اظہار کے لیے کسی فرصت کے منتظر رہتے تھے۔

---

(۱) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول،ص۲۹۶۔الفصول المھمہ ،ص۲۳۴و۲۳۵۔شواہد النبوۃ ،ص۳۸۲و ۳۸۳۔تاریخ روضۃ الصفا،ج۳،ص۴۷۔اخبار الدول وآثار الاول،ص۱۱۴۔جامع کرامات الاولیاء،ج۲،ص۳۱۱۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام رضا ہمیشہ جب بھی مامون کے دربار میں وارد ہوتے تو اس دالان سے گذرتے کہ جس کے دروازے پر پردے لٹکے ہوئے تھے اور وہاں پر خدام و پہرے دار آپ کا احترام کرتے تعظیم کو کھڑے ہوتے سلام کرتے اور حضرت کے لیے پردے کو اٹھاتے تھے یہاں تک کے حضرت گذر جائیں۔ پھر انہوں نے آپس میں یہ اتفاق کیا کہ کوئی بھی امام کو سلام نہیں کرے گا اور آپ کا احترام و تعظیم نہیں کی جاۓ گی آپ کے لیے پردہ بھی کوئی نہیں اٹھائے گا اس اتفاق کے بعد حضرت امام رضا اپنے معمول کے مطابق اسی دروازے سے گذرے لیکن تمام خادمین بے اختیار آپ کی تعظیم کو کھڑے ہو گئے سب نے سلام کیا اور آپ کے لیے پردے کو اٹھا دیا اور حضرت وارد ہو گئے، اس کے بعد سب نے ایک دوسرے کی ملامت کی برا بھلا کہا کہ کیوں پردے کو اٹھایا، پھر طے پایا کہ اگلے روز ایسا نہیں کیا جائے گا۔

اگلے روز امام پھر وارد ہوئے تب سب نے آپ کو سلام کیا لیکن پردے کو کسی نے نہیں اٹھایا اسی وقت ایک تیز ہوا آئی اور پردہ اتنا اٹھا کہ ہر روز خادم بھی نہیں اٹھاتے تھے امام دربار میں داخل ہوئے اور پھر حضرت دربار سے باہر تشریف لاۓ تو دوسری طرف سے ہوا اسی تیزی سے چلی کہ پردہ پھر اٹھا اور آپ گذر گئے اس کے بعد ان لوگوں نے آپس میں گفتگو کی اور حضرت امام رضا کے بارے میں کہنے لگے کہ خداوند عالم کے نزدیک اس شخص کی بہت عظمت ہے اور اس کی اس پر عنایت خاص ہے۔ آپ لوگوں نے ملاحظہ کیا کہ کس طرح آپ کی تشریف آوری پر تیز ہوا آئی کہ جس سے پردہ خود بخود اٹھ گیا اور پھر آپ کے نکلے وقت دوسری طرف سے ہوا آئی اور پھر پردہ اٹھا لہذا اب کوئی ایسی جرئت نہ کرے اپنے اپنے وظیفہ کو صحیح انجام دیتے رہیں، حضرت کی خدمت کرنے میں آپ لوگوں کا فائدہ ہے۔

اس واقعہ کو شبراوی شافعی نے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے۔(۱)

---

(۱) الاتحاف بحب الاشراف، ص ۳۱۳۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۸- بغیر سوال معلوم کیے امام کا جواب دینا

کوفہ کا رہنے والا ایک شخص ہے میں نے خراسان کی غرض سے کوفہ سے سفر کیا میری بیٹی نے مجھ کو ایک کپڑا دیا اور کہا کہ اس کپڑے کو بیچ کر میرے لیے ایک فیرزہ خرید لانا۔ راوی کا بیان ہے کہ جس وقت میں مرو پہنچا حضرت امام رضا کے غلام میرے پاس آئے کہنے لگے کہ حضرت امام رضا کے ایک غلام کا انتقال ہو گیا ہے اگر تیرے پاس کپڑا ہو تو ہم کو بیچ دے تا کہ اس کا کفن بنائیں۔

میں نے جواب دیا کہ میرے پاس کوئی کپڑا نہیں ہے وہ لوگ چلے گئے اور پھر دوبارہ واپس آئے اور کہنے لگے ہمارے مولا نے تجھے سلام بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تیرے پاس کپڑا کہ جو تیری بیٹی نے تجھ کو دیا ہے کہ اس کو بیچ کر فیروزہ خریدنا۔ راوی نے کہا اس کے بعد میں نے وہ کپڑا بیچ دیا اور اپنے آپ سے کہنے لگا کہ آنحضرت سے کچھ سوالات بھی کرنے تھے کہ اگر ان کا جواب دے دیا تو یقیناً وہ صاحب امر و ولایت اور امام وقت ہیں، میں نے اپنے سوالات کو ایک جگہ لکھا اور صبح سویرے امام کے بیت الشرف کی طرف روانہ ہوا وہاں جا کر دیکھا تو لوگوں کی بہت بھیڑ تھی اور میں حضرت سے ملاقات نہ کر سکا چہ جائیکہ حضرت سے سوالات کرتا، حیران و پریشان کھڑا تھا کہ حضرت کے خانہ اقدس سے ایک خادم باہر آیا اور میرا نام لے کر آواز دی اور مجھ کو ایک تحریر پیش کی اور کہا اے شخص اس میں تیرے سوالات کے جواب موجود ہیں۔

راوی ہے کہ میں نے رقعہ کو کھولا اپنے تمام مسائل کے جوابات اس میں تحریر تھے جب تمام جوابات کو اپنے تمام سوالات کے مطابق پایا اس کے بعد مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت امام رضا خداوند عالم کی حجت اور عظیم المرتبت ولی ہیں۔(۱)

---

(۱) اثبات الوصیۃ، ص ۱۸۰-۱۸۱۔ شواہد النبوۃ، ص ۳۸۶۔ تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۴۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۹-ریان کی اندرونی خواہشات کی اطلاع

حضرت امام رضا کے ایک صحابی کا بیان ہے کہ ایک روز ریان بن صلت نے مجھ سے کہا کہ میرے لیے حضرت امام رضا سے میرے لیے ملاقات کو وقت لے لو میں چاہتا ہوں کہ حضرت اپنا ایک لباس اور چند سکے کہ جن پر آپ کا اسم مبارک درج ہے مجھے عنایت فرمادیں۔

راوی ہے میں حضرت امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوا ابھی زبان کھولی بھی نہ تھی کہ حضرت نے فرمایا ریان بن صلت ہمارے پاس آنا چاہتا ہے اور اس کی خواہش ہے کہ ہم اس کو اپنا ایک لباس اور چند سکے کہ جن پر ہمارا نام کندہ ہے دیں اس کو اجازت دیں کہ وہ ہمارے پاس آجائے۔ ریان امام کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اپنے دو لباس اور تیس درھم اس کو عطا فرمائے۔(۱)

۲۰-حضرت کی چوکھٹ پر حیوانات

زینب کذابہ کا واقعہ اور اس کا جانوروں کے سامنے ڈالا جانا سنی و شیعہ سب کے یہاں مشہور و معروف ہے کہ جس سے حضرت کی عظمت، مقام امامت اور ولایت تکوینی کی طرف اشارہ ملتا ہے اگر چہ اس واقعہ کے نقل کرنے میں اختلاف ہے کہ یہ اختلاف اس واقعہ کے حقیقی ہونے پر کوئی اثر نہیں ڈالتا چونکہ اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت امام رضا کے زمانے میں رونما ہوا یا حضرت امام علی نقی کے زمانے میں کہ یہاں پر دونوں واقعہ کی طرف اشارہ کیا جائے گا۔

پہلی روایت

انه كان بخراسان امرائة تسمى زينب فادعت انها علوية من سلالة فاطمة و صارت تصول على اهل خراسان بنسبها ، فسمع بها على الرضا فلم يعرف نسبها فاحضرت اليه فرد نسبها و قال هذه كذابة ـ

---

(۱) اثبات الوصیۃ، ص۱۸۰۔ شواہد النبوۃ، ص۳۸۶-۳۸۷۔

Presented by Ziaraat.Com

فسفهت عليه ، و قالت : كما قدحت فى نسبى فانا اقدح فى نسبك فاخذته الغيرة العلوية فقال لسلطان خراسان و كان لذالك السلطان بخراسان موضع واسع فيه سباع مسلسلة للانتقام من المفسدين ، يسمى ذالك الموضع بركة السباع ، اذا اراد الانتقام من بعض المجرمين الخارجين عليه القاه بينهم فافترسوه لوقته فاخذالرضا بيدتلك المرأة و احضرها عندذالك السلطان وقال هذه كذابة على على وفاطمة وليست من نسلهما فان من كان حقا صوابابضعة من فاطمة و على ، فان لحمها حرام على السباع فالقوها فى بحر السباع ، فان كانت صادقة فان السباع لا تقربها و ان كانت كاذبة فتفترسها السباع ۔ فلما سمعت ذالك منه قالت : فانزل انت الى السباع فان كنت صادقا لا تقربك والا فتفترسك فلم يكلمها وقال فقال له ذالك السلطان : الى اين ؟ فقال له : الى بركة السباع والله لانزلن اليها۔

فقام السلطان و الناس والحاشية و فتحوا باب تلك البركة فنزل الرضا و الناس ينظرون من اعلى البركة فلما حصل بين السباع اقعت جميعا الى الارض على اذنابها فصار ياتى الى واحد واحد يسمح وجهه و رأسه و ظهره والسبع يبصبص له هكذا الى ان اتى على الجميع ثم طلع و الناس يبصرونه ، فقال لذالك السلطان انزل هذه الكذابة على على و فاطمة ليبين لك فامتنعت فالزمها السلطان بذالك و اانزلها اعوانه فقذ رآ ها السباع وثبوا اليها وافترسوها فاشتهر اسمها بخراسان۔(۱)

---

(۱) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول، ص۲۹۶۔ اور دیکھیے: فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۲۰۹، ح۴۸۷۔ الفرج بعد الشدۃ، ج۴، ص۱۷۲-۱۷۳۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک عورت کہ جس نام زینب تھا اس نے یہ دعوی کیا کہ میں علویہ و فاطمہ زہرا کی نسل سے ہوں یہ خبر سارے خراسان میں پھیل گئی حضرت امام رضا کو بھی اطلاع ملی آپ نے اس کے علویہ ہونے سے انکار کر دیا اور اس کو اپنے پاس بلوایا اور فرمایا وہ جھوٹ بول رہی ہے اس عورت نے امام کا مذاق اڑایا اور امام سے کہا کہ آپ کو میرے نسب پر اعتراض ہے تو مجھ کو بھی آپ کے حسب ونسب پر اعتراض ہے اس وقت غیرت علوی جوش میں آئی اور آپ نے سلطان خراسان سے فرمایا اس کو درندہ جانوروں کے درمیان ڈالدو، سلطان خراسان کے پاس درندوں کے لیے ایک خاص مکان تھا کہ جس میں اس نے مختلف قسم کے درندے جمع کرر کھے تھے کہ جب بھی کوئی اس کے خلاف قیام کرتا تو وہ انتقام کی غرض سے مفسدین و مجرمین کو ان درندوں کے سامنے ڈالدیتا تھا۔ امام نے اس عورت کو سلطان کے حضور پیش کیا اور فرمایا یہ عورت جھوٹی ہے اور علی و فاطمہ پر جھوٹ بول رہی ہے وہ ان کی نسل سے نہیں ہے اگر یہ عورت اپنے دعوے میں کہ علی و فاطمہ کی نسل سے ہے سچی ہے تو اس کے بدن کا گوشت درندوں پر حرام ہے لہذا اس کو جانورں کے سامنے ڈالدو حقیقت کا پتہ چل جائے گا۔ جس وقت اس زینب کذابہ نے یہ بات سنی تو کہنے لگی کہ آپ بھی تو نسل علی و فاطمہ سے ہیں آپ اگر سچے ہیں تو آپ ان درندوں کے درمیان چلے جائیں، امام بغیر کچھ کہے ان درندوں کے درمیان تشریف لے گئے لوگ اور سلطان حصار کے چاروں طرف سے یہ نظارہ کرنے لگے کہ جب امام ان جانوروں کے درمیان پہنچے تمام جانور آرام ہو گئے امام ایک ایک جانور کے قریب جاتے اور ہر ایک کے سر وصورت اور کمر پر ہاتھ پھیرتے اور جانور بھی اپنی اپنی دموں کو تسلیم ہونے کی صورت میں ہلاتے تھے یہاں تک کہ امام وہاں سے باہر تشریف لائے۔

اس کے بعد امام نے سلطان سے کہا کہ اس جھوٹی عورت کو ان درندوں کے درمیان ڈالدو تا کہ سب کو حقیقت کا علم ہو جائے، عورت نے انکار کیا لیکن سلطان نے حکم دیا تو زبردستی اس کو جانوروں کے درمیان پھینک دیا گیا جانوروں نے جیسے ہی اس کو دیکھا اس پر حملہ آور ہوئے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا یہ عورت سارے خراسان میں زینب کذابہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔

Presented by Ziaraat.Com

دوسری روایت

ابن حجر ھیثمی شافعی نے بھی اس روایت کو بعض حفاظ سے نقل کیا ہے وہ ہے:

ان امرأة زعمت انها شريفة بحضرة المتوكل ، نسأل عمن يخبره بذالك فدل على على الرضا ، فجاء فاجلسه معه على السرير و سأله فقال : ان لله حرم لحم اولاد الحسنين على السباع ، فلتلق للسباع فعرض عليها بذالك فاعترفت بكذها ثم قيل للمتوكل : الا تجرب ذالك فيه ؟ فامر بثلاثة من السباع فجيء بها فى صحن قصره ثم دعاه ، فلما دخل بابه اغلق عليه والسباع قد اصمت الاسماع من زئيرها ، فلما مشى فى الصحن يريد الدرجة مشت اليه وقد سكنت و تمسحت به و دارت حوله و هو يمسها بكمة ثم ربضت فصعد للمتوكل و تحدث معه ساعة ثم نزل ففعلت معه كفعلها الاول حتى خرج فاتبعه المتوكل بجائزة عظيمة فقيل للمتوكل : افعل كما فعل ابن عمك فلم يجسر عليه و قال اتريدون قتلى ثم امرهم ان لايفشوا بذالك۔(۱)

متوکل خلیفہ عباسی کے زمانے میں ایک عورت اس کے پاس آئی اور اس نے دعوی کیا کہ وہ علوی سادات سے ہے متوکل نے اس خبر کے سچ یا جھوٹ ہونے کے سلسلے میں حضرت علی بن موسی الرضا کو طلب کیا اور اس کے بارے میں معلوم کیا امام نے فرمایا خداوند عالم نے حضرات حسنین کی اولاد کے گوشت کو درندوں پر حرام کر دیا ہے اس کے کلام کی تصدیق کے لیے طریقہ یہ ہے کہ اس کو درندوں کے سامنے ڈالدیا جائے متوکل نے ایسا ہی کرنا چاہا، لیکن عورت نے اپنے جھوٹ کا اعتراف کرلیا اور درندوں کے سامنے جانے کو تیار نہیں ہوئی۔

---

(۱) الصواعق المحرقۃ، ج۲،ص۵۹۶-۵۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

بعض افراد نے متوکل سے کہا کہ اسی کام سے حضرت کا بھی امتحان لیا جائے تب اس نے حکم دیا کہ تین شیروں کو قصر میں لایا جائے دروازوں کو بند کر دیا گیا اور پھر حضرت کو بلوایا، حضرت قصر میں وارد ہوئے جب کہ حالت یہ تھی کہ شیروں کے دہاڑنے کی آواز سے کان پھٹ رہے تھے جیسے ہی آپ قصر میں وارد ہو کر زینہ کے ذریعہ اوپر جانا چاہتے تھے کہ شیر خاموش ہو گئے اور آپ کے قریب آ گئے اور اپنے آپ کو حضرت کے پیروں سے ملنا شروع کر دیا اور آپ کا طواف کرنے لگے آپ نے بھی اپنے مبارک ہاتھ ان کے بدن و کمر پر پھیرے اس وقت کو آپ کے حضور بیٹھ گئے حضرت زینہ کے ذریعہ اوپر تشریف لائے اور کچھ دیر متوکل کے پاس بیٹھے گفتگو فرمائی پھر نیچے تشریف لائے اور پہلے کی طرح شیروں کے سروں اور کمروں پر ہاتھ پھیرا اور قصر سے باہر تشریف لے گئے۔ اس کے بعد متوکل نے حکم دیا کہ بہت بڑا جائزہ امام کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اس کے بعد متوکل سے کہا گیا کہ تو بھی اپنے چچازاد بھائی کی طرح یہ کارنامہ انجام دے چونکہ متوکل بھی سادات بنی عباس میں سے تھا لیکن متوکل نے اس طرح کی جرئت کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا مجھے قتل کرانا چاہتے ہو اور حکم دیا کہ اس قصے کو کسی سے بھی بیان نہ کریں۔

نقل المسعودی : ان صاحب هذه القصة هو ابن علی الرضا هو علی العسکری لان الرضا توفی فی خلافة المامون اتفاقاً ولم یدرك المتوکل۔(۱)

مسعودی ہے کہ یہ واقعہ امام علی رضا کے فرزند علی عسکری کا ہے اس لیے کہ امام رضا تمام مورخین کے مطابق مامون کے زمانے میں انتقال فرما گئے تھے اور آپ نے متوکل کا زمانہ درک نہیں کیا تھا۔

---

(۱) مروج الذھب ومعادن الجوھر، ج ۴، ص ۸۶۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر چہ یہ واقعہ اہل سنت کی تعبیر میں شیعوں کے نزدیک خبر مشہور ہے۔(۱)

لیکن فریقین کے نزدیک یہ واقعہ مسلم ہے جیسا کہ اہل سنت کے بزرگوں نے بھی اس کو نقل کیا ہے۔ جیسے ابن حجر ھیثمی نے اس کو بعض حفاظ سے نقل کیا(۲) اور ابو علی عمر بن یحی علوی نے بھی اس کو یقینی جانا ہے اور اہل سنت کی روایت کے مطابق اس کی تائید کی ہے اور وہ اسی طرح کا قصہ اپنے بارے میں بھی نقل کرتا ہے اور اس طرح کے واقعات کو مجربات میں سے جانتا ہے۔(۳)

اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت امام رضاؑ کے زمانے میں پیش آیا یا حضرت امام محمد تقیؑ کے یا حضرت امام علی نقیؑ کے زمانے میں، جب کہ مورخین نے خلیفہ وقت کا نام متوکل تحریر کیا ہے۔ لیکن بعض اس بات کے معتقد ہیں کہ یہ نسخ خطی کی وجہ سے دھوکا ہوا ہے ورنہ متوکل نہ امام رضاؑ کے زمانے میں تھا اور نہ امام محمد تقیؑ کے زمانے میں بلکہ وہ امام علی نقیؑ کے زمانے میں تھا۔

یہی وجہ ہے مسعودی ہے کہ: وهو وجيه لان المتوكل لم يكن معاصراً لمحمد الجواد بل لولده ۔(۴)

یہی حق ہے اس لیے کہ متوکل امام محمد تقی کے زمانے میں نہیں تھا بلکہ امام علی نقی کے زمانے میں تھا اسی وجہ سے زینب کذابہ کے واقعہ کی نسبت حضرت امام علی نقیؑ کی طرف دی جاتی ہے۔

---

(۱) الفرج بعد الشدۃ، ج۴، ص۱۷۲۔

(۲) الصواعق المحرقۃ، ج۲، ص۵۹۶-۵۹۵۔

(۳) الفرج بعد الشدۃ، ج۴، ص۱۷۳۔

(۴) نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، ص۲۴۸۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۱- ایسا سفر کہ جس میں پلٹنا نصیب نہ ہو

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں نے خراسان میں حضرت امام رضا کی زبان مبارک سے سنا کہ آپ نے فرمایا: جس وقت مجھ کو مدینہ سے مرو طلب کیا گیا میں نے اپنے تمام اہل وعیال کو جمع کیا اور ان کو سفارش کی کہ مجھ پر بلند آواز سے گریہ وزاری کریں تا کہ تمہاری آواز کو سن سکوں پھر ان کے درمیان بارہ ہزار درھم تقسیم کیے اور ان سے کہا کہ میں اب کبھی بھی تمہارے پاس واپس نہیں آ سکتا۔(۱)

۲۲- حضرت امام رضا کی سندی زبان میں گفتگو

ابو اسماعیل سندی ہے: میں نے سند میں سنا کہ خداوند عالم نے عرب میں اپنی ایک حجت کو بھیجا ہے میں نے اس حجت خدا کی زیارت کی غرض سے سفر کیا مجھ کو علی بن موسی کی طرف راہنمائی کی گئی، آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عربی زبان نہ جاننے کی وجہ سے میں نے سندی زبان میں ہی سلام کیا تو آپ نے سندی زبان میں میرا جواب سلام دیا۔ اور پھر میں نے سوالات بھی امام سے سندی زبان میں کیے امام میرا اسی طری جواب دیتے رہے لہذا میں نے اپنے سفر کا مقصد آپ سے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا تو اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا ہے میں وہی حجت خدا ہوں کہ جس کی زیارت کے لیے تو نے سفر کیا ہے اب جو کچھ بھی تجھے سوال کرنا ہے مجھ سے معلوم کر۔ ابو اسماعیل کا ہے کہ مجھے جو کچھ بھی معلوم کرنا تھا آپ سے معلوم کیا اور خدا حافظی کے وقت حضرت سے عرض کیا کہ میں عربی زبان نہیں جانتا آپ سے گذارش ہے کہ میرے حق میں دعا کریں کہ خداوند عالم مجھ پر عربی زبان الہام فرما دے۔ آپ نے اپنا دست مبارک میرے ہونٹوں پر پھیرا اور اسی وقت سے میں عربی زبان میں گفتگو کرنے لگا۔(۲)

---

(۱) شواہد النبوۃ، ص ۳۸۹۔

(۲) شواہد النبوۃ، ص ۳۸۸۔ تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۴۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۳-حضرت امام رضا تمام زبانوں سے واقف تھے

ابوصلت ہروی ہے کہ علی بن موسی الرضا لوگوں سے خود انہی کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے، خدا کی قسم لوگوں سے گفتگو فرماتے ہوئے ان سب سے بہتر اس زبان کو جانتے تھے۔ایک روز میں نے حضرت امام رضا سے عرض کیا اے فرزند رسول خدا میں اس بات سے حیرت زدہ ہوں کہ آپ دنیا کی تمام زبانوں سے واقف ہیں؟ امام نے جواب دیا اے ابوصلت میں خداوند عالم کی طرف سے اس کی مخلوق پر حجت ہوں لہذا یہ ممکن نہیں ہے کہ خدا کسی کو اپنی مخلوق پر حجت بنائے اور اس کو اس مخلوق کی زبان سے آشنا نہ کرائے کیا امیر المومنین علی علیہ السلام کی یہ حدیث نہیں سنی ہے کہ آپ نے فرمایا:

او تینا فصل الخطاب و هل فصل الخطاب الا معرف اللغات۔(۱)

ہم کو خداوند عالم نے فصل خطاب عطا فرمایا ہے اور کیا فصل خطاب تمام زبانوں کی آشنائی کے علاوہ کچھ اور ہے۔

۲۴ نماز عید فطر کے لیے عظیم استقبال

مامون نے اپنی چالاکی و مکاری سے حضرت امام رضا پر ولایت عہدی تو تحمیل کر ہی دی تھی جب کہ حضرت امام رضا بھی اپنی جانب سے مکمل کوئی آنچ نہ آنے والی روش سے اقدام نہ فرما رہے تھے یہاں تک عید سعید فطر کا چاند نمودار ہو گیا، مامون نے حضرت امام رضا کو خبر دی کہ بہتر ہے کہ نماز عید فطر اور خطبات نماز آپ انجام دیں گے، امام نے انکار فرمایا لیکن مامون کی طرف سے اصرار بڑھتا گیا اور رہا کہ آپ کے نماز پڑھانے سے لوگ آپ کی ولایت عہدی سے مطمئن ہو جائیں گے اور آپ کے فضل و کمالات سے بھی آگاہ ہوں گے بہر حال مامون کے مسلسل اصرار پر حضرت امام رضا نے فرمایا کہ اگر مجھے اس امر سے معاف رکھو تو زیادہ بہتر ہے۔

---

(۱) شواہد النبوۃ، ص ۳۸۸۔تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۴۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن اگر اصرار ہے ہی تو پھر میں اس طرح نماز اور خطبات انجام دوں گا کہ جیسے رسول خدا انجام دیتے تھے مامون نے جواب دیا کہ آپ کو اختیار ہے جیسے آپ چاہیں انجام دیں اور پھر مامون نے حکم دیا کہ تمام اشراف واعیان اور تمام وزراء و حکام بلکہ تمام لوگ حضرت امام رضا کے بیت الشرف کی ارد گرد جمع ہو جائیں تب بہت سے حکام طلوع آفتاب سے بھی پہلے آپ کے در پر حاضر ہو گئے لوگ اپنے بچوں اور خواتین کے ساتھ آمادہ ہو کر اپنے اپنے گھروں کے سامنے حضرت امام رضا کی آمد کے راستے میں آپ کے انتظار میں کھڑے ہو گئے طلوع آفتاب کے وقت آپ نے غسل عید انجام دیا اور نئے زیب تن کیے خوشبو سے خود کو معطر کیا عمامہ سر پر رکھا تحت الحنک ڈالی لوہے کا عصا دست مبارک میں لیا۔

پھر آپ نے فرمایا کہ ہمارے سارے چاہنے والے بھی اسی طرح کریں اور میرے ساتھ ساتھ چلیں تب امام برہنہ پا مصلے کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے پیروں کو پنڈلیوں تک کھول رکھا تھا اس طرح اپنے بیت الشرف سے باہر تشریف لائے مامون کی جانب سے مامور، حکام واشراف آپ کی یہ حالت دیکھ کر مبہوت ہو گئے اور سب سواری سے نیچے اتر گئے، امام کی طرح برہنہ پا ہو گئے حضرت نے تکبیر کہی لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ تکبیر شروع کی، راوی ہے میں نے اس ماحول کو ایک لمحہ کے لیے ایسا محسوس کیا کہ گویا زمین وآسمان آپ کے ساتھ تکبیر کہہ رہے ہوں، در و دیوار اور درختوں سے تکبیروں کی آوازیں آ رہی ہوں تمام شہر تکبیروں کی آواز سے گونج اٹھا لوگوں نے جب امام کی یہ ہیبت دیکھی اور آپ کی تکبیر کی آواز کو سنا ساری فضا گریہ وزاری اور نالہ وشیون سے بھر گئی۔

مامون کو اس حالت کی اطلاع دی گئی اس کے وزیر فضل بن سہل نے اس سے کہا کہ اگر اسی صورت میں امام رضاؑ مصلے تک پہنچ جائیں، لوگ حضرت کے گرویدہ ہو جائیں گے اور تیرا تخت وتاج خطرے میں پڑ جائے گا۔ لہذا مصلحت اس میں ہے کہ امام کو واپس بلا لیا جائے مامون نے ایک شخص کو امام کی خدمت میں یہ پیغام دے کر بھیجا: کہ آپ کو تکلیف ہوئی اور آپ زحمت میں پڑ گئے ہم آپ کی اس تکلیف وزحمت سے راضی نہیں ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا برائے کرم آپ گھر تشریف لے جائیں اور نماز جیسے پہلے انجام پاتی تھی اس طرح آج بھی انجام پائے گی۔امام نے مامون کا یہ پیغام سنا اپنی سواری پر سوار ہوکر بیت الشرف کی طرف واپس ہو گئے اور لوگ اس حالت سے بہت غمزدہ ہوئے۔(۱)

۲۵ نماز استسقا اور حضرت کی ا بت دعا

حاکم نیشاپوری شافعی اپنی تاریخ میں لکھتا ہے: جس وقت مامون نے حضرت امام رضا کو اپنا ولی عہد بنایا تو فصل کے اعتبار سے بارش کا موسم تھا لیکن بارش نہیں ہوئی اور یہی مسئلہ بہت سے ایسے افراد کے لیے کہ جو آپ کی ولایت عہدی سے ناراض اور آپ کے مخالف تھے سخت اور پریشان کن ثابت ہوا ان لوگوں نے اس حادثہ کو اذیت کرنے کے لیے مناسب سمجھا لہذا مذاق و مسخرہ کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہمارے ولی عہد علی بن موسی الرضا نے ہم سے بارش کو بھی لے لیا ہے، یہ خبر مامون کے کانوں تک بھی پہنچی یہاں تک کہ مامون کو بھی اس بات کا احساس ہونے لگا لہذا ایک دن روز جمعہ اس نے امام سے کہا: کہ کافی مدت ہوگئی ہے بارش نہیں ہوئی اگر آپ بارش کے لیے دعا فرمائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ امام نے فرمایا میں دعا کروں گا، مامون نے کہا: کس وقت دعا فرمائیں گے امام نے فرمایا: پیر کے دن، میں نے کل رات رسول خدا اور امیر المومنین کو خواب میں دیکھا ہے کہ آپ فرما رہے ہیں کہ بیٹا پیر تک صبر کرو اور پھر اس دن بیابان میں جانا اور بارش کے لیے خداوند عالم سے دعا کرنا خداوند عالم اپنی رحمت کو ان لوگوں پر نازل فرمائے گا اے میرے بیٹے خداوند عالم کی نظر میں اپنی عظمت و وقار اور منزلت و مقام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا۔

پیر کا دن نمودار ہوا حضرت امام علی رضا لوگوں کے ساتھ صحرا کی طرف روانہ ہوئے اور آپ ایک بلندی پر جا کر کھڑے ہو گئے اور خدا کی حمد و ثنا کرنے کے بعد اس کے حضور عرض کی:

---

(۱) اثبات الوصیۃ، ص ۱۷۹۔ تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۴۴۔

Presented by Ziaraat.Com

اللهم يا رب انت عظمت حقنا اهل البيت فتوسلوا بنا كما امرت واملوا فضلك و رحمتك و توقعوا احسانك و نعمتك فاسقهم سقيا نافعا عاما غير ضار ، وليكن ابتدا مطرهم بعد انصرافهم من مشهدهم هذا الى منازلهم و مقارهم۔

پروردگارا !اے میرے پالنے والے تو نے ہم اہل بیت کے حق میں عظمت عطا فرمائی ہے اور لوگوں کو حکم دیا کہ ہمارے ذریعہ وتوسل سے تیرے حضور دعا کریں لہذا یہ لوگ تیرے فضل ورحمت کے منتظر ہیں اور تیری واحسان کے متوقع ہیں پس ان کو عام نفع بخش وبدون ضرر بارش سے سیراب فرما کہ بارش کی ابتداء ان کے اوپر اور پھر ان کے گھر کے بعد نازل فرما۔

راوی ہے اس خدا کی قسم کہ جس نے محمد کو رسالت کے ساتھ مبعوث کیا حضرت علی موسی الرضا کے کلمات ابھی تمام بھی نہ ہوئے تھے کہ ایک دم بادل گھر آئے اور بجلی گرجنے لگی اور یہ حالت ہوگئی کہ لوگ بارش کے تصور سے اپنا سر چھپانے کے لیے جگہ تلاش کرنے لگے، امام رضا نے فرمایا اے لوگو یہ بادل تمہارے لیے نہیں ہے بلکہ یہ فلان علاقہ میں برسے گا، یہ اتفاق اسی طرح دس مرتبہ ہوا اور امام ہر مرتبہ فرماتے رہے کہ یہ بادل فلاں علاقہ میں برسے گا گیارہویں مرتبہ جب بادل نمودار ہوا تب امام رضا نے فرمایا اے لوگوں خداوند متعال نے اس بادل کو تمہارے لیے بھیجا ہے پس خداوند عالم کا اس پر شکر ادا کرو جب تک تم اپنے اپنے گھروں کو واپس نہ ہو جاؤ بارش نہیں برسے گی لہذا آپ سب اپنے گھروں میں واپس چلے جاؤ تا کہ رحمت خدا برسنا شروع ہو جائے۔

راوی ہے: حضرت امام علی رضا مسر سے نیچے تشریف لائے اور منزل کی طرف روانہ ہوئے لوگ بھی اپنے اپنے گھروں کی طرے روانہ ہوگئے جس وقت سب اپنے اپنے گھروں میں پہنچ گئے تب بارش شروع ہوئی اور سارے شہر کو سیراب کر دیا لوگ حضرت امام رضا کی عظمت وتجلیل کرتے اور بہت زیادہ اشتیاق سے کہتے ''هنيا لولد رسول الله كرامات الله''

فرزند رسول خدا پر خداوند عالم کی کرامات مبارک ہوں۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت نے بھی فرصت کو مناسب سمجھا اور لوگوں کو موعظہ و نصیحت فرمائی اور اس طرح ارشاد فرمایا:

یا ایها الناس اتقوالله فی نعم الله علیکم فلا تنفروا ها عنکم بمعاصیه ، بل استدیموها بطاعته و شکره علی نعمه وایادیه واعلمو انکم لا تشکرون الله عزوجل بشئی بعد الایمان بالله وبعد الاعتراف بحقوق الیا الله من آل محمد رسول الله احب الیه من معاونتکم لاخوانکم المومنین علی دنیاهم التی هم معبر لهم تعبر بهم الی جنان ربهم فان من فعل ذالك کان من خاص الله تعالی۔

اے لوگو ! خداوند عالم کی نعمتوں کے مقابل تقوی اختیار کرو اور گناہ انجام دے کر اپنے آپ سے ان نعمتوں کو دور نہ کرو بلکہ خداوند عالم کی اطاعت کر کے اور شکر بجالا کے اپنی نعمتوں میں اضافہ کرو اور یہ جان لو کہ کوئی شکر بھی خداوند عالم پر ایمان اور اس کے الیا کہ جو آل محمد ہیں ان کی معرفت اور ان کے حقوق کے اعتراف کے بعد برادران ایمانی کی امور دنیا میں ان کی مدد سے زیادہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے کہ یہ دنیا عبرت کی جگہ ہے اور جنت کے لیے گذرگاہ ہے پس جو شخص ان کارناموں کو انجام دے وہ خاصان خدا میں سے ہے۔

اس کے امام نے حضرت رسول خدا کی زندگی کے دوران کا ایک عبرتناک واقعہ بیان فرمایا کہ رسول خدا کو خبر دی گئی کہ فلان صحابی ہلاک ہو گیا چونکہ وہ فلاں گناہ میں ملوث تھا رسول خدا نے فرمایا؛

بل قد نجا و لایختم الله عمله الا بالحسنی و سیمحوالله عنه السیات و یبدلها له حسنات۔

بلکہ وہ نجات پا گیا خداوند عالم نے اس کی بخشش کر دی اور اس کے تمام گناہوں کو پاک فرما کر اس کے اعمال میں نیکیاں بھر دی ہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

ایک روز وہ شخص ایک راستے سے گذر رہا تھا اس نے ایک مرد مومن کو دیکھا کہ وہ سو رہا ہے اور اس کی شرمگاہ ہوئی ہے اس شخص نے اس مومن کی شرمگاہ کو اس طرح ڈھکا کہ وہ بھی متوجہ نہیں ہوا لیکن جب بعد میں متوجہ ہوا اور اس شخص کی نیت و خیر خواہی کو دیکھا اور اس کے لیے اس طرح دعا کی:

اجزل لله لك الثواب و اكرم لك المآب ولا ناقشك الحساب۔

خدوند تجھ کو بہترین جزا عنایت کرے اور تیرے لیے حساب و کتاب کو آسان کر دے۔

رسول خدا نے فرمایا یہ شخص اس مومن کی دعا سے عاقبت بخیر ہو گیا حضرت رسول خدا کے اس کلام کی اس شخص گناہگار کو خبر ہوئی اس نے آنحضرت کے اس کلام مبارک کی برکت سے اپنے گناہ سے توبہ کی اور پھر اس کام کو انجام نہیں دیا خداوند عالم نے بھی اس کی دعا کو قبول فرمایا اور وہ آخر کار رسول خدا کی ہمراہی میں شہید ہو گیا۔

حضرت امام رضا نے اس واقعہ کو بیان فرمایا اور رخصت ہو گے۔

راوی کا بیان ہے فعظم الله تعالى البرك من البلاد بدعا الرضا رضوان الله عليه۔(۱)

خداوند عالم نے خصرت امام رضا کی دعا کے صدقے کہ خدا کی رحمت آپ پر نازل ہو اس سرزمین کو بہت زیادہ برکتوں سے نوازا۔

حضرت امام رضا کی یہ کرامت لوگوں کے لیے آشکار ہوئی، اس سے آپ کے علم مبارک کا ایک گوشہ لوگوں پر روشن ہوا اور اس سے زیادہ یہ کہ لوگوں کے دل کلام نبوی کی طرف مائل ہو گئے۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۲۱۲-۲۱۴، ح ۴۹۰۔ بنقل از تاریخ نیشاپور۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۶ - شیر کی تصویر کا اصلی شیر میں تبدیل ہونا

مذکورہ ذیل کرامت حضرت امام رضا کے تاریخی معجزات وکرامات میں سے ایک ہے کہ جو آپ کی مختصر مدت ولایت عہدی کے دوران ایک عجیب وغریب انقلاب لایا کہ جس کو حاکم نیشاپوری شافعی نے اس طرح ذکر کیا ہے:

ومن کرامات اولیا الله التی شاهدوا لعلی بن موسی الرضا صلوات الله علیه۔(۱)

اولیاالٰہی کی کرامات میں سے کہ جولوگوں نے حضرت علی بن موسی الرضا سے مشاہدہ کیا وہ یہ ہے

حضرت امام علی رضا کی دعا کی برکت سے بارش کے برسنے کی حیرت انگیز وتاریخی کرامت کے بعد مخالفین وحاسدین اور دشمنوں کا حیلہ وفریب رکھا رہ گیا چونکہ اس فرصت کو انہوں نے حضرت امام رضا کی شہادت اور شیعوں سے ان کے عقیدے کے بارے میں سوالات کر کے اور ان کو قتل کرنے کا پروگرام بنا رکھا تھا لیکن ا بت دعا سے نقشہ بدل گیا اور حضرت امام رضا کی عظمت اور دوبالا ہوگئی حتی دشمنوں کو بھی اعتراف کرنا پڑا لیکن اب دوسرے بہانوں سے مامون سے کٹ حجتی کرنے لگے اور کہتے تھے کیوں آپ نے ولایت عہدی علی بن موسی الرضا کے سپرد کی؟ کیوں آپ بنی عباس کے دیرینہ شرافت وافتخار اور خلافت کہ جو سالوں سے بنی عباس کے ہاتھوں میں ہے علوی خاندان اور ان کے شیعوں کے حوالے کرنا چاہتے ہیں؟ علی بن موسی جادوگر وساحر ہے آپ نے دیکھا کہ کس طرح جادو وسحر سے آسمان سے بارش نازل کرائی لہذا یہ ڈر ہے کہ کہیں اپنے اس جادو سے بنی عباس سے خلافت ومملکت وحکومت کو بھی نہ چھین لے اور اپنے خاندان والوں کے سپرد کر دے۔ اے مامون کیا تیری طرح کوئی اپنے حق اور اپنی خلافت کے امور میں مرتکب گناہ وغلطی ہوا ہے؟

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۲۰۸، ح ۴۸۷۔

Presented by Ziaraat.Com

مامون نے اپنے بھی اھداف بیان کیے کہ کس وجہ سے ولایت عہدی ان کو دی ہے لہذا وہ ہے: میں نے علی بن موسی الرضا کو اس لیے ولایت عھدی کے لیے انتخاب کیا ہے کہ تا کہ ان پر نظارت کرسکوں اس لیے کہ وہ مدینہ میں رہ کر ہمارے خلاف لوگوں کو ابھار رہے تھے اور اپنی طرف دعوت دے رہے تھے میں نے ان کو اس منصب کے لیے انتخاب کیا تا کہ لوگ جان لیں کہ علی بن موسی الرضا جس چیز کا دعوی کرتے ہیں ایسا نہیں اور خلافت اصل میں ہمارا حق ہے اگر میں یہ کام نہ کرتا اور وہ اپنے کام کو ادامہ دیتے رہتے تو پھر ان سے مقابلہ کرنا مشکل ہو جاتا لیکن اب میں بھی اپنے اس کام سے شرمندہ ہوں اور دیکھ رہا ہوں کہ یہ کام اس سے بھی زیادہ ہمارے حق میں نقصان دہ ثابت ہوا ہے اگر یہ ولایت عہدی اسی طرح باقی رہی تو یقیناً ہمارے لیے ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے لیکن پھر بھی اتنے سادگی سے اس حادثے سے نہیں گذرا جا سکتا اس کے لیے کوئی بنیادی فکر کرنی ہوگی کہ جس کے لیے کچھ وقت درکار ہے تا کہ تھوڑا تھوڑا علی بن موسی الرضا کو لوگوں کی نظروں سے گرائیں اور ان کے مقام و منزلت کو کم کریں تا کہ ثابت کرسکیں کہ وہ اس منصب کے اہل نہیں ہیں۔

حضرت امام رضا کا ایک دشمن حمید بن مہران مامون سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین آپ مجھ کو اجازت دیں کہ میں علی بن موسی الرضا سے گفتگو کروں اور ان کو اور ان کے چاہنے والوں کو مغلوب کردوں اور ان کی تحقیر کروں اگر آپ کی ہیبت نہ ہوتی تو میں لوگوں کو دکھا دیتا کہ وہ اس منصب کے لائق نہیں ہیں، مامون نے خوشحال ہو کر حمید بن مہران کی پیشکش کو قبول کر لیا اور کہا ''ماشیء احب الیّ من ھذا '' میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی چیز بھی محبوب تر نہیں ہے۔

مامون نے حکم دیا کہ ایک بحث و مباحثہ کا جلسہ رکھا جائے اور اشراف و بزرگ شخصیتیں، وزراء و حکام کو جلسے میں دعوت دی جائے۔

وعدہ کا دن آ گیا پروگرام کے مطابق تمام مدعو افراد حاضر ہو گئے حمید بن مہران نے اپنی گفتگو بغیر کسی تمہید کے شروع کی اور امام رضا سے مخاطب ہو کے کہنے لگا:

Presented by Ziaraat.Com

ان الناس قد اکثروا علیك الحکایات و اسرفوا فی وصفك۔ لوگ آپ کے بارے میں بہت زیادہ داستانیں بنا رہے ہیں اور بہت ہی زیادہ مبالغہ گوئی سے کام لے رہے ہیں کہ اگر آپ ان سے مطلع ہوں تو یقیناً انکار کرو گے مثلاً لوگوں نے دیکھا کہ آپ نے خداوند عالم سے بارش کی دعا کی اور آپ کی دعا سے بارش ہوگئی جب کہ اس بارش کا وقت آ چکا تھا اور وہ بارش ہی کا موسم تھا جب کہ لوگوں کا خیال یہ ہے کہ یہ آپ نے کیا ہے اور یہ معجزہ ہے آپ بے نظیر اور صاحب معجزہ شخصیت ہو جب کہ آپ کا مقام امیر المومنین مامون- کہ اس کی مملکت مستدام رہے- کے مقابل کچھ بھی نہیں ہے اس نے آپ کو ولایت عہدی سپرد کی ہے لہذا یہ صحیح نہیں ہے کہ مامون کے مقابل آپ کی اتنی مدح ثنا کی جائے کہ جس سے خلیفہ کی ہتک حرمت اور اس کے بارے میں نامناسب باتیں کہی جائیں۔

امام رضا نے بہت ہی متانت و وقار کے ساتھ اس طرح جواب دیا:

ما ادفع عباد الله عن التحدث بنعم الله علی وان کنت لا ابغی اشرا ولا بطرا۔

میں لوگوں کو خداوند عالم کی مجھ پر نعمتوں کے تذکرہ کرنے سے نہیں روک سکتا اگر چہ میں غرور وتکبر بھی نہیں کر رہا ہوں۔

لیکن یہ مقام کہ جس کا تو تذکرہ کر رہا ہے کہ مامون نے مجھ کو دیا ہے یہ میرے نزدیک حضرت یوسف و بادشاہ مصر سے زیادہ نہیں ہے۔

حمید بن مہران حضرت امام علی رضا کے اس کلام سے غصہ میں آ گیا اور کہا اے فرزند موسی آپ نے اپنی حد سے بڑھ کر قدم رکھا ہے اور اپنی حیثیت سے زیادہ بول رہے ہو وہ بارش خدا کے حکم سے اسی وقت آنی تھی اس میں نہ کچھ تاخیر ہوتی اور نہ ہی جلدی لیکن آپ نے اس کو اپنے حق میں منوایا اس کو اپنے تسلط ونفوذ کے لیے بہانہ بنالیا گویا یہ آپ کا معجزہ حضرت ابراہیم کی طرح کا معجزہ تھا کہ انہوں نے چار پرندوں کو پکڑا ذبح کیا پھر سب کے گوشت کو قیمہ بنا کر پہاڑوں کی چوٹی پر رکھ آئے اس کے بعد ایک ایک کر کے آواز دی وہ خدا کے حکم سے زندہ ہو کر چلے آئے۔

Presented by Ziaraat.Com

اگر آپ بھی اپنے دعوے میں سچے ہیں تو ان دو شیروں کی تصویروں کو زندہ شیروں کی شکل میں تبدیل کریں اور ان سے کہیں کہ مجھ کو کھا جائیں اس طرح کر دیا تو یقیناً یہ معجزہ ہوگا لیکن وہ بارش تو اپنے موسم میں طبیعی طور سے برسنی ہی تھی کہ جس کو آپ نے اپنی دعا کے طور پر منوایا ہے شاید کسی اور کی دعا مستجاب ہوئی ہو۔

حمید بن مہران یہ گفتگو کرتے ہوئے دربار میں رکھے ہوئے دو شیروں کی تصویروں کی طرف اشارہ کر رہا تھا اور امام کا مذاق و مسخرہ کرتے ہوئے ان کو زندہ کرنے کے لیے کہہ رہا تھا۔

حضرت امام علی رضا کو حمید بن مہران کی بات ناگوار گذری اور ان دونوں شیروں کی تصویروں کی طرف دیکھ کر فرمایا: دونکما الفاجر فافترساه ولا تبقیا له عینا و لا اثرا۔

اے دو شیروں اس فاسق و فاجر کو پھاڑ کھاؤ اس طرح کہ اس کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ دو تصویریں اصلی شیر میں تبدیل ہو گئیں اور حمید بن مہران پر حملہ کیا اس کو پھاڑ کھایا اور اس کا اثر بھی زمین پر نہ رہنے دیا تمام حاضرین جلسہ حیرت زدہ ہو گئے اور اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے کہ وہ دونوں شیر حضرت امام رضا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اذن خدا سے زبان پائی اور وہ یوں گویا ہوئے: یا ولی الله فی ارضه ماذا تامرنا ان نفعل بهذا (ویشیران الی مامون)

اے روی زمین پر ولی خدا اس مامون کے بارے میں ہمارے لیے کیا حکم ہے؟

جس وقت مامون نے یہ کلمات سنے احساس کیا کہ میرا حشر بھی حمید بن مہران کی طرح ہونے والا ہے بے ہوش ہو گیا حضرت امام رضا نے فرمایا ٹھہرو اور حکم دیا کہ پانی لایا جائے اور مامون کے چہرے پر تھوڑا سا پانی چھڑکیں اس طرح اس کو ہوش میں لایا گیا جس وقت وہ ہوش میں آیا ان دونوں شیروں نے امام سے عرض کی :اتاذن لنا ان نلحقه بصاحبه الذی افنیا ه ؟

کیا آپ کی اجازت ہے کہ اس کو بھی اس کے ساتھی کے پاس پہنچا دیں کہ جس کو ہم نے ابھی فنا کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

امام نے اجازت نہیں دی اور فرمایا: فان الله تعالی تدبیرا هو ممضیه۔

خداوند عالم کا ارادہ جس امر سے متعلق ہوتا ہے وہ خود بخود انجام پا جاتا ہے

ان دونوں شیروں نے امام سے اپنے بارے میں معلوم کیا اور امام نے ان کو حکم دیا کہ تم اپنی اصلی حالت میں چلے جاؤ وہ یہ حکم سن کر پھر دوبارہ تصویر بن گئے۔

مامون کہ جو ترس وخوف سے وحشت زدہ تھا، کہنے لگا:

الحمد لله الذی کفانی شر حمید بن مهران۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو حمید بن مہران کے شر سے نجات دی۔

پھر امام سے مخاطب ہو کر کہا: هذا الامر لجدکم ثم لکم فلو شئت لنزلت لك عنه۔(۱)

یہ مقام خلافت آپ کے جد رسول خدا کا ہے اور ان کے بعد آپ کا ہے اگر آپ مائل ہوں تو میں ہٹ جاؤں اور آپ امر خلافت کو سنبھالیں۔

۲۷ - حضرت امام رضا کی اپنی شہادت اور مقام دفن کے بارے میں پیشنگوئی

حضرت امام رضا کی مہمترین اور اپنی زندگی کی آخری کرامت اپنی شہادت کے متعلق پیشنگوئی اور اس کی کیفیت وجزئیات کے بارے میں خبر دینا ہے۔

ابن حجر ھیثمی شافعی اس سلسلے میں ہے:

۔۔۔و اخبر قبل موته بانه یاکل عنبا و رمانا مبثوثا و یموت ، ان المامون یرید دفنه خلف الرشید فلم یستطع وفکان ذالك کله کما اخبربه۔(۲)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۲۱۴-۲۱۶، ح۴۹۰۔

(۲) الصواعق المحرقۃ، ج۲،ص۵۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ نے اپنی موت سے پہلے ہی خبر دی کہ آپ انگور و انار تناول فرمائیں گے اور اسی کے اثر سے انتقال فرما جائیں گے، مامون آپ کو ہارون الرشید کے پیچھے دفن کرنا چاہے گا لیکن کامیاب نہیں ہو پائے گا۔ آپ نے جیسا فرمایا تھا ویسا ہی ہوا۔

آنحضرت کی اپنی شہادت اور مقام دفن کے متعلق پیشنگوئی اور باقی تمام واقعات کو ابوصلت ہروی اور ہرثمہ بن اعین نے علیحدہ علیحدہ نقل کیا ہے کہ جو دونوں روایات یہاں درج کی جارہی ہیں۔

روایت ابوصلت ہروی:

ابوصلت حضرت امام رضا کا ایک غلام ہے اس نے آپ کی وصیت اور پیشنگوئی عجیب وحیرت انگیز طریقہ سے بیان کیا ہے کہ جو حضرت امام رضا کے پاس علم غیب اور آئندہ کے حالات سے باخبر ہونے کا پتا دیتا ہے اور یہ واقعہ ان لوگوں کا بھی جواب ہے کہ جو مامون کی طرفداری اور اس کا امام کے قاتل ہونے سے انکار کرتے ہیں اور بہت سے تاریخی واقعات کو جھٹلاتے ہیں۔ جب کہ یہ روایت شیعہ وسنی دونوں طریقوں سے نقل ہوئی ہے کہ جس سے حضرت امام رضا کی مظلومیت صاف و شفاف آشکار ہو جاتی ہے۔

یہ واقعہ اس قدر حیرت انگیز ہے کہ ملا عبدالرحمٰن جامی حنفی اس کو نقل کرنے سے پہلے ہے کہ ''آنحضرت کے خوارق العادت کرامات میں سے ایک یہ روایت ہے کہ جس کو ابوصلت ہروی نے نقل کیا ہے''(۱) اور اس کے بعد روایت کو نقل کرتا ہے۔

ابوصلت ہے ایک روز میں حضرت امام رضا کے پاس کھڑا ہوا تھا آنحضرت اس گنبد کی طرف نظارہ فرما رہے تھے کہ جو ہارون کی قبر پر بنایا گیا تھا اس وقت مجھ سے فرمایا وہاں جاؤ اور اس کے چاروں طرف سے کچھ مٹی اٹھا کر لاؤ۔

---

(۱) شواہد النبوۃ، ص ۳۸۹۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوصلت ہے کہ میں امام کے دستور کے مطابق گیا اور تھوڑی سی خاک اٹھا کر لے آیا امام نے خاک کو سونگھا اور زمین پر ڈال دیا اور فرمایا عنقریب میرے لیے اس سرزمین میں قبر کھودیں گے لیکن اس میں ایک بہت بڑا پتھر نکلے گا اس کو توڑنے کے لیے بہت کوشش کی جائے گی لیکن خراسان کا کوئی سا بھی ہتوڑا اس کو نہیں توڑ پائے گا ، پھر حضرت نے فرمایا فلاں جگہ سے خاک اٹھا کر لا میں گیا اور مٹی اٹھا کر لے آیا امام نے فرمایا میری قبر اس مقام پر کھودی جائے گی تو ان سے کہ سات زینے گہری قبر کھودیں اور ایک انسان کے دفن ہونے کے اندازے کے مطابق وسیع کریں اور اگر وہ لوگ اس کام سے پرہیز کریں تو ان سے کہ لحد کو تھوڑا کشادہ رکھیں تقریبا دو ذراع اور ایک بالشت یعنی حدودا ایک مسر چوڑی رکھیں۔ خداوند عالم اس کو اپنی رحمت وعنایت سے وسیع کر دے گا میری قبر کو کھودتے وقت اس میں سے پہلے کچھ مقدار میں پانی نکلے گا۔ میں کچھ کلمات آپ کو بتاتا ہوں تم ان کو پڑھنا تو وہ پانی اور زیادہ جوش میں آئے گا اور پوری قبر پانی سے بھر جائے گی اس میں کچھ چھوٹی چھوٹی مچھلیاں پیدہ ہونگی ، میں آپ کو یہ روٹی دیتا ہوں اس کو چور کے ان کے سامنے پانی میں ڈال دینا وہ مچھلیاں اس روٹی کو کھا جائیں گی یہاں تک کہ روٹی کا نشان بھی نہیں رہے گا پھر اچانک ایک بڑی مچھلی نظر آئے گی کہ جو ان تمام چھوٹی مچھلیوں کو کھا جائے گی اور پھر غایب ہو جائے گی آپ پانی کو ہاتھ نہ لگانا اور میں جو کلمات آپ کو بتاؤں ان کو پڑھتے رہنا پانی تھوڑا تھوڑا ختم ہوتا چلا جائے گا یہاں تک کہ بالکل خشک ہو جائے گا یہ جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے مامون کے سامنے انجام دینا۔

امام نے فرمایا: ابوصلت میں کل مامون کے پاس جاؤں گا میں جس وقت مامون کے پاس سے واپس آؤں تو دیکھنا کہ اگر میں نے اپنے سر کو کسی چیز سے ڈھانپ نہیں رکھا ہے تو مجھ سے بات کر لینا اور اگر کسی چیز سے سر کو چھپا رکھا ہے تو ہرگز بات نہ کرنا۔ ابوصلت ہے اگلے روز صبح کے وقت حضرت امام رضا نے اپنا لباس زیب تن کیا اور منتظر بیٹھ گئے یہاں تک کہ مامون کا غلام آیا اور اس نے مامون کی دعوت کو پیش کیا۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ مامون کے پاس پہنچے مامون کے سامنے مختلف قسم کے پھلوں سے بھرے ہوئے ظرف رکھے ہوئے تھے اور انگور کا ایک گچھہ اپنے ہاتھ میں لیے ہوئے کھانے میں مشغول تھا جیسے ہی آنحضرت اندر وارد ہوئے وہ کھڑا ہوا امام سے معانقہ کیا اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا آپ کو بٹھایا انگور کا گچھہ کہ جو ہاتھ میں لیے ہوئے تھا وہ امام کو دیا اور کہا اے فرزند رسول خدا ان انگوروں سے اچھے بھی کہیں دیکھے ہیں امام نے جواب دیا اچھے انگور جنت میں ہیں، مامون نے کہا ان انگوروں کو کھایئے امام نے فرمایا مجھ معاف رکھو۔

مامون نے اصرار کیا اور کہا آپ کیوں نہیں کھا رہے ہیں کیا آپ کو ہم پر شک ہے؟ یہ جملے کہے اور امام کے ہاتھ سے وہ انگور کا گچھہ لے لیا اور کچھ انگور کے دانے اس میں سے توڑ کر کھا لیے اور پھر وہ امام کو دے دیا حضرت نے اس میں سے دو تین انگور کھائے اور باقی کو پھینک دیا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے مامون نے معلوم کیا کہاں جا رہے ہیں؟ امام نے فرمایا: جہاں تو بھیجنا چاہتا ہے۔ ابوصلت ہے: امام اپنے سر مبارک پر کچھ رکھے ہوئے باہر تشریف لائے میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی، آپ اپنے بیت الشرف میں تشریف لے گئے اور مجھ سے فرمایا گھر کے دروازے کو بند کر دو اور پھر آپ اندر جا کر آرام فرمانے لگے، میں بھی گھر میں غم و رنجیدہ کھڑا ہوا تھا اچانک ایک خوبصورت کالے بالوں والے نوجوان کو دیکھا کہ جو ہو بہو بالکل امام رضا سے مشابہ تھا گھر میں وارد ہوا میں جلدی سے اس کے پاس گیا اور پوچھا؟ آپ کیسے گھر میں وارد ہوئے؟ جب کہ دروازہ بند ہے؟ اس نوجوان نے فرمایا جو ذات مجھے مدینہ سے چند لمحوں میں یہاں لا سکتی ہے وہ اندر بھی وارد کر سکتی ہے۔ میں نے معلوم کیا کہ آپ کون ہو؟ تو فرمایا میں خداوند عالم کی جانب سے مخلوق پر حجت ہوں، میرا نام محمد بن علی ہے پھر آپ اپنے والد بزرگوار کی خدمت میں تشریف لے گئے اور مجھے بھی اندر حجرے میں آنے کی دعوت دی، حضرت امام رضاؑ نے جیسے ہی ان کو دیکھا فوراً اپنی جگہ سے اٹھے اور معانقہ فرمایا، سینے سے لگا لیا اپنے بیٹے کی دونوں آنکھوں کے درمیان کا بوسہ لیا پھر دونوں نے خاموشی سے کچھ گفتگو کی۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کے بعد حضرت امام رضا کے لبوں پر برف سے زیادہ سفید رنگ کے جھاگ نمودار ہوئے، امام محمد تقی نے اپنے لبوں کو حضرت کے لبوں پر رکھ دیا پھر حضرت کے سینے کے اندر سے ایک چڑیا کے مانند کوئی چیز نکلی اور پرواز کر گئی اس وقت حضرت امام رضا انتقال فرما گئے۔

حضرت امام محمد تقی نے مجھ سے فرمایا: اے ابوصلت اٹھو اور خزانہ میں سے پانی اور تختہ لے آؤ، میں نے عرض کی خزانہ میں نہ پانی موجود ہے اور نہ کوئی تختہ، امام نے فرمایا: جو کچھ میں تم سے کہہ رہا ہوں انجام دو، میں خزانہ میں گیا وہاں پر پانی اور تختہ دونوں کو پایا ان کو لے کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

میں نے چاہا کہ غسل دینے میں حضرت کی مدد کروں، آپ نے فرمایا میری مدد کرنے والے اور افراد موجود ہیں۔ حضرت امام محمد تقی نے آنحضرت کو غسل دیا پھر مجھ سے فرمایا خزانہ میں ایک جامہ دانی ہے اس میں کفن اور حنوط ہے اس کو لے آؤ، ابوصلت کا بیان ہے کہ میں خزانہ میں گیا وہاں پر جامہ دانی کو دیکھا جب کہ پہلے وہاں کوئی چیز نہیں تھی میں کفن و حنوط کو بھی لے آیا حضرت امام محمد تقی نے اپنے والد بزرگوار کو کفن پہنایا حنوط کیا اور آپ کے بدن شریف پر نماز جنازہ پڑھی پھر مجھے حکم دیا کہ ایک تابوت لے کر آؤ، میں نے عرض کی کہ جاتا ہوں کسی نجار سے ہوں کہ ایک تابوت بنائے، امام نے فرمایا خزانہ میں جاؤ میں وہاں گیا تابوت کو رکھا دیکھا کہ جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا میں اس کو اٹھا لایا آپ نے امام کے جنازے کو تابوت میں رکھا اور دو رکعت نماز پڑھی کہ اچانک نماز کے دوران تابوت اپنی جگہ سے بلند ہوا حجرے کی چھت شگافتہ ہوئی اور تابوت وہاں سے آسمان کی طرف چلا گیا۔ میں نے عرض کی اے فرزند رسول خدا، مامون آئے گا اور مجھ سے جنازے کے بارے میں معلوم کرے گا۔ امام نے فرمایا خاموش رہو تابوت واپس آ جائے گا۔ پھر مجھ سے فرمایا اے ابوصلت اگر کوئی پیغمبر مشرق میں انتقال کر جائے اور ان کا وصی مغرب میں دنیا سے رخصت ہو تو بھی خداوند عالم ان کے بدنوں اور روحوں کو ایک جگہ جمع فرما دے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوصلت کا بیان ہے کہ امام کی فرمائش ابھی تمام بھی نہ ہوئی تھی کہ حجرے کی چھت دوبارہ اور تابوت واپس آ گیا امام محمد تقی نے جنازے کو تابوت سے باہر نکالا اور آپ کے بستر پر زمین میں لٹا دیا بلکل ایسے کہ گویا ابھی ابھی امام کا انتقال ہوا ہے اور آپ کو غسل وکفن نہیں دیا گیا، پھر مجھ سے فرمایا اب تم اٹھو دروازے کو کھولو۔ ابوصلت کا بیان ہے جب میں نے دروازے کو کھولا تو مامون اور اس کے سپاہی و غلام روتے پیٹتے ہوئے گھر میں وارد ہوئے اپنے گریبانوں کو چاک کیے ہوئے تھے اپنا سر وسینہ پیٹ رہے تھے اور مامون یاسیداہ فجعت بك یا سیداہ اے میرے سید وسردار آپ کی موت سے میں بے چارہ ہو گیا'' کہہ کہہ کر چیخ رہا تھا۔ اس کے بعد امام کے بدن مبارک کی تجہیز وتکفین میں مشغول ہو گئے، اس نے حکم دیا کہ حضرت امام رضا کے لیے قبر کھودی جائے۔ ابوصلت ہے میں وہیں حاضر تھا اور جو کچھ امام نے فرمایا تھا وہی سب کچھ رونما ہوا جس وقت مامون نے پانی اور مچھلیوں کو دیکھا تو کہا امام رضا مرنے کے بعد بھی اپنی زندگی کی طرح خوارق عادت معجزات رکھتے ہیں۔ مامون کے ایک طرفدار نے کہا کیا آپ جانتے ہیں کہ اس واقعہ کا کیا مطلب ہے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بنی عباس کی حکومت وخلافت کثرت وطولانی مدت اس مچھلیوں کی طرح ہے، مامون نے اس تفسیر کی تائید میں کہا کہ ہاں تم سچ کہہ رہے ہو۔

ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام رضا کے حکم کے مطابق عمل کیا اور وہ کلمات کہ جن کی مجھ کو تعلیم دی تھی میں نے قبر میں پانی ظاہر ہوتے وقت پڑھے۔ جس وقت مامون حضرت امام رضا کے دفن سے فارغ ہوا، اس نے کہا کہ وہ کلمات مجھ کو بھی تعلیم دو میں نے کہا کہ میں ان کلمات کو اسی وقت بھول گیا اور واقعا میں ان کو پڑھنے کے بعد بھول گیا تھا۔ مامون اس بات سے بہت غصہ ہوا اور حکم دیا کہ مجھ کو زندان میں ڈالدیا جائے، میں نے ایک سال بہت سختی ومشکلات کے ساتھ زندان میں گذارا، یہاں تک کہ میری حالت بہت خراب ہوگئی میں نے خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کی پروردگارا تجھے محمد وآل محمد کا واسطہ میری مشکل آسان کردے اور مجھ کو اس زندان سے رہا فرما۔

Presented by Ziaraat.Com

ابوصلت ہے کہ ابھی میری دعا تمام نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت امام محمد تقی میرے پاس تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا: کیا خستہ ہو گئے ہو؟ ابوصلت نے کہا ہاں خدا کی قسم، آپ نے فرمایا اٹھو اور اسی طرح مجھ کو زندان سے باہر لے آئے جب کہ نگہبان اور زندان کی سپاہی مجھے دیکھ رہے تھے لیکن کسی میں کچھ کہنے یا ہم کو روکنے کی جرئت نہیں تھی۔ جس وقت حضرت امام محمد تقی نے مجھ کو زندان سے آزاد کیا مجھ سے فرمایا تم جاؤ کہ تم خداوند متعال کی پناہ میں ہو اس کے بعد نہ تم مامون کو دیکھو گے اور نہ وہ تمہیں دیکھ پائے گا۔ ابوصلت کا بیان ہے کہ میں نے اس کے بعد سے کبھی مامون کو نہیں دیکھا۔(۱)

روایت ہرثمہ ابن اعین:

هرثمة بن اعين ، و كان من خدام الخليفة عبدالله المامون ، الا انه كان محبا لاهل البيت الغاية و يعد نفسه من شيعتهم و كان قائما بخدمة الرضا و جمع مصالحه مؤثراً لذالك على جميع اصحابه مع تقدمه عند المامون و قربه منه ـ قال طلبنى سيد ابوالحسن الرضا فى يوم من الايام ـ

فقال لى يا هرثمة مطلعك على امر يكون سراً عند ك لا تظهر ه لاحد مدة حياتى ، فان اظهرته حال حياتى كنت خصيما لك عندالله فحلفت له انى لا اتفوه بما يقوله لى مدة حياته ـ

فقال لى : اعلم يا هرثمة انه قد دنى رحيلى و لحوقى بجدى و آبائى وقد بلغ الكتاب اجله وانى اطعم عنبا و رمانا مفتونا ، فاموت و يقصد الخليفة ان يجعل قبرى خلف قبر ابيه الرشيد وان الله لايقدره على ذالك۔

---

(۱) اثبات الوصیۃ، ص ۱۸۱-۱۸۲۔ شواہد النبوۃ، ص ۳۸۹-۳۹۲۔ تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۴۹-۵۲۔ تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۸-۹۱۔

Presented by Ziaraat.Com

وان الارض تشتد عليهم فلا تعمل فيها المعاول ولا يستطيعون حفرها ـ فاعلم يا هرثمة ، انما مدفنى فى الجهة الفلانية من الحد الفلانى بموضع عينه له عنده ، فاذا انامت و جهزت فاعلمه بجميع ما قلته لك ليكونوا على بصيرة من امرى و قل له : ان اوضعت فى نعشى وارادوا الصلاة على فلا يصلى على وليتيان بى قليلا ، فانه ياتيكم رجل عربى متلثم على ناقة له مسرع من جهة الصحراء عليه وعثاالسفر ، فينيخ راحلته و ينزل عنها فيصلى على و صلوا معه على ، فاذا فرغتم من الصلاة على وحملتونى الى مدفنى الذى عينته لك ، فاحفر شيأ يسيرا من وجه الارض تجد قبرا مطبقا معمورا فى قعره ماء ابيض اذا كشف عنه الطبقات نضب الماء فهذا مدفنى فادفنونى فيه ـ الله الله يا هرثمة ان تخبر بهذا او بشئ منه قبل موتى ـ قال هرثمة فوالله ماطالت ايامه حتى اكل الرضا عند الخليفة عنبا ورمانا مفتونا فمات ـ ـ ـ(الى ان قال)

قال هرثمة : فدخلت على عبدالله المامون لما رفع اليه موت ابى الحسن الرضا فوجدت المنديل فى يده وهو يبكى عليه فقلت : يا اميرالمؤمنين ! ثم كلام أ تاذن لى ان اقوله لك؟

قال : قل، قلت: ان الرضا اسرالى فى حياته بامر و عاهدنى ان لا ابوح به لاحد الالك عند موته ـ و قصصت عليه القصة التى قالها من اولها الى آخرها ، وهو متعجب من ذالك ، ثم امر بتجهيزه و خرجنا بجنازته الى المصلى و تانينا بالصلاة عليه قليلا ، فاذا بالرجل قد اقبل على بعير من جهة الصحراء كما قال و نزل و لم يكلم احداً فصلى عليه الناس معه وامر الخليفة بطلب الرجل فلم يرواله اثر ولابعيره۔

ثم ان الخليفة قال: نحفر له من خلف الرشيد ، فقلت له : يا اميرالمؤمنين! أ لم نخبرك بمقالته ؟ قال نريد ننظر الى ماقاله لك۔

Presented by Ziaraat.Com

فعجز الحافرون فكانت الارض اصلب من الصخر الصوان و عجزوا عن حفرها و تعجب الحاضرون من ذالك۔ وتبين للمامون صدق ما قلته له عنه ، فقال : ارنى الموضع الذى اشار اليه فجئت بهم اليه فما كان الا ان كشف التراب عن وجه الارض فظهرت الاطباق فرفعنا ها فظهر من تحتها قبر معمول واذا فى قعره ماء ابيض و علمت الخليفة فحفروا قبره على الصفة التى ذكرتها له اشرف عليه المامون وابصره ، ثم ان ذالك الماء نشف من وقته فوارينا و رددنا فيه الاطباق على حالها والتراب ولم يزل الخليفة المامون يتعجب بما رأى و مما سمعه منى ويتأسف عليه و يندم و كلما خلوت فى خدمته يقول لى : ياهرثمة ! كيف قال لك ابوالحسن الرضا ؟ فاعيدعليه الحديث فيتلهف و يتاسف و يقول : انالله و انا اليه راجعون۔(۱)

جس وقت مامون اپنی بیماری کی وجہ سے نماز تک پڑھنے سے مجبور ہوگیا اس وقت اس نے حضرت امام رضا سے خواہش کی کہ حضرت نماز جماعت پڑھائیں حضرت سفید عمامہ ایک سفید اور چھوٹا کرتا زیب تن کر کے اور ہاتھ میں ایک عصا لے کر نماز کے لیے روانہ ہوئے دوران راہ آپ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔''السلام على ابوى ابراهيم و اسماعيل ، السلام على ابوى محمد و على ، السلام على عباد الله الصالحين''

سلام ہو میرے دونوں باپ ابراہیم واسماعیل پر اور سلام ہو میرے دونوں والد ماجد محمد وعلی پر اور سلام ہو تمام نیک خدا کے بندوں پر۔

---

(۱) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول،ص۳۰۰-۳۰۲۔الفصول المھمہ فی معرفۃ احوال الآئمہ،ص۲۵۰۔ الکواکب الدریہ فی تراجم السادۃ الصوفیہ،ج۱،ص۲۶۶۔نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار،ص۲۴۴۔الانوار القدسیہ،ص۳۹۔مفتاح النجا فی مناقب آل عبا،ص۸۲۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت امام کے چاروں طرف لوگوں کی بھیڑ ہوگئی اور وہ آپ کے دست مبارک کے بوسے لے رہے تھے اور آپ کا بہت زیادہ احترام و تعظیم کر رہے تھے۔ یہ خبر مامون تک پہنچی کہ اگر یہ حالت اسی طرح باقی رہی تو خلافت تیرے ہاتھ سے نکل جائے گی، اس وقت خود شخصا میدان میں وارد ہوا اور بہت جلدی اپنے آپ کو امام تک پہنچا دیا اور حضرت کو نماز جماعت سے پڑھانے سے انکار کر دیا اس واقعہ کے بعد امام نے اپنا مہم راز ہرثمہ بن اعین سے بیان کیا کہ جو مامون کا خادم تھا اور اہل بیت کا چاہنے والا ومحبّ تھا۔ ہرثمہ کا بیان ہے ایک روز میرے سید و سردار ابوالحسن علی بن موسی الرضا نے مجھ کو طلب کیا اور فرمایا: اے ہرثمہ میں چاہتا ہوں کہ تجھ کو ایک ایسی بات کی خبر دوں کہ جو صرف تجھ ہی تک محفوظ رہے جب تک میں زندہ ہوں کسی سے بیان نہ کرنا اگر تو نے کسی سے یہ راز فاش کر دیا تو میں خدا کے حضور تیرا دشمن ہوں گا، ہرثمہ کا بیان ہے کہ میں نے قسم کھائی کہ جب تک آپ زندہ ہیں میں اس راز کو کسی پر بھی آشکار نہیں کروں گا اور کسی سامنے بھی زبان نہیں کھولوں گا۔

امام نے فرمایا: اے ہرثمہ میرا سفر آخرت اور میرے جد بزرگوار و آباء واجداد طاہرین سے ملاقات کا وقت نزدیک آ گیا ہے، مجھ کو زہریلے انگور وانار کھلا کر شہید کیا جائے گا، خلیفہ چاہے گا کہ میری قبر ہارون الرشید کے پیچھے کھدوائے لیکن اس کام سے خدا راضی نہیں ہوگا اور زمین کو اجازت نہیں ہوگی مامون یہ کام کرے اور جتنی بھی کوشش کی جائے گی ناکام رہیں گے۔

اے ہرثمہ میرا مدفن فلاں جگہ پر ہے پس میری وفات اور تجہیز و تکفین کے بعد مامون کو اس بات سے باخبر کر دینا اور اس کو اچھی طرح آگاہ کر دینا تاکہ مجھ کو خوب پہچان جائے اور اس سے کہ جب مجھ کو تابوت میں رکھ کر نماز کے لیے آمادہ ہوں تو تھوڑا سا صبر کرنا اس وقت ایک عرب کہ جس کو کوئی نہیں جانتا ہوگا چہرے پر نقاب ڈالے بہت جلدی سے جنگل کی طرف سے آئے گا اپنی سواری کو بٹھائے گا نیچے اترے گا اور میرے جنازے پر نماز پڑھے گا تم سب اس کے ساتھ نماز جنازہ پڑھنا اس کے بعد مجھے اس مقام پر دفن کرنا کہ جو میں نے معین کیا ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

وہاں سے جیسے ہی تھوڑی سی مٹی اٹھاؤ گے ایک قبر آمادہ نظر آئے گی کہ جس میں صاف وشفاف پانی بھرا ہوا ہوگا اگر اس پر سے ڈھکے ہوئے پتھر کو اٹھاؤ گے تو پانی اور جوش میں آئے گا یہی میرے دفن کی جگہ ہے یہیں مجھے دفن کرنا۔اے ہرثمہ اس خبر کو میری زندگی میں کسی سے نہ ورنہ تمہیں خدا سمجھے!

ہرثمہ ہے کچھ عرصہ کے بعد یہ تمام واقعات رونما ہوئے حضرت امام رضا خلیفہ کے دربار میں انگور وانار تناول فرما کر مسموم ہوگئے اور شہید ہوگئے ۔ ہرثمہ ہے کہ میں نے حضرت امام رضا کی فرمائش کے مطابق آپ کی شہادت کے بعد غسل وکفن ودفن کے متعلق مامون سے بیان کرنے کے لیے دربار میں وارد ہوا، دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ رومال لیے ہوئے امام رضا کے فراق میں گریہ کررہا ہے میں نے اس سے کہا: اے خلیفہ اجازت ہے کہ میں آپ سے ایک بہت مہم مطلب امام رضا کے بارے میں بیان کروں، مامون نے کہا: کہ کہیے تب میں نے اس کہا: کہ حضرت امام رضا نے اپنی زندگی میں ایک راز مجھ سے بیان فرمایا اور مجھ سے عہد لیا کہ جب تک وہ زندہ ہیں کسی سے نہ کہوں اور ان کے انتقال کے بعد آپ سے بیان کروں لہذا میں وہ راز بیان کرنا چاہتا ہوں،اور پھر میں نے تمام قصہ مامون سے بیان کردیا جب مامون نے یہ راز سنا تو بہت تعجب کیا پھر حضرت کے جنازے کو غسل وکفن کے لیے حکم دیا پھر اس کے بعد ہم سب حضرت کے جنازے پر نماز پڑھنے کے لیے آمادہ ہوئے اسی وقت ایک اجنبی شخص کو آتے دیکھا کہ جو جنگل کی طرف سے بہت تیزی کے ساتھ ہماری طرف آرہا ہے اور اس نے کسی سے کوئی گفتگو کیے بغیر امام کے جنازے کی نماز پڑھائی ہم سب نے اس کے ساتھ نماز جنازہ ادا کی،نماز کے بعد مامون نے حکم دیا کہ اس شخص کو لے کر دربار میں آؤ لیکن اس شخص کا کوئی نام ونشان نہ مل سکا اور اس کی سواری بھی نظر نہ آئی، پھر مامون نے حکم دیا کہ ہارون الرشید کی قبر کے پیچھے حضرت کے لیے قبر کھودی جائے ہرثمہ نے خلیفہ سے کہا کہ کیا میں نے حضرت امام رضا کے راز کے بارے میں نہیں بتایا ہے؟

مامون نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں کہ کیا وہ باتیں ساری صحیح ہیں یا نہیں۔

Presented by Ziaraat.Com

قبر کھودنے کا حکم پا کر قبر کھودنے والے اپنے کام میں مشغول ہو گئے لیکن اسی جگہ پر ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا کہ جس کو توڑنے کے لیے ہر طرح کی کوشش کی گئی لیکن ناکام رہے لہذا حضرت امام رضا کی فرمائش پر تمام حاضرین اور مامون سب کو بہت حیرت ہوئی اور پھر مامون نے حضرت امام رضا کی فرمائش پر یقین کرتے ہوئے مجھ سے کہا کہ وہ جگہ کہ جو امام رضا نے مجھ سے بتائی ہے وہ کہاں ہے میں نے وہ مقام مامون کو دکھایا اور پھر وہاں سے تھوڑی سی ہی مٹی اٹھائی کہ وہاں پر ایک آمادہ قبر نظر آئی اور بالکل جو علامات حضرت امام رضا نے مجھ سے فرمائے تھے سب کچھ نمودار ہوئے۔

جب مامون نے یہ حالت دیکھی تو بہت تعجب کیا پھر اچانک قبر میں بھرا ہوا پانی خشک ہو گیا ہم نے امام کے جنازے کو قبر میں رکھدیا اور حضرت کو دفنا دیا۔ اس کے بعد خلیفہ نے بہت افسوس اور تعجب کیا پھر جب کبھی بھی مجھے دیکھتا اور ہم تنہا ہوتے تو مجھ سے کہ ہرثمہ امام رضا نے تم سے کیا کہا تھا اور میں اس کے جواب میں ساری داستان سنا دیتا تو وقت اس کا تعجب و حیرت اور زیادہ ہوتی اور زبان پر'' انا لله وانا اليه راجعون'' جاری کرتا۔

محمد بن طلحہ شافعی کا کلام

وہ اس داستان کو نقل کرنے کے بعد ہے:

فانظر الى هذه المنقبة العظيمة و الكرامة البالغة التى تنطق بعناية الله عز وجل ، و ازلاف مكانته عنده۔(۱)

اس عظیم فضیلت و باکمال کرامت کو دیکھیے کہ جو حضرت امام رضا کو خداوند عالم نے عطا فرمائی ہے کہ جو آپ کے خداوند عالم سے قربت پر دلیل ہے۔

---

(۱) مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول، ص ۳۰۲۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام علی رضا کی عظمت کے متعلق مہمترین نکتہ

یہ مسلم ہے کہ حضرت امام علی رضا طوس کی طرف بااجبار ہجرت کے بعد دو یا تین سال سے زیادہ زندہ نہ رہ سکے اور آپ کی زندگی کا زیادہ تر حصہ مدینہ میں گذرا جب کہ اگر غور کیا جائے تو آپ کی ہجرت کے بعد کی کرامات ہجرت سے پہلے سے اگر زیادہ نہ ہوں تو کم بھی نہیں ہیں اس لیے کہ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی ہجرت سے پہلے کے معجزات وکرامات ۱۳ عدد ہیں جب کہ ہجرت کے بعد کے معجزات وکرمات ۱۴ عدد ہیں کہ جس سے یہ بات اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ مامون نے حضرت کو مدینہ سے تحقیر اور آپ کی شخصیت کو کم کرنے کے لیے بلایا تھا لیکن ان معجزات وکرامات نے حضرت کی شخصیت وعظمت کو دوبالا کردیا اس لیے کہ اولاً، یہ معجزات وکرامات ہجرت سے پہلے معجزات وکرامات سے زیادہ ہیں۔ ثانیاً، ہجرت کے بعد معجزات از لحاظ ولایت تکوینی زیادہ مہم ومؤثر ہیں۔

لہذا حضرت امام علی رضا کی ہجرت کے بعد معجزات کیفیت وکمیت کے اعتبار سے بہت عظیم اور آپ کے خراسان، ایران و ہند میں مشہور ومقبول ہونے کا سبب بنیں لیکن پھر یہی وجہ رہی کہ مامون نے اس مختصر سی مدت میں حضرت کو شہید کریا۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com

ساتواں حصہ

زیارت

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

اس حصہ میں سب سے پہلے حضرت امام علی رضاؑ کے روضہ منورہ کی زیارت کی فضیلت حضرت رسول اکرم اور اہل بیت طاہرین کی زبانی بیان کی جائے گی، اس کے بعد اہل سنت کے علماء و بزرگوں کا حضرت کی قبر مطہر کی زیارت سے مشرف ہونا اور آپ سے توسل کرنا یا وہ واقعات کہ جو انہوں نے آپ کی زیارت کے متعلق دوسرے لوگوں اور عوام الناس سے نقل کیے ہیں اور پھر آخر میں حضرت کے روضہ مقدس کے گنبد و بارگاہ کی تاریخ یہ کہ حضرت امام علی رضا کا روضہ، گنبد اور بارگاہ ابتدائی دور سے آج تک کس کس کیفیت میں گذرا بیان ہوگا۔

زیارت کی فضیلت

روضہ مبارکہ حضرت امام علی رضاؑ کی زیارت، اور اس کے متعلق پیغمبر اکرمؐ و اہل بیتؑ کی روایات میں تاکید، خصوصا اہل سنت کی کتابوں میں آپؑ کی قبر پاک کی زیارت کے سلسلے میں معصومینؑ کی سفارشات آنحضرتؑ کی بلندی مقام کی نشاندہی اور آپؑ کے پاک مرقد کی زیارت کے سنت ہونے کو روز روشن کی طرح واضح کرتی ہیں جبکہ افسوس ان روایات سے چشم پوشی کی گئی ہے۔

اس حصہ میں حضرت پیغمبر اکرمؐ، امام موسی کاظمؑ امام علی رضاؑ، امام محمد تقی اور امام علی نقیؑ سے منقول گیارہ احادیث کی طرف کہ جو اہل سنت کی کتابوں میں مذکور ہیں اشارہ کیا جائے گا۔

Presented by Ziaraat.Com

پیغمبر اکرمؐ کی نگاہ میں

۱- حاکم نیشاپوری شافعی اپنی سند کے ساتھ حضرت امام رضاؑ سے روایت نقل کرتا ہے:

''روی عن الامام علی الرضا عن آبائه عن النبیؐ انه قال : ستدفن بضعة منی بخراسان ، مازارها مکروب الانفس الله کربته ولا مذنب الا غفر الله ذنوبه''(۱)

حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: عنقریب میرے بدن کا ٹکڑا سرزمین خراسان میں دفن ہوگا، جو کوئی مشکلوں میں گرفتار شخص اس کی زیارت کرے گا خداوند عالم اس کی مشکلوں کو برطرف فرمائے گا اور جو کوئی گنہگار اس کی زیارت کرے گا خداوند عالم اس کے گناہوں کو بخش دے گا ۔

۲- حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ امام جعفر صادقؑ سے، انہوں نے اپنے آباء و اجداد سے، انہوں نے امیر المؤمنینؑ سے اور آپؑ نے پیغمبر اکرمؐ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور انورؐ نے ارشاد فرمایا:

''ستدفن بضعة منی بخراسان ، لایزورها مؤمن الا اوجب الله له الجنة و حرم جسده علی النار''۔(۲)

عنقریب میرے بدن کا ایک ٹکڑا سرزمین خراسان میں دفن ہوگا جو مؤمن بھی اس کی زیارت کو جائے گا خداوند عالم اس پر جنت کو واجب کردے گا اور اس کے بدن کو آتش دوزخ پر حرام کردے گا۔

---

(۱) جوینی شافعی: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۰، ح۴۶۷ بنقل از تاریخ نیشاپور، حاکم نیشاپوری شافعی۔ قندوزی حنفی: ینابیع المودۃ لذوی القربی، ج۲، ص۳۴۱۔

(۲) جوینی شافعی : فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص ۱۸۸، ح ۴۶۴ بنقل از تاریخ نیشاپور، حاکم نیشاپوری شافعی۔

Presented by Ziaraat.Com

۳- عایشہ سے روایت ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا:

''من زار ولدی بطوس فانما حج مرة ، قالت مرة ؟ فقال مرتین ، قالت : مرتین؟ فقال : ثلاث مرات۔ فسکتت عایشه ، فقا ل: ولو لم تسکتی لبلغت سبعین''۔(۱)

جو شخص میرے بیٹے کی طوس میں زیارت کرے گا گویا اس نے ایک حج انجام دیا، عایشہ نے کہا: ایک حج ؟ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: دو حج ، عایشہ نے کہا دو حج ؟ آپؐ نے فرمایا: تین حج ۔ عایشہ خاموش ہوگئیں، رسول اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: اگر خاموش نہ ہوتیں تو میں ستر حج تک بیان کر دیتا۔

اس روایت میں اگر غور وفکر کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عایشہ کے لیے حضرت امام رضاؑ کی شخصیت اور طوس کا علاقہ اتنا مانوس اور مشخص و واضح تھا کہ کلمہ ''ولدی'' و ''طوس'' کے معنی کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا بلکہ آپؑ کی زیارت کے ثواب کے بارے میں تعجب کیا۔ (۲)

حضرت امام موسی کاظمؑ کی نگاہ میں

۴- حاکم نیشاپوری شافعی اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتا ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسی کاظمؑ کی زبانی سنا کہ آپ نے فرمایا:

''من زار قبر ولدی علی کان له عند الله سبعین حجة ، ثم قال ورب حجة لاتقبل ۔ من زاره او بات عنده لیلة کان کمن زار اهل السموات و اذا کان یوم القیامة ، وجد معنا زوار آئمتنا اهل البیت واعلاهم درجة و اقربهم حیوة زوار ولدی علی''۔(۳)

---

(۱) قندوزی حنفی: ینابیع المودة لذوی القربی، ج ۲، ص ۳۴۱۔

(۲) البتہ ممکن ہے کہ رسول اکرمؐ سے سوال کیا ہو لیکن روایت کا اگلا حصہ حذف ہوگیا ہے یا راوی نے ذکر نہیں کیا ہے۔

(۳) جوینی شافعی: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمة من ذریتھم، ج ۲، ص ۱۹۴، ح ۴۷۱، بنقل از تاریخ نیشاپور، حاکم نیشاپوری شافعی۔

Presented by Ziaraat.Com

جو شخص بھی میرے بیٹے علی کی قبر کی زیارت کرے گا خداوند عالم اس کو ستر حج کا ثواب عطا کرے گا، پھر فرمایا اور نہ معلوم کتنے حج ہیں کہ جو قبول حق بھی نہیں ہوتے۔ جو شخص ان کی قبر کی زیارت کرے یا ایک رات ان کی قبر کے قریب گزارے وہ ایسے ہے گویا تمام اہل آسمان کی زیارت کی ہے اور جب قیامت کا دن برپا ہوگا ہم آئمہ اہل بیتؑ کے زائرین کو دیکھیں گے کہ وہ ہمارے اطراف میں ہیں لیکن میرے بیٹے علی کے زائر کا مرتبہ بلند تر اور حیات معنوی کے لحاظ سے نزدیک تر ہوگا۔

حضرت امام علی رضاؑ کی نگاہ میں

۵- جوینی شافعی اپنی اسناد کے ساتھ فضال سے روایت نقل کرتا ہے اس نے کہا:

''سمعت علی بن موسی الرضا علیه التحیة والثناء ۔ و جائه رجل فقال له : یا بن رسول الله رأیت رسول الله فی المنام کان یقول لی : کیف انتم اذا دفن فی ارضکم بضعتی و استحفظتم ودیعتی و غیب فی ثراکم لحمی ۔ فقال له الرضا: انا المدفون فی ارضکم وانا بضعة نبیکم وانا الودیعة و اللحم ، من زارنی وهو یعرف ما اوجب الله من حقی و طاعتی ، انا وآبائی شفعاؤه یوم القیامة ومن کنا شفعاؤه نجا، ولو علیه مثل وزر الثقلین الجن والانس''۔(۱)

حضرت علی بن موسی الرضا علیہ التحیۃ والثناء سے سنا کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور امام سے عرض کی: اے فرزند رسول میں نے حالت خواب میں پیغمبر اکرمؐ کو دیکھا کہ آپ فرمارہے ہیں : آپ کی حالت کیا ہوگی جب میرے بدن کا ٹکڑا تمہاری سرزمین میں دفن ہوگا، میری امانت تمہارے سپرد کی جائے گی اور تمہاری مٹی میں میرے گوشت کا ٹکڑا غائب ہوگا؟۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین ، ج ۲، ص ۱۹۱، ح ۴۶۸ بنقل از تاریخ نیشاپور۔ اور دیکھیے-: تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج ۲، ص ۸۶۔ وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہادہ معصومؑ، ص ۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

امام رضاؑ نے جواب دیا: میں وہی شخص ہوں کہ جو تمہاری سرزمین میں دفن ہوگا اور میں تمہارے رسولؐ کے بدن کا ٹکڑا اور میں ہی وہ امانت اور گوشت کا ٹکڑا ہوں کہ جو شخص بھی خدا کی طرف سے واجب کردہ میری اطاعت اور میرے حق کی معرفت کے ساتھ میری زیارت کرے گا تو میں اور میرے آباء و اجداد روز قیامت اس شخص کی شفاعت کریں گے اور جس شخص کی ہم شفاعت کریں وہ یقیناً نجات پائے گا چاہے اس کے گناہ جن انس کے گناہوں کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

حضرت امام رضاؑ مذکورہ واقعہ کی تائید میں حضرت پیغمبر اکرمؐ سے روایت نقل فرماتے ہیں:

"و لقد حدثنی ابی ، عن جدی ، عن ابیه ، عن آبائه ان رسول اللهؐ قال: من رأنی فی منامه فقد رأنی ، فان الشیطان لا یتمثل فی صورتی ولا فی صورة احد من اوصیائی ، ان رؤیا الصادقة جزء من سبعین جزأ من النبوة "۔(۱)

حضرت امام رضاؑ نے اپنے اجداد طاہرینؑ سے اور انہوں نے حضرت رسول اکرمؐ سے روایت نقل کی ہے کہ آپؐ فرماتے ہیں: جو کوئی بھی مجھے خواب میں دیکھے اس نے واقعاً مجھے خواب میں دیکھا ہے چونکہ شیطان میری صورت میں اور میرے اوصیاء کی صورت میں نہیں آ سکتا، سچا خواب، نبوت کے ستر اجزاء میں سے ایک جزء ہے۔

اس روایت کی بنیاد پر تمام وہ خواب کہ جو اس قسم کے ہوں یعنی رسول اکرمؐ یا آپؐ کے کسی جانشین کو دیکھا ہو وہ حجیت رکھتے ہیں۔

۶- حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے حضرت امام علی بن موسی الرضاؑ نے فرمایا:

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۱، ح۴۶۸۔

Presented by Ziaraat.Com

''انی مقتول مسموم مدفون بارض غربة ، اعلم ذالك بعهد عهده الی ابی عن ابیه عن آبائه عن علی ابن ابی طالب عن رسول اللهؐ، الافمن زارنی فی غربتی کنت اناو آبائی شفعاؤه یوم القیامة،ومن کنا شفعاؤ ه نجا و لو علیه مثل وزر الثقلین''۔(۱)

میں زہر سے مقتول اور سرزمین غربت کا مدفون ہوں، میں اس عہد سے واقف ہوں کہ یہ مجھ سے میرے باپ نے اور ان سے ان کے آباء واجداد نے، ان سے علیؑ ابن ابی طالبؑ نے اور آپؑ سے رسول اکرمؐ نے عہد کیا ہے، آگاہ ہو جاؤ کہ جو شخص بھی عالم غربت میں میری زیارت کرے گا میں اور میرے آباؤ اجداد اس کے شفیع ہوں گے اور جس کے ہم شفیع ہوں اس کی نجات یقینی ہے، چاہے اس کے گناہ جن وانس کے گناہوں کے برابر ہوں۔

جوینی نے اس روایت کو بہت زیادہ تعجب کے ساتھ اس طرح یاد کیا ہے:

''کرامة یا لها من کرامة باهرة! و بشارة لشفاعة الذنوب ماحیة غافرة'' ۔(۲) واہ! کیا کرامت ہے، نورانی کرامت اور بشارت ہے گناہوں کی بخشش وشفاعت اور خاتمے کے لیے۔

۷- حاکم نیشاپوری شافعی اپنی اسناد کے ساتھ نقل کرتا ہے کہ حضرت امام رضاؑ نے فرمایا:

''من زارنی علی بعد داری أتیته یوم القیامة فی ثلاثة مواطن حتی اخلصه من اهوالها : اذا تطایرت الکتب یمینا و شمالا ، و عند الصراط و عند المیزان''۔(۳)

جو شخص عالم غربت میں میری زیارت کے لیے آئے گا میں روز قیامت تین مقامات پر اس کی فریاد رسی کو پہنچوں گا: اس وقت کہ جب نامہ اعمال داہنے و بائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے، پل صراط سے گذرتے وقت اور جب اعمال تولے جائیں گے۔

---

(۱) و(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۱۹۲، ح۴۶۹۔
(۳) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۱۹۵، ح۴۷۲۔

Presented by Ziaraat.Com

۸-اسی طرح حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ حضرت امام رضاؑ کے خادم یاسر سے روایت نقل کی ہے، امام رضاؑ نے فرمایا:

''لاتشد الرحال الی شیء من القبور الا الی قبورنا، ألا وانی مقتول بالسم ظلماً و مدفون فی موضع غربة ، فمن شد رحله الی زیارتی استجیب دعائه و غفرذنوبه''۔(۱)

ہم اہل بیت کی قبروں کی زیارت کے علاوہ کسی کی بھی قبر کی زیارت کے لیے رخت سفر باندھنا صحیح نہیں ہے، آگاہ ہوجاؤ کہ میں زہر سے قتل کیا جاؤں گا اور عالم غربت میں دفن کیا جاؤں گا، پس جو بھی میری زیارت کے لیے رخت سفر باندھے گا اس کی دعا مستجاب ہوگی اور اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

۹-محمد خواجہ پارسای بخاری حنفی ہے کہ جس وقت مامون عباسی نے دھمکی کے ساتھ امام رضاؑ کو ولایت عہدی کے قبول کرنے پر مجبور کیا تب امام رضاؑ نے مامون سے مخاطب ہوکر فرمایا:

''واللہ ! لقد حدثنی ابی عن آبائه عن رسول اللہؐ : انی اخرج من الدنیا قبلك مظلوماً ، تبکی علیّ ملائکة السماء والارض، و ادفن فی الارض الغربة''۔(۲)

خدا کی قسم! میرے والد بزرگوار نے اپنے آباء واجداد سے انہوں نے رسول خداؐ سے نقل فرمایا ہے کہ میں تجھ سے پہلے اس دنیا سے مظلومیت کے عالم میں رخصت ہوجاؤں گا، آسمان وزمین کے فرشتے مجھ پر گریہ کناں ہوں گے اور سرزمین غربت میں دفن کیا جاؤں گا۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمة من ذریتھم، ج۲،ص۲۱۸، ح۴۹۲۔

(۲) ینابیع المودة لذوی القربی، ج۳،ص۱۶۷ بنقل از فصل الخطاب لوصل الاحباب۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت امام محمد تقیؑ کی نگاہ میں

۱۰- حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ حضرت امام محمد تقیؑ نے فرمایا: "من زارقبر ابی غفر الله له ما تقد م من ذنبه و ما تأخر ، و اذا كان يوم القيامة ينصب له منبرا بحذاء منبر رسول اللهؐ حتى يفرغ الله من حساب عباده"۔(۱)

جو شخص بھی میرے والد گرامی کی قبر اطہر کی زیارت کرے خداوند عالم اس کے گذشتہ اور آئندہ گناہوں کو بخش دے گا اور جب قیامت کا دن طلوع ہوگا تو اس کا مقام رسول خداؐ کے مسر کے سامنے ہوگا یہاں تک کہ خداوند عالم تمام اہل عالم کے حساب سے فارغ ہو جائے۔

حضرت امام علی نقیؑ کی نگاہ میں

۱۱- حاکم نیشاپوری شافعی نے اپنے اسناد کے ساتھ صقر بن دلف سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا کہ میں نے امام علی نقیؑ سے سنا کہ آپ نے فرمایا: ''من كانت له الى الله حاجة فليزر قبر جدى الرضا بطوس ، و هو على غسل وليصل عند رأسه ركعتين و يسأل الله تعالى حاجته فى قنوته ، فانه يستجاب له ما لم يسأله فى مأثم اوقطيعةرحم، و ان موضع قبره لبقعةمن بقاع الجنة، لا يزورهامؤمن الااعتقه الله من النار و ادخله القرار"۔(۲)

جس شخص کو کوئی حاجت پیش آئے وہ طوس میں میرے جد بزرگوار حضرت امام رضاؑ کی قبر کی زیارت کرے، اس حال میں کہ غسل کئے ہوئے ہو، آپ کے سرہانے دو رکعت نماز بجالائے اور نماز کے قنوت میں پروردگار سے اپنی حاجت طلب کرے۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۵، ح۴۷۳۔
(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۳، ح۴۷۰۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ دعاؤں کے مستجاب ہونے کا مقام ہے بشرطیکہ اس کی دعا قطع رحم یا گناہ کے سلسلے میں نہ ہو، جس مکان میں امام رضاؑ مدفون ہیں وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔اس مقام کی جو مؤمن بھی زیارت کرے گا خداوند عالم اس کو جہنم سے آزاد کرے گا اور جنت میں داخل کرے گا۔

مشہد الرضا

ایک بات کہ جس کی طرف بہت کم توجہ ہوئی ہے جب کہ اس کو بیان کرنے کی بہت زیادہ ضرورت تھی وہ ہے حضرت امام علی رضا کی بارگاہ اور آپ کے روضہ منورہ کے گنبد کی تاریخ نیز آپ کے روضہ مبارکہ پر تیسری صدی ہجری سے آج تک امت اسلامی کے عوام وخواص خصوصاً اہل سنت کی توجہ کا مرکز بنا رہنا اور تمام مسلمان دور ونزدیک سے کسی بھی فرقہ و مذہب سے تعلق رکھتے ہوں آپ کی زیارت اور قدم بوسی کے لیے آپ کے مرقد مطہر کی جانب سیل کی طرح رواں دواں رہنا پھر آپ کے روضہ کی زیارت کے ساتھ ساتھ، آپ سے توسل، مریضوں کے لیے شفا طلبی، مشکلوں کی برطرفی اور آپؑ کے روضہ منورہ سے مسرک ہونا جیسا کہ مورخین ومحدثین نے اپنی اپنی تالیفات میں ذکر کیا ہے۔

یہ بیانات اس مسئلہ کو بھی روز روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں کہ اہل بیت علیہم السلام کی قبور کی زیارت ایک تاکید شدہ سنت نبوی ہے کہ جو وہابیت کے بے بنیاد توہمات پر خط بطلان کھینچتا ہے۔

علماء وعوام اہل سنت کا مشہد الرضا کی زیارت سے مشرف ہونا

حضرت امام علی رضاؑ اپنی بابرکت زندگی میں بہت زیادہ فضائل وکرامات رکھتے تھے کہ جن میں نقطہ اوج وکمال وہ وقت ہے کہ جب آپ نیشاپور میں وارد ہوئے اور آپ کی قدم بوسی کے لیے اس علاقے کے علماء اور اہل سنت آپ کے مرکب وسواری کی خاک پا سے مسرک ہوئے۔

Presented by Ziaraat.Com

لیکن یہ کرامات و برکات فقط آپ کی نورانی زندگی ہی سے مخصوص نہ تھیں بلکہ شہادت کے بعد بھی علماء اہل سنت کی تصریح کے مطابق حضرت امام رضاؑ کی قبر مبارک اسی تیسری، چوتھی صدی سے آج تک علماء اہل سنت کے توسل و زیارت کا مقام رہا ہے اور تمام لوگ اس روضہ مبارکہ سے شفا حاصل کرتے ہیں، انہیں کے بیانات کے مطابق لوگوں کی زیارت وتوسلات میں ہر سال اضافہ ہوتا جارہا ہے گویا کہ جو روایات حضرت پیغمبر اکرمؐ اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام کی جانب سے حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارکہ کی زیارت، اور آپ کی مظلومیت وغربت کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں، سبب قرار پائیں کہ آپؑ کے مرقد مطہر کی طرف لوگوں کا سیل رواں ہو اور رسول اکرمؐ کے جگر گوشہ اور پارہ تن کے خصوصی احترام کا سبب بنے۔

چوتھی صدی

۱- ابوبکر بن خزیمۃ شافعی (۱) (۳۱۱ھ) اور ابوعلی ثقفی شافعی (۲) (۳۲۸ھ)۔

حاکم نیشاپوری شافعی کا بیان ہے: "سمعت محمد بن المؤمل بن حسن بن عیسی یقول: خرجنا مع امام اهل الحدیث ابی بکر بن خزیمة و عدیله ابی علی الثقفی مع جماعة من مشایخنا، وهم اذذالك متوافرون الی زیارة قبر علی بن موسی الرضا بطوس،

---

(۱) ابن خزیمہ، اہل سنت کے نزدیک ایک خاص اہمیت ومقام رکھتا ہے اس طرح کہ اس کو "شیخ الاسلام، امام الامۃ، حافظ، حجۃ، فقیہ، بے نظیر اور سنت رسول کو زندہ کرنے والا جیسے القاب والفاظ سے نوازا جاتا ہے۔ اور علم، حدیث، فقہ و اتقان میں اس کی مثالیں دی جاتی ہیں (ذہبی شافعی: سیر اعلام البلاء، ج ۱۴، ص ۳۶۵-۳۷۷)۔

(۲) ابوعلی ثقفی کو "امام، محدث، فقیہ، علامہ، شیخ خراسان، خراسان میں مدرس فقہ شافعی، اپنے زمانے میں مخلوق پر اللہ کی حجت جیسے الفاظ والقاب سے یاد کیا جاتا ہے کہ جو اس کی عظمت واہمیت پر دلالت کرتا ہے (ذہبی شافعی: سیر اعلام البلاء، ج ۱۴، ص ۳۸۰-۳۸۲۷)۔

Presented by Ziaraat.Com

قال : فرأيت من تعظيمه (ابن خزيمه) لتلك البقعة و تواضعه لها و تضرعه عندها ما تحيرنا''۔(۱)

حاکم کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن مؤمل سے سنا وہ ہے کہ ہم ایک روز اہل حدیث کے امام و رہبر ابوبکر بن خزیمہ و ابوعلی ثقفی اور دیگر اپنے اساتید و بزرگوں کے ہمراہ حضرت امام علی رضاؑ کے مرقد مبارک پر زیارت کے لیے گئے، وہ لوگ شہر طوس میں آپؑ کی زیارت کے لیے بہت زیادہ جاتے تھے۔

محمد بن مؤمل کا بیان ہے کہ ابن خزیمہ کا حضرت رضاؑ کی قبر مبارک پر گریہ وزاری اور توسل و احترام وتواضع اس قدر زیادہ تھا کہ ہم سب لوگ تعجب وحیرت میں پڑے ہوئے تھے۔

اس سے بھی زیادہ حیرت انگیز راوی کا یہ جملہ ہے کہ جو مذکورہ روایت کا تسلسل ہے لیکن افسوس کہ بہت سے مؤرخین ومحدثین نے اس کو نقل نہیں کیا، راوی کا بیان ہے:

''ذالك بمشهد من عدة من آل السلطان و آل شاذان ابن نعيم و آل الشنقشين وبحضرة جماعة من العلوية من اهل نيسابور و هرات و طوس و سرخس ، فدوّنوا شمائل ابى بكر محمد بن اسحاق عند الزيارة و فرحوا و تصدقوا شكراً لله على ما ظهر من امام العلماء عند ذالك الامام و المشهد وقالوا باجمعهم : لو لم يعلم هذا الامام انه سنة و فضيلة لما فعل هذا ۔''(۲)

راوی ہے کہ حضرت امام علی رضاؑ کے مرقد مطہر پر ابن خزیمہ کا یہ گریہ وزاری اور احترام و تواضع اور تعظیم، سلطان کے خاندان کے حضور اور خاندان شاذان وخاندان شنقشین نیز نیشاپور، ہرات و سرخس کے شیعوں وعلویوں کے سامنے انجام پایا اور سب نے ابن خزیمہ کی یہ حرکات وسکنات کو کہ جو اس نے حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارکہ پر انجام دیں، دیکھا اور ثبت وضبط کیا۔

---

(۱) و (۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۱۹۸، ح۴۷۷۔

Presented by Ziaraat.Com

ابن خزیمہ کی اس روش اور آنحضرتؑ کی قبر مطہر کی زیارت سے تمام افراد بہت خوش ہوئے نیز امام العلماء کی اس روش پر خوشی اور شکر خدا میں صدقات دیئے اور سب نے بیک زبان یہ کہا کہ اگر یہ کام (اہل بیتؑ کی قبروں کے سامنے گریہ وزاری، احترام وتواضع اور تعظیم) سنت نہ ہوتا اور فضیلت نہ رکھتا تو کبھی بھی ابن خزیمہ اس طرح انجام نہ دیتے۔

۲-ابن حبان بستی شافعی (۱) (۳۵۴ھ)۔:

"علی بن موسی الرضا ابو الحسن من ساداة اهل البيت و عقلائهم و جلة الهاشميين و نبلائهم ، يجب ان يعتبر حديثه اذا روى عنه ـ ـ ـقد زرته (قبره) مرارا كثيرة وما حلت بى شدة فى وقت مقامى بطوس فزرت قبر على موسى الرضا ،صلوات الله على جده و عليه ، و دعوت الله ازالتها عنى الا استجيب لى ، زالت عنى تلك الشدة و هذا شئ جربته مرارا فوجدته كذالك ، اماتنا الله على محبة المصطفى و اهل بيته"۔(۲)

---

(۱) ابن حبان بستی شافعی اہل سنت کے نزدیک ایک خاص اہمیت ومقام کا حامل ہے اس طرح کہ اس کو "امام، علامہ، حافظ، شیخ خراسان، علم فقہ، لغت وحدیث کا ستون اور عقلاء رجال سے تعبیر کیا جاتا ہے۔(سمعانی شافعی: الانساب ج۲،ص۲۰۹۔ ذہبی شافعی: سیر اعلام النبلاء، ج۱۶،ص۹۲۔صفدی شافعی: الوافی بالوفیات، ج۲،ص۳۱۷۔سبکی شافعی: الطبقات الشافعیۃ الکبری، ج۳،ص۱۳۱۔ابن تغری حنفی: النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر وقاہرہ، ج۳،ص۳۴۲) جب کہ یہ بات بھی واضح رہے کہ ابن حبان وہ شخص ہے کہ جس نے اپنی کتاب الثقات میں فرزند رسول خداؐ امام حسینؑ کے قاتل یزید بن معاویہ کو افراد ثقہ میں سے شمار کیا ہے! (ابن حبان بستی شافعی: الثقات، ج۲،ص۳۰۶) اور اسی شخص نے امیر المؤمنین کے اصحاب کو اپنی کتاب المجروحین میں ضعفاء ومتروکین میں سے شمار کیا ہے (المجروحین، ج۱،ص۲۲۲، و۲۶۷و۲۹۸۔ج۲،ص۱۷۶)۔

(۲) ابن حبان بستی شافعی: کتاب الثقات، ج۸،ص۴۵۷۔

Presented by Ziaraat.Com

حضرت ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ، اہل بیتؑ کے بزرگان وعقلاء اور ہاشمی خاندان کے بزرگوں اور شرفاء میں سے ہیں، جب ان سے کوئی روایت نقل ہو تو اس پر اعتبار کرنا واجب ہے۔۔۔ میں نے کئی مرتبہ ان کی قبر مطہر کی زیارت کی ہے۔ اور شہر طوس میں میرے قیام کے دوران جب کبھی بھی مجھ پر کوئی مشکل پڑی تو میں نے حضرت علی بن موسی رضاؑ - آپ اور آپ کے جد بزرگوار پر خدا کا درود وسلام ہو- کی قبر پاک کی زیارت کی اور خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی مشکل کے حل کے لیے دعا مانگی تو میری دعا مستجاب ہوگئی اور وہ مشکل حل ہوگئی، یہ تجربہ میں نے وہاں پر کئی مرتبہ کیا اور ہر مرتبہ ایسا ہی ہوا۔ خداوند عالم ہمیں محبت رسولؐ وآل رسولؐ پر موت عطا کرے۔

۳-محمد بن علی بن سہل شافعی (۱) (۴۰۵ھ):

حاکم رقمطراز ہے: "سمعت ابا الحسن محمد بن علی بن سهل الفقيه يقول: ما عرض لی مهم من امر الدين والدنيا، فقصدت قبر الرضا لتلك الحاجة، ودعوت عند القبر الا قضيت لی تلك الحاجة، وفرج الله عنی ذالك المهم ۔ ۔ ۔ وقد صارت الی هذه العادة ان اخرج الی ذالك المشهد فی جميع ما يعرض لی، فانه عندی مجرب"۔(۲)

میں نے ابوالحسن محمد بن علی بن سہل فقیہ سے سنا وہ ہے کہ مجھ کو جب کبھی بھی کوئی دینی یا دنیوی مشکل پیش آئی میں نے اس حاجت کی طلب کے لیے حضرت علی رضاؑ کی قبر مطہر کا ارادہ کیا اور آپؑ کی قبر کے قریب جا کر دعا کی وہ حاجت برآئی اور خداوند عالم نے میری وہ مہم ومشکل آسان کردی۔۔۔

---

(۱) محمد بن علی بن سہل، شافعی مذہب کے بزرگوں میں سے ہے اس کی شخصیت کے بارے میں ذہبی شافعی نے اس طرح تحریر کیا ہے "العلامه، شيخ الشافعية ۔۔۔ وهو من اصحاب الوجوه" یہی ذہبی، حاکم نیشاپوری شافعی سے محمد بن علی بن سہل شافعی کے بارے میں اس طرح نقل کرتا ہے: "كان اعرب الاصحاب بالمذهب و ترتيبه" وہ مذہب اور اس کی ترتیب میں تمام علماء سے زیادہ عقلمند شخص ہے۔ دیکھیے: - ذہبی شافعی: سیر اعلام النبلاء، ج ۱۶، ص ۴۴۶-۴۴۷۔ (۲) فرائد السمطین، ج ۲، ص ۲۲۰، ح ۴۹۶ بنقل از تاریخ نیشاپور۔

Presented by Ziaraat.Com

یہ میری عادت بن چکی تھی کہ میں ہر مشکل مسئلہ میں آپ کی زیارت کے لیے جاتا اور حاجت طلب کرتا اور یہ چیز میرے نزدیک تجربہ شدہ ہے۔

پانچویں صدی

۴- حاکم نیشاپوری شافعی (۱) (۴۰۵ھ)۔

"وقد عرفنی الله من کرامات التربة خیر کرامة ، منها : انی کنت متقرساً لا اتحرك الابجهد فخرجت وزرت و انصرفت الی نوقان بخفین من کرابیس ، فاصبحت من الغد بنوقان و قد ذهب ذالك الوجع وا نصرفت سالما الی نیسابور"۔(۲)

خداوند عالم نے مجھے اس تربت اقدس اور قبر مطہر کی کئی کرامات دکھائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ جب میں جوڑوں کی ودرد میں مبتلا ہوا اور بڑی مشکل سے چلتا پھرتا تھا تو گھر سے باہر آیا اور حضرتؑ کی قبر پاک کی زیارت کے لیے کرابیس کے جوتے پہن کر پاپیادہ نوقان پہنچا، زیارت سے مشرف ہوا، رات وہیں گذاری صبح نمودار ہوئی تو میرا تمام درد ختم ہو چکا تھا اور میں صحیح وتندرست نیشاپور واپس آیا۔

حاکم نیشاپوری شافعی اپنے مذکوہ کلام کے ساتھ اہل سنت کے بزرگوں کے آنحضرتؑ کے دربار میں شفا پانے کو بطور شہادت پیش کرتا ہے اور ان کے اعترافات کا ذکر کرتا ہے کہ جن میں سے ہم بعض کی طرف اشارہ کریں گے۔

---

(۱) ذہبی شافعی اس کے بارے میں ہے "الامام ، الحافظ ، الناقد، العلامه ، شیخ المحدثین--- کان من بحور العلم" "سیر اعلام النبلاء، ج ۱۷، ص ۱۶۳-۱۶۵۔ سبکی شافعی کا بیان ہے "کان اماما جلیلا و حافظا حفیلا ، اتفق علی امامته و جلالته و عظیم قدره" "الطبقات الشافعیة الکبری، ج ۴، ص ۱۵۶، نمبر ۳۲۸۔

(۲) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمة من ذریتهم ، ج ۲، ص ۲۲۰، ح ۴۹۶۔

Presented by Ziaraat.Com

۵-ایک مصری مسافر بنام حمزہ:

حاکم نیشاپوری نے اپنی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے:

''کنت بمرو الرود ، فلیقت بها رجلاً من اهل مصر مجتازاً اسمه حمزه ، وقد ذکر انه خرج من مصر زائراً لمشهد الرضاؑ بطوس ، و(ذکر) انه لما دخل المشهد کان قرب غروب الشمس فزار (الامام) وصلی ولم یکن (فی) ذالك الیوم زائر غیره ، فلما صلی العتمة اراد خادم القبر ان یخرجه (أ) و یغلق علیه الباب ، فسأله ان یغلق علیه الباب و یدعه فی المسجد لیصلی فیه ، فانه جاء من بلد شاسع ، ولا یخرجه ، فانه لا حاجة له فی الخروج فترکه وغلق علیه الباب ، فانه کان یصلی وحده الی ان اعیا، فجلس و وضع رأسه علی رکبتیه لیستریح ساعة ، فلما رفع رأسه رأی فی الجدار مواجه وجهه رقعة علیها هذا البیتان:

من سره ان یری قبراً برؤیته　　یفرج الله عمن زار(ه) کربة

فلیأت ذاالقبر ان الله اسکنه　　سلالة من رسول الله منتجبه

قال: فقمت و اخذت فی الصلوة الی وقت السحر ، ثم جلست کجلستی الاولی و وضعت رأسی علی رکبتیه ، فلما رفعت رأسی لم أر علی الجدار شیأ ۔

و کان الذی رأه مکتوباً رطباً ، کانه کتب فی تلك الساعة ۔ قال فانفلق و فتح الباب و خرج هناك ''۔(۱)

---

(۱) جوینی شافعی: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم ، ج۲،ص۱۹۶، ح۴۷۴ بنقل از تاریخ نیشاپور، حاکم نیشاپوری شافعی۔

Presented by Ziaraat.Com

میں مرورود میں تھا کہ حمزہ نامی ایک مصری مسافر سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ وہ مصر سے حضرت امام رضاؑ کی بارگاہ کی زیارت کے ارادے سے طوس میں آیا ہے اور کہا کہ جیسے ہی اس روضے میں وارد ہوا غروب آفتاب کا وقت قریب تھا، حضرتؑ کی قبر مطہر کی زیارت کی اور نماز پڑھی، اس روز اس کے علاوہ کوئی اور زائر نہ تھا، جب نماز عشاء سے فارغ ہوا تو خادم قبر نے چاہا کہ اس کو روضے سے باہر نکال دے یا اس کو روضے کے اندر ہی بند کر دے اس نے خادم سے چاہا کہ اس کو روضے کے اندر ہی بند کر دے اس کو باہر نہ نکالے چونکہ وہ دور سے آیا ہے اور اس کو باہر کوئی کام بھی نہیں ہے، پس خادم نے اس کو وہیں چھوڑ دیا اور روضے کو بند کر کے چلا گیا وہ بالا سر مسجد میں تنہا مشغول نماز رہا یہاں تک کہ تھک گیا اور اپنے سر کو اپنے گھٹنوں پر رکھ کر آرام کرنے لگا، جب سر کو اٹھایا تو اپنے سامنے کی دیوار پر ایک تحریر شدہ رقعہ دیکھا کہ جس پر مندرجہ ذیل دو شعر لکھے ہوئے تھے:

من سره ان يرى قبراً برؤيته　　يفرج الله عمن زار(ه) كربة

فليأت ذاالقبر ان الله اسكنه　　سلالة من رسول الله منتجبه

(جو شخص اس قبر کی زیات کرنے سے خوشحال ہوتا ہے خداوند عالم اس کی تمام پریشانیوں کو دور کر دیتا ہے پس اس صاحب قبر کے پاس آؤ کہ اس کو خداوند متعال نے یہاں سکونت عطا کی ہے اور یہ اللہ کے رسول کا منتخب وسلالہ پاک ہے)۔

حمزہ مصری کا بیان ہے کہ میں کھڑا ہوا اور نماز میں مشغول ہو گیا یہاں تک کہ سحر ہو گئی اور میں پھر تھک گیا اپنے سر کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور بیٹھ گیا پھر جب میں نے اپنے سر کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ تحریر شدہ رقعہ دیوار پر نہیں ہے۔ جبکہ وہ تحریر تازہ روشنائی سے لکھی ہوئی تھی گویا کہ اسی وقت کسی نے تحریر کی ہے۔ اس کا　کہ صبح ہوئی دروازہ کھلا اور وہ باہر نکلا۔

۶-محمد بن قاسم شافعی:

جوینی شافعی نے اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن قاسم نیشاپوری سے نقل کیا ہے:

Presented by Ziaraat.Com

"سمعت الشیخ ابا الحسن محمد بن القاسم الفارسی بنیسابور قال: کنت (أنکر) علی من قصدالمشهد بطوس للزیارة !واصررت علی هذا الانکار، فاتفق انی رأیت لیلة ،فیمایری النائم کانّی بطوس فی المشهد (و) رأیت رسول الله قائماً صندوق القبر یصلی فسمعت هاتفاً من فوق و (هو) ینشد و یقول:

من سره ان یری قبراً برؤیته　　یفرج الله عمن زار(ه) کربة

فلیأت ذاالقبر ان الله اسکنه　　سلالة من رسول الله منتجبه

و کان یشیر فی الخطاب الی رسول الله قال : فاستیقظت من نومی کانّی غریق فی العرق فنادیت غلامی یسرح دابتی فی الحال فرکبتها و قصدت الزیارة و تعودت فی کل سنة مرتین ، قلت اروی هذه الرویا و جمیع مرویات السلار ابی الحسن مکی بن منصور بن علان الکرجی ، عن الشیخ محی الدین عبد المحی بن ابی البرکات الحربی اجازة بروایته عن الامام مجد الدین یحی بن الربیع بن سلیمان بن حزار الواسطی اجازة ابی زرع طاهر بن محمد بن طاهر بن علی المقدسی ، عنه اجازة "۔(۱)

محمد بن قاسم　ہے کہ میں ان لوگوں میں سے تھا کہ جو حضرت امام رضاؑ کی زیارت کے قائل نہ تھے اور لوگوں کو آپ کی زیارت سے منع کرتا تھا، ایک شب خواب دیکھا کہ میں مشہد میں ہوں اور حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کے پاس حضرت پیغمبر اکرمؐ نماز میں مشغول ہیں اسی وقت اچانک ایک آواز سنی کہ کوئی کہہ رہا ہے: جو شخص چاہتا ہے کہ کسی قبر کو دیکھے اور اس کی زیارت کرے کہ خداوند عالم اس کی مشکلات کو برطرف کردے تو اس صاحب قبر کے پاس آے، خداوند عالم نے اس کو یہ مقام عطا فرمایا ہے کہ یہ رسول خداؐ کے سلالہ وذریت اور منتخب افراد میں سے ہے۔

---

(۱) جوینی شافعی: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲،ص۱۹۷، ح۴۷۵۔

Presented by Ziaraat.Com

اس وقت پیغمبر اکرمؐ کی طرف اشارہ تھا۔ محمد بن قاسم کا بیان ہے کہ میں خواب سے اٹھا تو پسینے میں شرابور تھا میں نے اسی وقت اپنے غلام کو آواز دی اور کہا ابھی میری سواری کو آمادہ کرو، میں سوار ہوا اور زیارت کو نکل پڑا، اس کے بعد میں ہر سال دو مرتبہ حضرتؑ کی زیارت کو آتا ہوں۔

میں نے اس خواب اور تمام مرسلات سلار ابی الحسن مکی بن منصور بن علان کرجی کو شیخ محی الدین عبدالمحی بن ابی البرکات حربی کے ذریعے کہ جن کو اجازہ روایت حاصل ہے امام مجد الدین یحی بن ربیع بن سلیمان بن حزار واسطی سے اور خود ان کو اجازہ حاصل ہے ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر بن علی مقدسی سے، نقل کیا ہے۔

۷- فخر الدین ادیب جندی شافعی:

جوینی شافعی ہے: "لقد انشدنا الامام الفاضل الحسن الاخلاق والشمائل فخرالدین هبة الله بن محمد بن محمود الاديب الجندی رحم الله تعالی ، لنفسه بالمشهدالمقدس الرضوی علی مشرفه السلام فی زیارتنا الاولی لها، جعلها الله مبرورة وفی صحائف الاعمال المقبولة مسطورة :

ایا من مناه رضی ربه تهیا و ان منکر الحسن لام

فزر مشهداً للامام الرضا علی بن موسی علیه السلام"۔(۱)

ہمارے لیے فاضل ارجمند رہبر خوش اخلاق وخوب صورت وخوب سیرت فخر الدین ہبۃ اللہ بن محمد بن محمود ادیب جندی نے - خدا ان پر رحمت نازل فرمائے - ہماری مشہد مقدس رضوی - اس صاحب قبر پر درود وسلام ہو - کی پہلی زیارت میں کہ خداوند اس کو نیک قرار دے اور اعمال مقبولہ میں سے شمار فرمائے۔ اسطرح شعر لکھے:

---

(۱) جوینی شافعی: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۱۹۸، ح ۴۷۶۔

Presented by Ziaraat.Com

اے وہ شخص کہ جس کی آرزو خداوند عالم کی رضایت ہے، آمادہ رہ، یہ واضح رہے کہ اچھائیوں کے منکر کی ملامت ہوتی ہے لہذا حضرت امام علی بن موسی الرضاؑ کے روضہ مبارکہ کی زیارت کر۔

۸- ابونضر موذن نیشابوری شافعی:

جوینی شافعی نے ابونضر موذن نیشابور سے نقل کیا ہے:

''اصابتنی علة شدیدة ثقل فیها لسانی فلم اقدر منها علی الکلام ،فخطر ببالی زیارة الرضا و الدعا عنده و التوسل به الی الله تعالی ، لیعافینی ، فخرجت زائراً وزرت الرضا و قمت عند راسه و صلیت رکعتین ، و کنت فی الدعا و التضرع مستشفعا صاحب القبر الی الله عزو جل ، ان یعافینی من علتی و یحل عقدة لسانی اذا ذهب بی النوم فی سجودی ، فرأیت فی منامی کانّ القمر قد انفرج فخرج منه رجل آدم کهل شدید الادمة فدنا منی فقال : یا اباالنضر! قل "لااله الا الله" قال : فأومأت الیه کیف اقول ذالك و لسانی منغلق؟ فصاح علیّ صیحة و قال : تنکر الله القدرة ؟ قل : "لا اله الا الله" قال: فانطلق لسانی فقلت: "لااله الا الله" و رجعت الی منزلی راجلا و کنت اقول : "لااله الا الله" ولم ینغلق لسانی بعد ذالك''۔(۱)

میں ایک بہت سخت بیماری میں مبتلا ہوا کہ جس کے اثر سے میری زبان بند ہوگئی اور گفتگو کرنے پر قادر نہ رہا، میرے ذہن میں خیال آیا کہ حضرت امام رضاؑ کی زیارت کو جاؤں اور آپ کی قبر مطہر کے قریب جا کر دو رکعت نماز بجالاؤں حضرتؑ کو وسیلہ قرار دوں کہ خداوند عالم مجھے اس بیماری سے نجات دے، میں زیارت کی نیت سے نکلا اور حضرتؑ کی زیارت سے مشرف ہوا۔

---

(۱) جوینی شافعی: فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج ۲، ص ۲۱۷، ح ۴۹۱ بنقل از تاریخ نیشاپور، حاکم نیشاپوری شافعی۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ کے سرہانے کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی، اسی دوران خداوند عالم سے گریہ زاری کی حالت میں صاحب قبر کا واسطہ دے کر دعا مانگتا رہا اور شفا طلب کرتا رہا کہ پروردگار مجھے اس بیماری سے شفا عطا فرمائے اور میری زبان کی گرہ کو کھول دے کہ اچانک مجھے حالت سجدے میں نیند آ گئی، میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا چاند شق ہوا، اس میں سے ایک انتہائی خوبصورت بزرگ برآمد ہوئے اور میرے قریب آ کر کہا اے ابونضر کہو: ''لا الہ الا اللہ'' میں نے ہاتھ سے اشارہ کیا کہ میں یہ کلمہ کیسے کہہ سکتا ہوں میں گونگا ہوں بول نہیں سکتا وہ بزرگ سخت لہجے میں بولے کہ تم قدرت خدا سے انکار کر رہے ہو کہو ''لا الہ الا اللہ'' اچانک میری زبان کھل گئی اور میں نے کہا ''لا الہ الا اللہ'' تب میں خداوند عالم کے شکرانے کے طور پر مشہد سے اپنے گھر نیشاپور تک پیدل آیا اور تمام راستے میری زبان پر یہی کلمہ تھا ''لا اله الا الله'' اور اس کے بعد کبھی بھی میری زبان بند نہ ہوئی۔

۹- ایک نامعلوم شخص

حاکم نیشاپوری شافعی اپنی اسناد کے ساتھ نقل کرتا ہے:

''سمعت رجلا ًذهب عنی اسمه عند قبر الرضا (یقول : کنت) افکر فی شرف القبر و شرف من تواری فیه فتخالج فی قلبی الانکار علی بعض من بها فضربت بیدی الی المصحف متفألا ، فخرجت هذه الآیة: ﴿ و یستنبئونك أحق هو قل ای و ربی انه لحق ﴾ (سوره یونس (۱۰) آیت ۵۳) حتی ضربت ثلاث مرات فخرج فی کلها هذه الآیة''(۱)

ایک مرد سے کہ جس کا نام میرے ذہن سے نکل گیا ہے سنا کہ جو قبر امام رضا کے نزدیک کھڑا ہوا کہہ رہا تھا کہ میں اس قبر اور صاحب قبر کی عظمت و شرافت و بزرگی کے بارے میں سوچتا تھا کہ میرے دل میں صاحب قبر کے متعلق کچھ چیزوں کے بارے میں شک و شبہ ہوا اور ان کا انکار کر بیٹھا۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۲۱۸، ح۴۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا میں نے قرآن کریم سے تفأل وا رہ کیا تو یہ آیت آئی کہ ''تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ حق ہے تو کہدے کہ ہاں خدا کی قسم وہ حق ہے''۔

یہاں تک کہ میں نے تین مرتبہ قرآن سے فأل وا رہ کیا ہر مرتبہ یہی آیت آئی۔

۱۰- زید فارسی:

حاکم نیشاپوری شافعی اپنی اسناد کے ساتھ زید فارسی سے نقل کرتا ہے:"کنت بمرو الرود منقرساً مدة سنتين لا اقدر ان اقوم قائماً و لا ان اصلی قائماً ، فأريت فی المنام:ألا تمر بقبر الرضا وتمسح رجليك به و تدعو الله تعالى عند القبر حتى يذهب ما بك ؟(قال)فأكتريت(دابة)و جئت الى طوس و مسحت رجلیّ بالقبر ودعوت الله عزوجل فذهب عنی ذالك النقرس و الوجع فأنا هاهنا منذ سنتين و ما نفرست''۔(۱)

میں مرورود میں تھا کہ مرض نقرس (پیروں کے درد) میں مبتلا ہوا یہاں تک کہ مجھ سے کھڑا بھی نہیں ہوا جاتا تھا اور کھڑے ہوکر نماز بھی نہیں پڑھ سکتا تھا کہ ایک شب مجھے خواب میں بشارت ہوئی کہ قبر امام رضاؑ پر کیوں نہیں جاتا اور ان کی قبر سے اپنے آپ کو کیوں مس نہیں کرتا اور خدا سے آپؑ کی قبر مبارک کے پاس اور ان کو واسطہ قرار دے کر کیوں دعا نہیں کرتا تا کہ یہ مشکل حل اور مرض دور ہو جائے، پس میں نے ایک جانور سواری کے لیے کرائے پر لیا اور طوس پہنچا اپنے آپ کو حضرتؑ کی قبر مطہر سے مس کیا اور خداوند عالم سے دعا مانگی تو مجھ سے وہ مرض نقرس و پیروں کا درد ختم ہو گیا اور میں دو سال سے یہاں پر ہوں اصلاً درد نہیں ہے۔

۱۱- حمویہ بن علی:

اسی طرح حاکم نیشاپوری شافعی اپنی اسناد کے ساتھ حمویہ بن علی سے نقل کرتا ہے:

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۲۱۹، ح۴۹۴۔

Presented by Ziaraat.Com

''کنت مع حمویہ ببلخ فرکب یوما و انا معه فبینا نحن فی سوق بلخ اذ رأی حمویه رجلاً فوکّل به و قال : احملوه الی الباب ثم عند انصرافه امر باحضار حمارة فارة و سفرة و جبنة ومأ تی درهم ، فلما احضر قال: هاتوا الرجل، فجئ به ، فلما وقف بین یدیه ، قال قد صفعتنی صفعة وانا اقتصها منك الیوم ! (أ) تذکر الیوم الذی زرنا جمیعاً قبر الرضاؑ فدعوت انت و قلت : اللهم! ارزقنی حماراً و ماتی درهم سفرة فیها جنبة و خبزة ، وقلت انا اللهم! ارزقنی قیادة خراسان ، فصفعتنی وقلت: لاتسأل ما لا یکون، فالآن قد بلغنی الله عزو جل ، مأمولی و بلغك مأمولك و الصفعة لی علیك''۔(۱)

میں حمویہ کے ساتھ شہر بلخ میں تھا، ایک روز ہم دونوں سوار ہوے اور بازار بلخ میں پہنچے، حمویہ نے ایک شخص کو دیکھا اور حکم دیا کہ اس کو پکڑ لو اور دربار میں لے چلو، پھر دربار سے پلٹتے وقت حکم دیا کہ ایک اچھا گدھا، ایک روٹی اور پنیر کے ساتھ دسترخوان اور دوسو درھم لے کر آو، جب یہ چیزیں مھیا ہوگئیں تو دستور دیا کہ اس شخص کو حاضر کرو، جب اس شخص کو لایا گیا اور وہ سامنے کھڑا ہوا تو حمویہ نے اس سے کہا کہ تو نے ایک روز میرے ایک طمانچہ مارا تھا اور آج میں تجھ سے اس کا بدلا لوں گا۔ کیا تجھے یاد ہے کہ ہم سب ایک ساتھ حضرت امام رضاؑ کی زیارت کو گئے ہوئے تھے جب ہم نے زیارت کی تو تو نے خدا سے دعا کی کہ پروردگارا! مجھے ایک گدھا، دوسو درھم اور روٹی و پنیر کے ساتھ دسترخوان عطا فرما، اور میں نے دعا کی، پروردگارا! مجھے خراسان کی حکومت نصیب فرما۔ تو نے میرے طمانچہ مارا اور کہا کہ جو کام نہیں ہوسکتا اس کی دعا نہ کرو، جبکہ اب خداوند عالم نے مجھے اس مقام پر پہنچا دیا ہے اور تیرے لیے بھی تیری خواہش کو پورا کر دیا ہے، اب میرا ایک طمانچہ تیرے اوپر باقی ہے۔

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضیٰ والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، ج۲، ص۲۲۰، ح۴۹۵۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۲- ابوحسین بن ابی بکر شافعی:

حاکم نیشاپوری شافعی ہے:"سمعت ابا الحسین بن ابی بکر الفقیه یقول: قد اجاب الله لی فی کل دعوة دعوته بها عند مشهد الرضا ، حتی انی دعوت الله (ان یرزقنی ولداً)فرزقت ولداً بعد الایاس منه''۔(۱)

ابوالحسین بن ابی بکر فقیہ سے میں نے سنا اس نے کہا؛ میں نے خداوند عالم سے حضرت امام رضاؑ کے جوار میں جو بھی دعا مانگی وہ مستجاب ہوئی یہاں تک کہ میں نے کافی مایوسی کے بعد خداوند عالم سے بیٹے کی دعا کی تو خداوند عالم نے وہ بھی مستجاب فرمائی اور مجھ کو فرزند سے سرفراز فرمایا۔

آٹھوی صدی

۱۳- ذھبی شافعی (۷۴۸ھ)

وہ سلفی مذہب پر اعتقاد رکھنے کے باوجود بھی حضرت امام رضاؑ کے روضہ مبارکہ کے زائرین کے بارے میں رقمطراز ہے: "و لعلی بن موسی مشهد بطوس یقصدونه بالزیارة"۔(۲)

حضرت امام علی رضاؑ کی شہر طوس میں بارگاہ ہے کہ لوگ وہاں زیارت کے لیے جاتے ہیں۔

''وله مشهد کبیر بطوس یزار''۔(۳)

شہر طوس میں آپؑ کی بہت بڑی آرامگاہ ہے کہ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت امام موسی کاظمؑ کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے جب امام رضاؑ پر پہنچتا ہے تو ہے:

''و لولده علی بن موسی مشهد عظیم بطوس''۔(۴)

---

(۱) فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم ، ج۲،ص۲۲۰، ح۴۹۸۔

(۲) ذہبی شافعی: سیر اعلام النبلاء، ج۹،ص۳۹۳۔(۳) ذہبی شافعی: العبر فی خبر من غبر، ج۱،ص۲۶۶۔

(۴) ذہبی شافعی: سیر اعلام النبلاء، ج۶،ص۲۷۴۔

Presented by Ziaraat.Com

اور آپ کے فرزند گرامی علیؑ بن موسیٰؑ کی شہر طوس میں عظیم بارگاہ ہے۔

۱۴ - صفدی شافعی (۷۶۴ھ):

وہ مختصراً لیکن جامع انداز میں یوں ہے: ''و دفن بطوس و قبره مقصود بالزيارة "۔(۱)

اور آپؑ کو شہر طوس میں دفن کر دیا گیا اور آپ کی قبر کی زیارت کی جاتی ہے۔

۱۵- محمد بن عبداللہ ابن بطوطہ مراکشی (۷۷۹ھ):

جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اس کا بیان بھی یہی ہے کہ حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر عامہ و خاصہ کے لیے زیارت گاہ ہے۔(۲)

نویں صدی

۱۶- عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی (۸۰۳ھ):

وہ حضرت امام رضاؑ کی بارگاہ کو تمام زائرین کا ملجأ و ماوی جانتا ہے چاہے وہ زائرین کسی بھی طبقہ و قوم و قبیلہ کے ہوں لہذا ہے:

علی بن موسی الرضاؑ لوگوں سے خود انہی کی زبان میں گفتگو فرماتے تھے اور آپ گفتگو کرنے میں بہترین سخنور اور عقلمند ترین فرد تھے اور سب کی زبانوں کو خود اہل زبان سے بہتر جانتے تھے۔۔۔مشہد مقدس اور آپ کا مرقد منور تمام طبقات اور پوری دنیا کے زائرین کا مرکز و ملجأ و ماوی ہے۔(۳)

---

(۱) صفدی شافعی: الوافی بالوفیات، ج ۲۲، ص ۲۴۹۔

(۲) ابن بطوطہ مراکشی: تحفۃ النظار فی غرائب الامصار، معروف بہ رحلۃ ابن بطوطہ، ص ۴۰۱۔

(۳) عطاء اللہ بن فضل اللہ شیرازی: روضۃ الاحباب، ج ۴، ص ۴۳۔ دیکھیے -: امیر احمد حسین بہادر خان ہندی حنفی: تاریخ الاحمدی، ۳۶۔

Presented by Ziaraat.Com

دسویں صدی

۱۷- میر محمد بن سید برہان الدین خواوند شاہ معروف بہ میر خواند شافعی (۹۰۳ھ):

وہ بھی تعجب خیز عبارات میں تحریر کرتا ہے کہ حضرت امام رضاؑ کی قبر پاک کے زائرین نہ فقط ایران بلکہ روم و ہندوستان اور دنیا کے گوشے گوشے سے آتے ہیں۔ لہذا رقمطراز ہے:

ذکر احوال علی بن موسی الرضا رضی اللہ عنھما۔ مشہد مقدس اور حضرت امام رضاؑ (کہ جو بطور مطلق بغیر کسی قید کے امام ہیں) کا مرقد، ایران کا مرکز اور اہل طریقت کے ہر چھوٹے و بڑے کی منزل مقصود ہے، امت اسلامی کے تمام فرقے اور بنی آدم کے تمام طبقات پوری دنیا میں دور دراز سے جیسے روم، ہندوستان اور ہر طرف سے ہر سال اپنے وطن سے ہجرت کر کے، دوستوں و عزیز و اقارب کو چھوڑ کر آتے ہیں اور اپنی آبرومند پیشانی کو آپؑ کی چوکھٹ پر رکھتے ہیں اور زیارت کے مراسم و قبر کا طواف انجام دیتے ہیں، اس عظیم الٰہی کو دنیا و آخرت کا سرمایہ جانتے ہیں۔۔۔ حضرت امام ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ کے مناقب و مآثر اور فضائل اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ بشری علم ان کا احاطہ کر سکے، اس مقام پر چند سطروں میں ارباب سعادت کے عظیم رہبر کے خوارق العادۃ و عجیب و غریب واقعات میں سے کچھ کی طرف اشارہ پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

پھر آپ کے مناقب و کرامات کو ذکر کرتا ہے اور آخر میں ہے کہ امام رضاؑ سے بہت زیادہ واقعات منقول ہیں کہ جو آپ کی عظمت اور کرامات و مناقب کی وسعت پر دلالت کرتے ہیں۔(۱)

۱۸- فضل اللہ بن روز بہان خنجی اصفہانی حنفی (۹۲۷ھ):

وہ بھی عظیم عبارات اور بہت زیادہ احترام کے ساتھ حضرت امام رضاؑ کے مرقد مطہر کی توصیف کرتا ہے اور اس کے ''کعبۂ آمال و تمام حاجتمندوں کے لیے ملجاء و ماوٰی'' ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے۔

---

(۱) خواند امیر شافعی: تاریخ روضۃ الصفا، ج ۳، ص ۴۱ و ۵۲۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا ہے:

زیارت قبر مکرم و مرقد معظم حضرت امام آئمۃ الھدی، سلطان الانس والجن، امام علی بن موسی الرضا الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشہید بن علی المرتضی - صلوات الله و سلامه علی سیدنا محمد و آله الکرام، سیما الآیة النظام ستة آبائه کلهم افضل من یشرب صوب الغمام- (درود وسلام ہو ہمارے سید وسردار حضرت محمد اور آپ کی آل پاک پر خصوصاً امام رضا کے چھ آباء واجداد پر جو کہ نظام کائنات کی نشانی ہیں اور وہ کائنات کی ہر شے سے افضل ہیں)

(آپ کی زیارت) آپ کے دوستوں کے لیے اکسیر اعظم اور دل وجان کی زندگی کی باعث ہے تمام عالم کی آپ کی بارگاہ میں رفت وآمد باعث برکت بلکہ صدق دل سے یوں کہا جائے کہ اشرف منازل ہے، یہ وہ مقام ہے کہ جہاں ہر وقت تلاوت قرآن مجید ہوتی رہتی ہے لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اسلام کی عظیم ترین عبادت گاہوں میں سے ایک ہے، وہ عظیم مرقد کسی وقت بھی نیازمندوں کی عبادت و اطاعت سے خالی نہیں ہوتا اور اس طرح کیوں نہ ہو کہ وہ اس امام برحق کی آرامگاہ ہے کہ جو علوم نبوی کا مظہر، مصطفوی صفات کا وارث، امام برحق وراہنمائے مطلق اور صاحب زمان امامت، وارث نبوت اور محکم واستوار حق وحقیقت ہے۔

هزار دفتر اگر در مناقبش گویند　　هنوز ره به کمال علی نشاید برد

(اگر آپؑ کے مناقب وفضائل میں ہزار دیوان بھی بھر جائیں تو بھی آپ کے کمال تک رسائی کے لیے کافی راہ باقی ہے)۔

میرا پہلے حضرت امام رضاؑ کی زیارت کا قصد تھا تب یہ قصیدہ لکھا تھا کہ جس کے درج کرنے کے لیے یہ مقام مناسب ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا اس عبارت کے تسلسل میں ایک قصیدہ بعنوان ''قصیدہ درمنقبت امام ثامن، ولی ضامن، امام ابوالحسن علی بن موسی الرضا صلوات اللہ وسلامہ علیہ'' آپ کی مدح وثناء میں تحریر کرتا ہے۔۔۔(۱)

دوسری جگہ پر ہے: ''اللّٰھمّ و صلّ و سلّم علی الاما م الثامن ، السید الحسنان ، السند البرھا ن ، جحة الله علی الانس و الجان الذی ھو لجند الاولیاء سلطان ، صاحب المروة و الجود والاحسان ، المتلالئی فیه انوار النبی عند عین العیان ، رافع معالم التوحید و ناصب ألویة الایمان ، الراقی علی درجات العلم و العرفان ، صاحب منقبة قوله ﷺ ستدفن بضعة منی بارض خراسان ، المستخرج بالجفر والجامع مایکون و ما کان المقول فی شرف آبائه ستة آبائه کلھم افضل من شرب صوب الغمام،المقتدی برسول الله فی کل حال و فی کل شأن ابی الحسن علی بن موسی الرضا،الامام القائم الثامن الشھیدبالسم فی الغم و البؤس المدفون بمشھد طوس۔(۲)

پروردگارا! درود وسلام بھیج آٹھویں امام پر کہ آنحضرتؑ اہل نیک سیرت ونیک خصلت کے سید و سردار ہیں، محکم دلیل وتمام جن وانس پر اللہ کی حجت ہیں یہ اولیا الٰہی کے لشکر کے سلطان و باشاہ ہیں، صاحب جود وسخا ومروت واحسان ہیں، آپ کے وجود مبارک میں پیغمبر اکرمؐ کے انوار بزرگوں کی آنکھوں کے حضور درخشندہ ہیں، آپ پرچم توحید کو سربلند کرنے والے اور ایمان کے علم کو نصب کرنے والے ہیں، آپ علم وعرفان کے بالاترین درجات میں سیر کرنے والے ہیں، آپ حضرت رسول اکرمؐ کی اس فرمائش کے مصداق ہیں: ''میرے بدن کا ٹکڑا خراسان کی سرزمین میں مدفون ہوگا'' آپ علم جفر وجامع کو ایجاد کرنے والے اور علم ما کان وما یکون (ماضی، حال ومستقبل کا علم) رکھنے والے ہیں۔

---

(۱) مہمانامہ بخارا، ص ۳۳۶۔

(۲) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہادہ معصوم، ص ۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

آپ وہ ہیں کہ جن کے آباء واجداد کا شرف یہ ہے کہ آپ کے چھ آباء وہ ہیں کہ جو ہر اس سے کہ جس نے آسمانی پانی نوش فرمایا، افضل ہیں (گویا نبیوں سے افضل ہیں)، آپ ہر حال ہر کام اور ہر امر میں رسول خداؐ کی اقتداء کرنے والے ہیں آپ ابوالحسن علی بن موسی الرضاؑ، امام قائم ثامن ہیں، آپ کو زہر دغا سے عالم غربت میں شہید کیا گیا اور شہر طوس میں دفن کیا گیا۔

"اللهم ارزقنا بلطفك و فضلك و كرمك و امتنانك ، زيارة قبره المقدس و مرقده المؤنس و اغفرلنا ذبوبنا و اقض جميع حاجاتنا ببركته ـ اللهم صلى على سيدنا محمد وآل سيد نا محمد سيما الامام المجتبى ابى الحسن على بن موسى الرضا و سلم تسليما"۔ (۱)

پروردگارا! اپنے لطف وکرم اور فضل واحسان کے ذریعے مجھے حضرتؑ کے روضہ مبارک ومرقد منور کی زیارت کی توفیق عنایت فرما، اور حضرت کی برکت کے صدقہ میں ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہماری تمام حاجات کو پورا فرما۔ پروردگارا! درود وسلام بھیج ہمارے سید وسردار محمدؐ اور آپ کی آل پاک پر خصوصاً امام منتخب ابوالحسن علی بن موسی الرضا پر۔

وہ حضرت امام رضاؑ کی نورانی بارگاہ کے متعلق عجیب وغریب باتیں تحریر کرتا ہے کہ جن میں سے بعض کو ہم اشارۃً بیان کرتے ہیں۔

۔۔۔اور آنحضرتؑ کو اس روضہ مقدسہ ومرقد منورہ مشہد معطر میں دفن کر دیا گیا اور وہ روضۂ بہشت، کعبۂ آمال اور روز قیامت تک تمام حاجتمندوں کا ملجاء ومأوی ہو گیا۔ خدا کا درود وسلام اور تحیت ورضوان ہو اس روضۂ مقدسہ پر، خداوند عالم نے ہمیں اس کی زیارت کی توفیق عطا فرمائے اور اس کی عمارت کو انوار الٰہیہ اور انفاس قدسیہ سے منور فرمائے۔

---

(۱) وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہادہ معصوم، ص ۲۲۳۔

Presented by Ziaraat.Com

اس کمترین بندے فضل اللہ روز بہان امینؔ کی یہی آرزو ہے۔ الطاف الٰہی پر یقین ہے کہ اس فقیر حقیر کو آنحضرتؑ کے مرقد مطہر و مشہد مقدس کی زیارت کی توفیق نصیب ہوگی اور اس کتاب ''وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہادہ معصوم'' کی قرائت آنحضرتؑ کے روضہ میں آپ کے محبوں و دوستوں کے حضور ہوگی۔ اس حقیر و فقیر کا سینہ حضرت کی ولایت و تولا اور محبت و اخلاص اور استمداد سے سرشار ہے، جب کبھی بھی کوئی واقعہ اس حقیر کو پیش آتا تو آنحضرتؑ سے مدد طلب کرتا، اور قلبی طور پر آنحضرتؑ ہی سے نجات طلب کرتا اور ہر مصیبت و حادثہ میں آپ ہی کی روح مقدس سے ملتجی ہوتا ہوں

اس نے حضرت امام رضا کی مدح میں شعر بھی کہے ہیں:

سلام علی روضة للامام — علی بن موسی علیه السلام
سلام من العاشق المنتظر — سلام من الواله المستهام
بر آن پیشوای کریم الشیم — بر آن مقتدای رفیع المقام
از شهد شهادت حلاوت مذاق — ز زهر عدودر جهان تلخ کام
زخلد برین مشهد ش روضه ای — خراسان از اوگوشه دارالسلام
ازآن خوانمش جنت هشتمین — که شد منزل پاك هشتم امام
محبان ز انگور پر زهر او — فکندند می های خونین به جام
مرا چهره بنمود یك شب به خواب — شد از شوق اوخواب بر من حرام
علیؑ وار بر شی ر مردی سوار
امینؔ در رکابش کمینه غلام(۱)

---

(۱) نجی اصفہانی حنفی: وسیلۃ الخادم الی المخدوم در شرح صلوات چہادہ معصوم، ص ۲۴۳۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۹- غیاث الدین بن ہمام الدین شافعی معروف بہ خواندمیر (۹۴۲ھ):

وہ حضرت امام موسی کاظمؑ کی اولاد کی تذکرہ کرتے ہوئے ہے:

حضرت امام موسی کاظمؑ کی اولاد میں سے سب سے افضل بلکہ اپنے زمانے میں سب سے اشرف وافضل علی بن موسی الرضاؑ تھے۔(۱)

عنوان ''ذکر امام ہشتم علی بن موسی الرضا سلام اللہ علیھما'' کے ذیل میں آنحضرتؑ کے بارے میں ایک فصل بیان کرتا ہے اور امامؑ کے متعلق اس طرح تحریر کرتا ہے: ''امام واجب الاحترام علی بن موسی الرضاؑ۔۔۔امام عالی مقام''(۲)

اور اسی طرح مشہد الرضا کے متعلق ہے:

اور اب آنحضرتؑ کا روضہ منورہ اعیان واشراف کا محل طواف، تمام ممالک وشہروں، ہر زمانے کے چھوٹے بڑے، عام وخاص افراد کی آرزوں کا قبلہ اور نصیبوں کا کعبہ بن چکا ہے۔

ے ''سلام علی آل طاها و یاسین سلام علی آل خیر النبیین

سلام علی روضة حل فیها امام یباهی به الملك والدین

و صلی الله علی خیر خلقه محمد سید المرسلین و آله الطیبین الطاهرین سیما الآئمة المعصومین الهادین''۔(۳)

سلام ہو آل طاہا ویسین پر، سلام ہو بہترین رسول کی آل پاک پر، سلام ہو اس باغ پر کہ جس میں وہ امام آرام فرما رہا ہے کہ جس پر دین ودنیا دونوں فخر کرتے ہیں۔

---

(۱) خواندامیر شافعی: تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۸۱۔

(۲) خواندامیر شافعی: تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۸۲۔

(۳) خواندامیر شافعی: تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۸۲-۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

خدایا درود بھیج اپنی مخلوق میں سے سب سے بہتر، تمام پیغمبروں کے سردار حضرت محمد اور ان کی آل پاک پر خصوصاً ہدایت کرنے والے آئمہ معصومین پر۔ عنوان ''گفتار در بیان فضائل وکمالات آن امام عالی مقام، علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام'' کے ذیل میں ایک فصل بیان کی ہے کہ جس میں حضرت امام رضاؑ کے متعلق تحریر کرتا ہے:

سرزمین خراسان، امام شہید، طیب وطاہر علی بن موسی بن جعفر بن محمد باقر کا بیت الشرف ہے۔۔ آنحضرتؑ کی جود وسخا، بلند و بالا مقام اور عظمت واحترام کا مغرب سے مشرق تک اپنے پرائے سب کو اعتراف تھا اور ہے۔ ہر چھوٹے بڑے بلکہ نوع انسانی کے تمام افراد نے آپ کے مناقب وکمالات اور اوصاف حمیدہ پر صحائف وکتب تحریر کی ہیں اور لکھ رہے ہیں لیکن جو کچھ بھی لکھا جائے اور تصور کیا جائے آپ اس سے کہیں بلند و بالا ہیں اور آپ کی امامت آپ کے آباء واجداد کی نص کے مطابق معین ہے۔

از آن زمان که فلك شد به نور مهر منور
ندید دیده کس چون علی موسی جعفر
سپهر عز وجلالت محیط علم و فضیلت
امام مشرق و مغرب ملاذ آل پیمبر
حریم تربت او سجده گاه خسرو انجم
غبار مقدم او توتیای دیدهٔ اختر
وفور علم و علو مکان اوست به حدی
که شرح آن نتواند نمود کلك سخنور
قلم اگر همگی وصف ذات او بنویسد
حدیث او نشود در هزار سال مکرر(۱)

---

(۱) خواندامیر شافعی: تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۸۳۔

Presented by Ziaraat.Com

(وہ امام کہ جس کے نور سے آسمان منور وروشن ہوا، کسی نے بھی حضرت علیؑ ابن موسیٰؑ ابن جعفرؑ جیسی عظیم شخصیت نہیں دیکھی، وہ عزت وجلالت کے آسمان ہیں اور علم وفضیلت ان کا احاطہ کئے ہوئے ہے، وہ آل رسولؐ میں سے ایک رکن ہیں اور مشرق ومغرب کے امام، ان کے حرم مطہر کی خاک چاند کی سجدہ گاہ ہے، ان کے مبارک قدموں سے اٹھنے والی گرد وغبار ستاروں کی آنکھوں کا سرما ہے، ان کے علم کی کثرت اور شأن ومنزلت کی بلندی اس حد تک ہے کہ کوئی بھی سخنور آپ کی توصیف اور مدح وثناء نہیں کرسکتا، قلم اگر وہ تمام صفات لکھنے پر آئے تو ہزاروں سال اگر بار بار آتے رہیں پھر بھی تمام نہیں ہوسکتی ہیں)۔

پھر آپ کے فضائل وکرامات بیان کیے ہیں، اور اس کے بعد ہے:

مخفی نہ رہے کہ کرامات ومعجزات حضرت امام رضاؑ بہت زیادہ ہیں اور آپ کے مشہد منور کی برکات اور آپ کے مرقد معطر کی فیوضات اس قدر ہیں کہ اس حقیر کی زبان قاصر کے بس کی بات نہیں ہے کہ ان کی تفصیل بیان کی جائے لہذا مجبوراً اختصار سے کام لیا ہے۔(۱)

گیارہویں صدی

۲۰- ابن عماد دمشقی حنبلی (۱۰۸۹ھ): ''و لـه مشهد كبير بطوس يزار''۔(۲) آپ کی عظیم بارگاہ شہر طوس میں ہے کہ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

چودھویں صدی

۲۱- قاضی بہجت آفندی شافعی (۱۳۵۰ھ):

وہ بھی حضرت امام رضا کی بارگاہ کو دنیائے اسلام کی عظیم ترین زیارتگاہ مانتا ہے لہذا ہے:

---

(۱) خواندامیر شافعی: تاریخ حبیب السیر فی اخبار افراد بشر، ج۲، ص۹۱۔

(۲) ابن عماد حنبلی: شذرات الذھب فی اخبار من ذھب، ج۳، ص۱۴۔

Presented by Ziaraat.Com

آنحضرت کا روضہ معلیٰ شہر مشہد مقدس میں اسلام کی عظیم و بزرگ ترین زیارت گاہ ہے، سنہرا گنبد ہے کہ جس کی پوری دینا میں مثال ونظیر نہیں ہے۔

خداوند عالم عزت وشرف کو اور زیادہ کرے۔(۱)

حضرت امام رضاؑ کا روضہ مبارکہ

وہابیت، سلفی فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ قبروں کی تعمیر جائز نہیں ہے اور یہ کام شرک کے مصادیق میں سے ہے، تمام دنیا میں جو بھی قبر تعمیر شدہ ہے اور عمارت وزیارتگاہ ہے وہ عثمانی حکومت کی کارکردگی ہے، جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ قبروں کی تعمیر اور عمارات، عثمانی حکومت کے وجود میں آنے اور ابن تیمیہ کی بدعتوں سے بہت پہلے، تقریباً ابتدائی صدیوں سے موجود ہیں۔

ان ہی میں سے ایک گنبد و بارگاہ قبر حضرت علی بن موسی الرضاؑ ہے کہ جس کی اصل تقریباً تیسری، چوتھی صدی پر پلٹتی ہے کہ اس زمانے سے گنبد و بارگاہ موجود ہے۔ اس کے متعلق جو تاریخی شواہد ہیں ان کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

تیسری و چوتھی صدی

۱- مقدسی بشاری (۳۸۰ھ):

حضرت امام رضاؑ کے مرقد مطہر کے بارے میں عجیب عبارت لکھتا ہے:

"و بـه قبـر عـلـی الـرضا بطوس قد بنی علیه حصن فیه دور و سوق ، وقد بنی علیه عمید الدولة فائق مسجدا ما بخراسان احسن منه ـــ"(۲)

---

(۱) قاضی بہجت آفندی شافعی: تشریح ومحاکمہ در تاریخ آل محمد، ص ۱۵۸-۱۵۹۔

(۲) مقدسی بشاری: احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، ص ۲۶۱۔

Presented by Ziaraat.Com

شہر طوس میں حضرت امام علی رضاؑ کی قبر مطہر ہے کہ جس کے چاروں طرف دیوار ہے اور اس کے اطراف میں گھر اور بازار ہیں، عمید الدولہ فائق نے وہاں مسجد بنوائی ہے کہ جس سے بہتر پورے خراسان میں کوئی مسجد نہیں ہے۔

مقدسی بشاری چوتھی صدی سے تعلق رکھتا ہے کہ جس کی شہادت و گواہی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روضہ تیسری صدی ہی سے موجود ہے، گویا آنحضرتؑ کی قبر مطہر کی عمارت اسی زمانے میں بنائی گئی تھی، یہ کام نہ صرف یہ کہ بدعت نہیں تھا بلکہ بنی عباس کے حکمرانوں نے اس کی تعمیر و توسعہ میں کام کیا ہے یہاں تک کہ عمید الدولہ کہ جو خلافت بنی عباس کا ایک وزیر تھا حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر پر ایک عظیم مسجد تعمیر کرائی تھی۔

۲- حسین بن احمد مہلبی (۳۸۰ھ):

وہ بھی مقدسی بشاری کی عبارت کی طرح حضرت امام رضاؑ کے قبر مطہر پر تعمیر کی گواہی دیتا ہے۔

وہ خراسان کے شہر نوقان اور حضرت امام رضاؑ کے متعلق اس طرح لکھتا ہے: "وهی من اجل مدن خراسان و اعمرها و بظاهر مدينة نوقان قبر الامام علی بن موسی بن جعفر و به ايضاً قبر هارون الرشيد و علی قبر علی بن موسی حصن و فيه قوم معتكفون ـــ ـ"۔(۱)

خراسان کے شہروں میں سے بزرگ ترین اور آبادترین شہر نوقان ہے، شہر نوقان کے پیچھے حضرت امام علیؑ بن موسیؑ بن جعفرؑ کی قبر ہے اور وہیں پر ہارون الرشید کی قبر بھی ہے۔ حضرت علی بن موسیؑ کی قبر پر ایک عمارت ہے کہ جس میں لوگ اعتکاف بجالاتے ہیں۔

آٹھویں صدی

۳- ذھبی شافعی (۷۴۸ھ)

---

(۱) مہلبی: الکتاب العزیزی یا المسالک والممالک، ص ۱۵۵۔

Presented by Ziaraat.Com

وہ مختصر عبارت لیکن جامع طور پر حضرت امام رضاؑ کے گنبد و بارگاہ کی اس طرح توصیف کرتا ہے:

"و لعلی بن موسی مشهد بطوس یقصدونه بالزیارة"۔(۱)

حضرت امام علی رضاؑ کی شہر طوس میں بارگاہ ہے، لوگ وہاں زیارت کے لیے جاتے ہیں۔

''وله مشهد کبیر بطوس یزار''۔(۲)

شہر طوس میں آپ کی بہت بڑی آرامگاہ ہے کہ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

حضرت امام موسی کاظمؑ کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے جب امام رضاؑ پر پہنچتا ہے تو ہے:

"و لولده علی بن موسی مشهد عظیم بطوس''۔(۳)

اور آپ کے فرزند گرامی علیؑ بن موسیؑ کی عظیم بارگاہ شہر طوس میں ہے۔

۴- محمد بن عبداللہ ابن بطوطہ مراکشی (۷۷۹ھ):

وہ بھی آٹھویں صدی سے تعلق رکھتا ہے اور اپنی تاریخی مسافرت اور دنیا کی سیاحت کرتے ہوئے جب خراسان پہنچتا ہے تو حضرت امام رضاؑ کے گنبد و بارگاہ کو دیکھ کر اس طرح توصیف کرتا ہے:

"و رحلنا الی مدینة مشهد الرضا ، وهو علی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی زین العابدین بن الحسین الشهیدبن امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب ،رضی الله عنهم، وهی ایضاً مدینة کبیرة ---و المشهد المکرم علیه قبة عظیمة فی داخل زاویة تجاورها مدرسة و مسجد و جمیعها ملیح البناء ، مصنوع الحیطان بالقاشانی و علی القبر دکانة خشب ملبسة بصفائح الفضة وعلیه قنادیل فضة معلقة ---

---

(۱) ذہبی شافعی: سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۹۳۔

(۲) ذہبی شافعی: العبر فی خبر من غبر، ج۶، ص۲۷۴۔

(۳) ذہبی شافعی: سیر اعلام النبلاء، ج۹، ص۳۹۳۔

Presented by Ziaraat.Com

و عتبة باب القبة فضة وعلى بابها ستر حرير مذهب وهى مبسوط بانواع البسط و ازاء هذا قبرهارون الرشيد ـــ و اذا دخل الرافضى للزيارة ضرب قبر هارون الرشيد برجله و سلم على الرضا "۔(۱)

شہر مشہد الرضا میں پہنچے کہ وہ علی رضا بن موسی کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین شہید بن امیر المومنین علی ابن ابی طالب ہیں-ان پر اللہ کی رحمت و برکت ہو-

مشہد الرضا بہت بڑا شہر ہے اور حضرت کی بارگاہ پر بہت عظیم اور خوبصورت گنبد ہے، اس کے کنارے مدرسہ اور ایک مسجد ہے کہ جن میں سے ہر ایک عمارت اپنی مثال آپ ہے۔

خصوصاً کاشی سے تزیین کی ہوئی دیواریں اور قبر مطہر اور قبر کے چاروں طرف ایک لکڑی کی ضریح بنی ہوئی ہے کہ جس کے اوپر چاندی کا غلاف ہے، ضریح کے بالائی حصہ اور اوپر چاندی سے بنے ہوئے چراغدان اور ان میں چمکتے ہوئے چراغ، اس پر سنہرے دھاگے سے بنا ہوا ریشم کا پردہ اور نیچے بچھے ہوئے مختلف اقسام کے قالین تھے۔ اسی کے مقابل ہارون الرشید کی قبر بھی ہے کہ جب کوئی شیعہ رافضی زیارت کے لیے جاتا ہے تو پہلے ھارون الرشید کی قبر پر ٹھوکر مارتا ہے پھر امام رضاؑ کو سلام کرتا ہے

چودھویں صدی

۵- قاضی بہجت آفندی شافعی (۱۳۵۰ھ):

وہ بھی حضرت امام رضاؑ کی بارگاہ کی اس طرح توصیف کرتا ہے: آنحضرتؑ کا روضۂ معلیٰ شہر مشہد مقدس میں اسلام کی عظیم و بزرگ ترین زیارت گاہ ہے، سنہرا گنبد ہے کہ جس کی پوری دینا میں مثال ونظیر نہیں ہے۔ خداوند عالم عزت وشرف کو اور زیادہ کرے۔(۲)

---

(۱) ابن بطوطہ مرکشی: تحفۃ النظار فی غرائب الامصار معروف بہ رحلۃ بطوطہ، ص ۴۰۱۔

(۲) قاضی بہجت آفندی شافعی: تشریح ومحاکمہ در تاریخ آل محمد، ص ۱۵۸-۱۵۹۔

Presented by Ziaraat.Com

لاجواب سوال

ساتویں حصہ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اولاً، حضرت پیغمبر اکرمؐ اور تمام اہل بیت رسولؐ کی احادیث شریفہ میں حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کی زیارت کی تاکید اس بات پر دلیل ہے کہ حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کی زیارت نہ فقط سنت بلکہ سنت مؤکدہ اور بہت اہمیت کی حامل ہے۔

ثانیاً، اسی سنت مؤکدہ اور اہمیت کے حامل ہونے کی وجہ سے حضرتؑ کے حرم و بارگاہ قابل احترام اور زیارتگاہ اور اسی زمانے (تیسری و چوتھی صدی) سے گنبد و بارگاہ بنی ہوئی ہے۔

ثالثاً، اس مہم ترین سنت ہی کو مدنظر رکھتے ہوئے، اسلامی تمام فرقوں کے علماء اور عوام کا ایک جم غفیر ہے کہ حضرت امام رضاؑ کی قبر مطہر کی زیارت کرنے، ان سے توسل و گریہ زاری کرنے، اپنی حاجتیں لے نے، اور مشکلات کی برطرفی و مریضوں کی شفایابی کے لیے اسی زمانے (تیسری، چوتھی صدی) سے آج تک چلا آ رہا ہے۔

ان تمام حالات وصفات کے باوجود اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیوں فرقہ وہابیت ان تمام حقائق سے چشم پوشی کرتا ہے؟ اور اپنے آپ کو مسلمانوں میں سے شمار کرتے ہوئے پھر بھی مسلمانوں کے مسلم عقائد جیسے زیارت قبور، تعمیر قبور اور صاحب قبور، اولیاء و اوصیاء الٰہی سے متوسل ہونے خصوصاً اہل بیت رسول اور صالحین پر گریہ وزاری اور ان سے طلب حوائج و رفع مشکلات کے لیے دعا کرنے کی مخالف کرتا ہے اور ان باطل تفکرات سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف وتفرقہ ڈالتا ہے؟۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com

حرف آخر

کتاب حاضر کے ساتوں حصوں کے مطالعہ کرنے سے مذکورہ ذیل مطالب سامنے آتے ہیں:

۱- حضرت امام علی رضا کی علمی، معنوی و اجتماعی شخصیت کے بارے میں علماء اہل سنت کے بیانات دونوں مذہب شیعہ وسنی کے درمیان اتحاد کے لیے بہترین نکتہ ہے، اگرچہ مؤلفین صحاح اور حضرت امام علی رضاؑ کے معاصر علماء کا آپ سے روایات نقل نہ کرنا یہ ایک قابل افسوس سوال باقی رہ جاتا ہے۔

۲- طول تاریخ میں اسلام کے ہر فرقہ کے علماء اور بزرگ شخصیتیں حضرت امام رضا کی زیارت کو آتی رہی ہیں اور آپ کے مرقد مطہر کے قریب گریہ وزاری، اپنی حاجتوں کی برآوری اور رفع مشکلات کے لیے متوسل ہوتے رہے ہیں، جیسے ابن خزیمہ بستی شافعی، حاکم نیشاپوری شافعی اور ان ہی کی طرح سیکڑوں دیگر علماء کا زیارت کرنا اور متوسل ہونا اس بات کو طرف اچھی طرح نشاندہی کرتا ہے کہ وہ لوگ اس سلسلے میں رسول اکرمؐ کی حقیقی سنت کے تابع و پیروکار تھے اس انجام دیتے تھے اور آج بھی انجام دیتے ہیں، یہ مقام بھی دونوں مذہب شیعہ وسنی کے درمیان اتحاد کا بہترین نکتہ ہے بلکہ تمام مسلمانوں کے اس نکتہ کے تحت متحد کیا جاسکتا ہے۔

۳- فرقہ ضالہ وگمراہ وہابیت، اہل سنت میں سے نہیں ہے اس لیے کہ زیارت قبور سے روکنا خصوصاً قبور صالحین واہل بیت طاہرین اور ان حضرات کے روضوں کو خراب کرنا، خصوصاً جنت البقیع کی تخریب اور آنحضرات سے متوسل ہونے کو منع کرنا یہ سب دعوے سنت نبوی اور سیرت مسلمین کے خلاف ہیں نیز مسلمانوں کے درمیان اتحاد کو ضعیف کرنے کے راستے میں ایک قدم ہے تاکہ مسلمانوں کے درمیان کبھی بھی اتحاد وانسجام وجود میں نہ آسکے۔

Presented by Ziaraat.Com

لہذا بطور یقین کہا جا سکتا ہے کہ جس طرح حضرت رسول اکرمؐ کے اہل بیت طاہرین مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کا محور و مرکز ہیں حضرت امام رضا بھی حضرت رسول اکرم کے اہل بیت میں سے آٹھویں امام کی حیثیت سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق کا خصوصی نقطہ ہیں چونکہ آپ اپنی پر برکت زندگی میں تمام انسانوں اعم از سنی و شیعہ بلکہ ہر فرقہ و مذہب کے مرجع و پناہ گاہ رہے ہیں اسی طرح آپ کی شہادت کے بعد بھی آپ کی زیارت کے لیے لوگوں کا ہجوم ہر فرقہ و مذہب اور دنیا کے ہر گوشے سے امنڈتا چلا آتا رہا ہے آج بھی اس عظمت و شان و شوکت میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔

مسلمانوں کے درمیان منطقی اتحاد کی امید کے ساتھ۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com

Presented by Ziaraat.Com

کتاب نامہ

قرآن کریم

الف ﴿ اہل سنت

حنبلی

۱- ابن قدامہ مقدسی حنبلی ، موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد (۶۲۰ھ) : التبیین فی انساب القرشیین ، چ ۲، عالم الکتب، مکتبۃ النھضۃ العربیۃ ، بیروت ۱۴۰۸ھ۔

۲- ایوب زرعی حنبلی ، ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر (۷۵۱ھ) : حاشیۃ ابن القیم ، چ ۲، دارالکتب العلمیۃ ، بیروت ۱۴۱۵ھ۔

۳- ابن رجب حنبلی ، زین الدین ابو الفرج عبدالرحمٰن بن شہاب الدین احمد بن رجب (۷۹۵ھ): الذیل علی طبقات الحنابلہ، چ ۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۴- خلدون احدب حنبلی: زوائد تاریخ بغداد علی الکتب الستہ ، چ ۱، دارالقلم، دمشق، ۱۴۱۷ھ۔

۵- ابن عماد حنبلی ، شہاب الدین (۱۰۸۹ھ) : شذرات الذھب فی اخبار من ذھب ، چ ۱، دارابن کثیر، دمشق، ۱۴۰۶ھ۔

۶- البانی حنبلی ، محمد ناصر الدین : ضعیف الجامع الصغیر و زیادتہ (الفتح الکبیر)، چ ۳، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۱۰ھ۔

۷---: ضعیف سنن ابن ماجہ، چ ۱، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۸- ابن ابی یعلی حنبلی ، ابوحسین محمد بن محمد بن حسین (۵۲۶ھ): طبقات الحنابلہ، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۹- ابن جوزی حنبلی ، ابوالفرج عبدالرحمٰن (۵۹۷ھ): العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ، چ۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۱۰---: فنون الافنان فی عجائب علوم القرآن، المجامع العلمی العراقی، بغداد، ۱۴۰۸ھ۔

۱۱---: کتاب الضعفاء والمتروکین، چ۱، دارالکتب العلمیہ ، بغداد، ۱۴۰۶ھ۔

۱۲- احمد بن حنبل (۲۴۱ھ): المسند ، دارصادر، بیروت۔

۱۳- طبرانی شامی حنبلی، سلیمان بن احمد (۳۶۰ھ): المعجم الاوسط، چ۱، دارالفکر، عمان، ۱۴۲۰ھ

۱۴- ابن جوزی حنبلی، ابوالفرج عبدالرحمٰن (۵۹۷ھ): المنتظم فی تاریخ الملوک والامم، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔

۱۵---: الموضوعات، چ۲، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

حنفی

۱۶- ابن طولون دمشقی حنفی ، شمس الدین محمد بن طولون (۹۵۳ھ) : الآئمۃ الاثنا عشر، رات الرضی، قم۔

۱۷- زبیدی حنفی ، سید محمد بن محمد (۲۹۵ھ): اتحاف السادۃ المتقین بشرح اسرار احیاء علوم الدین، خزانۃ السادات، مصر۔

۱۸- نابلسی دمشقی حنفی، عبدالغنی بن اسماعیل (۱۴۱۳ھ): اسرار الشریعۃ یا الفتح الربانی والفیض الرحمانی، چ۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۱۹- مغلطای حنفی ، علا الدین (۷۶۲ھ): اکمال تھذیب الکمال فی اسما الرجال، چ۱، الفاروق الحدیثہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۰- شجری جرجانی حنفی ، یحی بن حسین (۴۹۹ھ) : الامالی الخمیس ، چ۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت،۱۴۲۲ھ۔

۲۱- بھادرخان ہندی بریلوی حنفی ،امیراحمد حسین (۱۳صدی ہجری): تاریخ الاحمدی،تحقیق: محمد سعیدطریحی، چ۱،مرکز الدراسات والجوث العلمیہ وموسسۃ البلاغ، بیروت،۱۴۰۸ھ۔

۲۲- سراج الدین حنفی ، شیخ عثمان : تاریخ الاسلام والرجال ،نسخہ خطی ، کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی ،قم۔

۲۳- سبط ابن جوزی حنفی (۶۵۴ھ): تذکرۃ الخواص من الامۃ بذکر خصائص الآئمۃ ، چ۱، موسسۃ اہل البیت، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۲۴- قرطبی حنفی ، احمد بن محمد بن ابراہیم اشعری (۵۵۰ھ): التعریف فی الانساب والتسویۃ لذوی الاحساب، دارالمنار، قاہرہ۔

۲۵- عبدالقادر قرشی حنفی ، ابومحمد محی الدین عبدالقادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم بن ابی الوفاء(۷۵۷ھ): الجواھر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ ، چ۲،موسسۃ الرسالۃ ، بیروت،۱۴۱۳ھ۔

۲۶- زمخشری حنفی ، ابوالقاسم محمود بن عمر (۵۳۸ھ): ربیع الابرار ونصوص الاخیار، چ۱،موسسۃ الاعلمی للمطبوعات، بیروت،۱۴۱۲ھ۔

۲۷- لکھنوی حنفی ، ابوالحسنات محمد عبدالحی (۱۳۰۴ھ):الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل ، تحقیق: عبدالفتاح ابوغدۃ ،موسسۃ طرقبہ،حلب۔

۲۸- سندی حنفی ،ابوالحسن (۱۱۳۸ھ):شرح سنن ابن ماجہ ،چ۲، دارالمعرفہ ، بیروت، ۱۴۱۸ھ۔

۲۹- جامی حنفی ،عبدالرحمٰن (۸۹۸ھ): شواہدالنبوۃ ، مصحح: پروفیسر سید حسن امین، چ۱، دفتر نشر طیب،تہران، ۱۳۷۹ش (ایرانی سال)۔

Presented by Ziaraat.Com

۳۰- عبدالقادر تمیمی مصری حنفی، تقی الدین بن عبدالقادر (۱۰۰۵ھ): الطبقات السنیۃ فی تراجم الحنفیۃ، چ۱، دارالرفاعی، ریاض، ۱۴۰۳ھ۔

۳۱- شوکانی صنعانی حنفی، محمد بن علی (۱۲۵۰ھ): الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۳۲- حاجی خلیفہ حنفی (۱۰۶۷ھ): کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۲ھ۔

۳۳- دولابی حنفی، ابو بشر محمد بن احمد بن حماد (۳۱۰ھ): الکنی الاسما، ج۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ۔

۳۴- شیخ عبدالواسع بن یحی الواسعی یمانی حنفی، جامع ومصحح: مسندالامام زید، رات دارمکتبۃ الحیاۃ، بیروت، ۱۹۶۶ء۔

۳۵- زرندی حنفی، جمال الدین محمد بن یوسف (۷۵۷ھ): معارج الوصول الی معرفۃ فضل آل الرسول والبتول، تحقیق: محمد کاظم محمودی، چ۱، مجمع احیاء الثقافۃ الاسلامیہ، قم، ۱۴۲۵ھ۔

۳۶- بدخشی حنفی، میرزا محمد خان (۱۲ صدی ہجری): مفتاح النجا فی مناقب آل عبا، نسخہ خطی کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم۔

۳۷- عبدالفتاح بن نعمان حنفی: مفتاح المعارف، نسخہ خطی کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم۔

۳۸- خنجی اصفہانی حنفی، فضل اللہ بن روزبہان (۹۲۷ھ): مہمان نامہ بخارا، چ۱، نشر بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب، تہران۔

۳۹- ابن تغزی بردی انابکی حنفی، جمال الدین ابومحاسن یوسف (۸۷۴ھ): النجوم الزاھرۃ فی ملوک مصر والقاھرہ، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۳ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۴۰- خجی اصفہانی حنفی ،فضل اللہ بن روز بہان (۹۲۷ھ): وسیلۃ الخادم الی المخدوم درشرح صلوات چہاردہ معصوم، چ۱، انتشارات انصاریان،قم،۱۳۷۵ش (ایرانی سال)۔

۴۱- ہندی لکھنوی حنفی،محمد بن :وسیلۃ النجاۃ،لکھنو،۱۳۰۹ھ۔

۴۲- قندوزی حنفی ، سید سلیمان بن ابراہیم (۱۲۹۴ھ): ینابیع المودۃ لذوی القربی ، چ۲، دارالاسوہ،قم،۱۴۲۲ھ۔

شافعی

۴۳- آجری شافعی ،ابوبکر محمد بن حسین (۳۶۰ھ): الاربعین حدیثا، چ۱،مکتبۃ المعلا،کویت ،۱۴۰۸ھ۔

۴۴- شبراوی شافعی ،شیخ عبداللہ بن محمد بن عامر (۱۱۷۲ھ): الاتحاف بحب الاشراف، چ۱، دارالکتاب الاسلامی،ایران،۱۴۲۳ھ۔

۴۵- مسعودی شافعی ، ابوالحسن علی بن حسین (۳۴۶ھ): اثبات الوصیۃ للامام علی بن ابی طالب، رات الرضی،قم۔

۴۶- تابعی شافعی،شیخ احمد:الاعتصام بحبل الاسلام، چ۱،مطبعہ سعادت،قاہرہ،۱۳۲۷ھ۔

۴۷- بیہقی شافعی ، احمد بن حسین (۴۵۸ھ):الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد، چ۱، دارالآفاق الجدیدۃ، بیروت،۱۴۰۱ھ۔

۴۸- ابن ماکولا شافعی،ابونصر علی بن ہبۃ اللہ (۴۵۷ھ): الاکمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف فی الاسماوالکنی والانساب، چ۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت،۱۴۱۱ھ۔

۴۹- سمعانی تمیمی شافعی ، ابوسعد عبدالکریم بن محمد بن منصور (۵۶۲ھ): الانساب ، چ ۱، دارالکتب العلمیہ ، بیروت،۱۴۰۸ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۵۰- سنھوتی نقش بندی شافعی، شیخ یاسین بن ابراہیم (۳۴۴ھ): الانوار القدسیۃ فی مناقب السادۃ النقشبندیۃ، چ۱، مطبعۃ السعادۃ، قاھرہ۔

۵۱- فکری حسینی قاھری شافعی، علی بن محمد (۱۳۷۲ھ): احسن القصص، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۳۹۵ھ۔

۵۲- جزری شافعی، ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد (۸۳۳ھ): اسنی المطالب فی مناقب سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، مکتبۃ الامام امیر المومنین، اصفہان۔

۵۳- ھادی حمو شافعی: اضواء علی الشیعہ، چ۱، دارالترکی، تونس، ۱۹۸۹ء۔

۵۴- ابن کثیر دمشقی شافعی، ابوالفداء (۷۷۴ھ): البدایہ والنھایہ، چ۵، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۵۵- غماری شافعی، عبدالعزیز: بیان نکت الناکث المعتدی، چ۳، نشر دارالامام النووی، اردن۔

۵۶- ابونعیم اصفہانی شافعی، احمد بن عبداللہ (۴۳۰ھ): تاریخ اصفہان (ذکر اخبار اصبہان) چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔

۵۷- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): تاریخ الاسلام و وفیات المشاہیر والاعلام، چ۱، دارالکتاب العربی، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔

۵۸- طبری شافعی، ابوجعفر محمد بن جریر (۳۱۰ھ): تاریخ الامم والملوک، چ۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۵۹- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): تاریخ الخلفاء، چ۱، موسسۃ عزالدین، بیروت، ۱۴۱۲ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۶۰- دیار بکری شافعی، حسین بن محمد بن حسن (۹۶۶ھ): تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس، دارصادر، بیروت۔

۶۱- خطیب بغدادی شافعی، احمد بن علی (۴۶۳ھ): تاریخ بغداد، چ ا، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۶۲- خواندامیر حسینی شافعی، غیاث الدین بن ھمام الدین (۹۴۲ھ): تاریخ حبیب السیر فی اخبارافرادبشر، چ ۲، انتشارات کتاب فروشی خیام، تہران ۱۳۵۳ش (ایرانی سال)۔

۶۳- ابن عساکر شافعی، ابو القاسم علی بن حسین بن ھبۃ اللہ (۵۷۱ھ): تاریخ دمشق الکبیر، چ ا، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔

۶۴- میرخواند شافعی، میرمحمد بن سید برہان الدین خواندشاہ (۹۰۳ھ): تاریخ روضۃ الصفا، انتشارات کتاب فروشی مرکزی، تہران، ۱۳۳۹ش (ایرانی سال)۔

۶۵- سلیمان صائغ شافعی: تاریخ الموصل، مطبعۃ السلفیۃ، مصر ۱۳۴۲ھ۔

۶۶- ابن اثیر جزری شافعی، مجدالدین مبارک بن محمد (۶۰۶ھ): تتمۃ جامع الاصول فی احادیث الرسول، چ ا، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۲ھ۔

۶۷- ابن وردی حلبی شافعی، زین الدین (۷۴۹ھ): تتمۃ المختصر فی اخبارالبشر، چ ا، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۸۹ھ۔

۶۸- مزی شافعی، یوسف بن عبدالرحمٰن (۷۴۲ھ): تحف الاشراف بمعرفۃ الاطراف مع النکت الظراف علی الاطراف ابن حجر عسقلانی، چ ۲، المکتب الاسلامی والدارالقیمۃ، بیروت، ۱۴۰۳ھ

۶۹- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی، تحقیق: عبدالوہاب عبدالمطلب، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۷۰- رافعی قزوینی شافعی، عبدالکریم بن محمد (۶۲۳ھ): التدوین فی اخبار قزوین، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۷۱- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): تذہیب تھذیب الکمال فی اسما الرجال، چ۱، نشر الفاروق الحدیثہ، قاہرہ، ۱۴۲۵ھ۔

۷۲- خلیفہ نیشاپوری شافعی، محمد بن حسین (آٹھوی صدی ہجری): ترجمہ وتلخیص تاریخ نیشاپور، چ۱، نشر آگہ، تہران، ۱۳۷۵ش (ایرانی سال)۔

۷۳- آفندی شافعی، قاضی بہجت (۱۳۵۰ھ): تشریح ومحاکمہ درتاریخ آل محمد، مترجم میرزا مہدی ادیب، چ۲، مرکز چاپ ونشر بنیاد بعثت، ۱۳۷۶ش (ایرانی سال)۔

۷۴- ابن حجر عسقلانی شافعی، احمد بن علی (۸۵۲ھ): تقریب التھذیب، چ۲، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۹۵ھ۔

۷۵- خلیفہ نیشاپوری شافعی، محمد بن حسین (آٹھوی صدی ہجری): تلخیص وترجمہ تاریخ نیشاپور حاکم نیشاپوری، کتابخانہ ابن سینا، تہران۔

۷۶- مسعودی شافعی، ابوالحسن علی بن حسین (۳۴۵ھ): التنبیہ والاشراف، چ۱، موسسۃ نشر المنابع الثقافۃ الاسلامی، قم۔

۷۷- کنانی شافعی، ابوالحسن علی بن محمد بن عراق (۹۶۳ھ): تنزیہ الشریعۃ المرفوعۃ عن الاخبار الشنیعۃ الموضوعۃ، چ۲، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۲ھ۔

۷۸- ابن حجر عسقلانی شافعی، احمد بن علی (۸۵۲ھ): تھذیب التھذیب، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔

۷۹- مزی شافعی، یوسف بن عبدالرحمٰن (۷۴۲ھ): تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، چ۱، دارالفکر، بیروت۔

Presented by Ziaraat.Com

۸۰- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): الجامع الصغیر من حدیث البشیر النذیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۸۱- نبھانی شافعی، یوسف بن اسماعیل (۱۳۵۰ھ): جامع کرامات الاولیا، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔

۸۲- ابن ابی حاتم راوی شافعی، ابومحمد عبدالرحمٰن (۳۲۷ھ): الجرح والتعدیل، چ۱، دارالفکر، بیروت۔

۸۳- سمہودی شافعی، علی بن عبداللہ الحسنی (۹۱۱ھ): جواھر العقدین فی فضل الشرفین، وزارۃ الاوقاف والشوؤن الدینیہ، بغداد، ۱۴۰۷ھ۔

۸۴- فارسی شافعی، ابوالحسن عبدالغافرین اسماعیل (۵۲۹ھ): الحلقۃ الاولی من تاریخ نیساپور المنتخب من السیاق، انتخاب: ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن الازھر الصیر یفینی (۶۴۱ھ) چ۱، نشر جامعہ مدرسین، قم، ۱۴۰۳ھ۔

۸۵- ابونعیم اصفہانی شافعی، احمد بن عبداللہ (۴۳۰ھ): حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۶ھ۔

۸۶- دمیری شافعی، محمد بن موسی (۸۰۸ھ): حیاۃ الحیوان الکبری، چ۱، انتشارات ناصر خسرو، تہران۔

۸۷- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، چ۱، دارالفکر، بیروت ۱۴۱۴ھ۔

۸۸- ابن حجر عسقلانی شافعی، احمد بن علی (۸۵۲ھ): الدرر الکامنۃ فی اعیان الماء الثامنۃ، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

۸۹- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): دول الاسلام، چ 1، دارصادر، بیروت ۱۹۹۹ء۔

Presented by Ziaraat.Com

۹۰---: دیوان الضعفاء والمتروکین، چ۱، دار القلم، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۹۱- ابن نجار بغدادی شافعی، ابوعبداللہ محبّ الدین محمد بن محمود بن حسن (۶۴۳ھ): ذیل تاریخ بغداد، چ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۹۲- قشیری شافعی، ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوزان (۴۶۵ھ): الرسالۃ القشیریہ فی التصوف تحقیق وتعلیق: محمود بن شریف ودکتر عبدالحلیم محمود، طبع حسان، قاہرہ۔

۹۳- سویدی بغدادی شافعی، ابوالفور محمد امین (۱۲۴۶ھ): سبائک الذھب فی معرفۃ قبائل العرب، المکتبۃ العلمیہ۔

۹۴- دارقطنی بغدادی شافعی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد (۳۸۵ھ): سنن الدارقطنی، چ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔

۹۵- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): سیر اعلام النبلاء، چ۱۱، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۹۶- فخر رازی شافعی (۶۰۶ھ): الشجرۃ المبارکۃ فی انساب الطالبیہ، چ۱، نشر کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۹ھ۔

۹۷- ابن ابی الحدید معتزلی شافعی، عبدالحمید بن ھبۃ اللہ (۶۵۶ھ): شرح نہج البلاغہ، چ۲، دار احیاء المعرفہ، دمشق، ۱۳۸۵ھ۔

۹۸- بیہقی شافعی، احمد بن حسین (۴۵۸ھ): شعب الایمان، چ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔

۹۹- قلقشندی شافعی، ابوالعباس احمد بن علی بن احمد عبداللہ (۸۲۱ھ): صبح الأعشی فی صناع الانشاء، دار الکتب العلمکہ، بیروت۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۰- ابن حجر ہیثمی شافعی، ابوعباس احمد بن محمد بن محمد بن علی (۹۷۳ھ): الصواعق المحرقہ، چ۱، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۱۰۱- احمد امین مصری شافعی: ضحی الاسلام، چ۱، دارالکتب العربی، بیروت۔

۱۰۲- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): طبقات الحفاظ، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۱۰۳- ابن قاضی شہب شافعی، ابوبکر بن احمد بن محمد بن عمر بن محمد دمشقی (۸۵۱ھ): طبقات الشافعیہ، دارالندوۃ الجدیدۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۱۰۴-ابن کثیر دمشقی شافعی، اسماعیل بن عمر (۷۷۴ھ): طبقات الشافعیہ، چ۱، دارالمدار الاسلامی، بیروت۔

۱۰۵- ابن ھدایۃ اللہ حسینی شافعی، ابوبکر (۱۰۱۴ھ): طبقات الشافعیہ، چ۲، دارالآفاق الجدیدۃ، بیروت ۱۹۷۹ء۔

۱۰۶- اسنوی شافعی، جمال الدین عبدالرحیم (۷۷۲ھ): طبقات الشافعیہ، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۱۰۷- سبکی شافعی، تاج الدین ابونصر عبدالوھاب بن علی بن عبدالکافی (۷۷۱ھ): طبقات الشافعیۃ الکبری، احیاء الکتب العربیہ، بیروت۔

۱۰۸- ابن صلاح شافعی، تقی الدین ابوعمرو عثمان بن صلاح الدین بن عبدالرحمٰن الشھرزوری (۶۴۳ھ): طبقات الفقھاء الشافعیہ بترتیب و مستدرکات محی الدین ابوزکریا یحی بن شرف نووی شافعی (۶۷۶ھ) و تنقیح یوسف بن عبدالرحمٰن مزی شافعی (۷۴۲ھ) چ۱، دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت ۱۴۱۳ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۰۹- شعرانی شافعی، ابوالمواھب عبدالوھاب بن علی الانصاری (۹۷۳ھ): الطبقات الکبری المسماۃ بلواقح الانوار فی طبقات الاخبار، دارالفکر، بیروت۔

۱۱۰- ابوالشیخ شافعی، ابومحمد عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان (۳۶۸ھ): طبقات المحدثین باصفہان والواردین علیھا، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۱۱۱- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): العبر فی خبر من غبر، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۱۲- محمد بن عقیل شافعی (۳۵۰ھ): العتب الجمیل علی اھل الجرح والتعدیل، تحقیق وتعلیق: حسن بن علی سقاف شافعی،، چ۱، دارالامام النووی، اردن۔

۱۱۳- ابن حجر عسقلانی شافعی، احمد بن علی (۸۵۲ھ): فتح الباری بشرح صحیح البخاری، چ۱، دارالریان للتراث، قاھرہ، ۱۴۰۷ھ۔

۱۱۴- جوینی شافعی، شیخ الاسلام ابراہیم بن محمد (۷۲۲ھ): فرائد السمطین فی فضائل المرتضی والبتول والسبطین والآئمۃ من ذریتھم، چ۱، موسسۃ المحمودی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

۱۱۵- دیلمی شافعی، شیرویہ (۵۰۹ھ): فردوس الاخبار بماثور الخطاب، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۴۹۱ھ۔

۱۱۶- مناوی شافعی، عبدالرؤف بن علی (۱۰۳۱ھ): فیض القدیر بشرح الجامع الصغیر، چ۲، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۱ھ۔

۱۱۷- فیروزآبادی شافعی، مجدالدین محمد بن یعقوب (۸۱۷ھ): قاموس المحیط، دارالجبل، بیروت۔

۱۱۸- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، چ۱، دارالقبلۃ، موسسہ علوم القرآن، جدہ، ۱۴۱۳ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۱۹- ابن اثیر جزری شافعی، عزالدین ابوحسن عل بن کرم شیبانی (۶۳۰ھ): الکامل فی التاریخ ، چ۱، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۱۲۰- ابن عدی جرجانی شافعی، ابواحمد عبداللہ (۳۶۵ھ): الکامل فی ضعفا الرجال، چ۳، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۱۲۱- ابن حبان بستی شافعی، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد (۳۵۴ھ): کتاب الثقات، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۳۹۳ھ۔

۱۲۲- ابونعیم اصفہانی شافعی، احمد بن عبداللہ (۴۳۰ھ): کتاب الضعفاء، چ۱، دارالثقافہ، مغرب، ۱۴۰۵ھ۔

۱۲۳- دارقطنی بغدادی شافعی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد (۳۸۵ھ): کتاب الضعفاء والمتروکین، چ۲، المکتب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۰ھ۔

۱۲۴- نسائی شافعی، ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب (۳۸۵ھ): کتاب الضعفاء والمتروکین، چ۲، موسسۃ الکتب الثقافیہ، بیروت، ۱۴۱۲ھ۔

۱۲۵- ابن حبان بستی شافعی، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد (۳۵۴ھ): کتاب المجروحین، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۴۱۲ھ۔

۱۲۶- مقریزی شافعی، تقی الدین احمد بن علی (۸۴۵ھ): کتاب المقفی الکبیر، چ۱، دارالغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۴۱۱ھ۔

۱۲۷---: معرفۃ الرواۃ، چ۱، دارالمعرفہ، بیروت ۱۴۰۶ھ۔

۱۲۸- ابن حبان بستی شافعی، ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد (۳۵۴ھ): کتاب مشاہیر علماء الامصار، چ۱، النشریات الاسلامیہ، قاھرہ، ۱۳۷۹ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۲۹- عجلونی جراحی شافعی، شیخ اسماعیل بن محمد (۱۶۲ھ): کشف الخفا ومزیل الالباس عما اشتھر من الاحادیث علی السنۃ الناس، چ۶، موسسۃ الرسالہ، بیروت، ۱۴۱۶ھ۔

۱۳۰- گنجی شافعی، محمد بن یوسف (۶۵۸ھ): کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب، چ۳، داراحیاء التراث اھل البیت، تہران، ۱۴۰۴ھ۔

۱۳۱- خطیب بغدادی شافعی، احمد بن علی (۴۶۳ھ): الکفایہ فی علم الدرایہ، چ۲، دارالکتب الحدیثہ، قاھرہ۔

۱۳۲- مناوی شافعی، عبدالرؤوف بن علی (۱۰۳۱ھ): الکواکب الدریہ فی تراجم السادۃ الصوفیہ، چ۱، قاھرہ۔

۱۳۳- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): اللآلی المصنوعہ فی الاحادیث الموضوعہ، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۱۳۴- ابن اثیر جزری شافعی، عزالدین ابوحسن عل بن کرم شیبانی (۶۳۰ھ): اللباب فی تھذیب الانساب، چ۳، دارصادر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔

۱۳۵- سیوطی شافعی، جلال الدین (۹۱۱ھ): لب اللباب فی تحریر الانساب، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱ھ۔

۱۳۶---: المعین فی طبقات المحدثین، چ۱، دارالصحوۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۱۳۷- ابن حجر عسقلانی شافعی، احمد بن علی (۸۵۲ھ): لسان المیزان، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۷ھ۔

۱۳۸- قلقشندی شافعی، ابوالعباس احمد بن علی بن احمد عبداللہ (۸۲۱ھ): مآثر الانافہ فی معالم الافہ، چ۱، عالم الکتب، بیروت ۱۴۲۷ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۳۹- صعیدی شافعی، عبدالمتعال (۱۳۷۷ھ): المجد دون فی الاسلام، مکتب الآداب، قاھرہ، ۱۴۱۶ھ۔

۱۴۰- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): المجر دفی اسماء رجال سنن ابن ماجہ، چ۱، دارالرایہ، ریاض، ۱۴۰۹ھ۔

۱۴۱- ابوالفداء دمشقی شافعی، عمادالدین اسماعیل بن ایوب (۷۳۲ھ): المختصر فی اخبار البشر، چ۱، دارالمعرفہ، بیروت۔

۱۴۲- یافعی یمنی شافعی، ابومحمد عبداللہ بن سعد (۷۶۸ھ): مرآۃ الجنان وعبر الیقظان فی معرفۃ مایعتبر من حوادث الزمان، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۷ھ۔

۱۴۳- مسعودی شافعی، ابوالحسن علی بن حسین (۳۴۵ھ): مروج الذھب و معادن الجوھر، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۴۴- حاکم نیشاپوری شافعی، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ (۴۰۵ھ): المستدرک علی الصحیحین، چ۱، مکتب العصریہ، بیروت، ۱۴۲۰ھ۔

۱۴۵---: المغنی فی الضعفاء، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ۔

۱۴۶- قضاعی شافعی، محمد بن سلامہ (۴۵۴ھ): مسند الشہاب، چ۲، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۱۴۷- بوصیری قاھری شافعی، ابوالعباس شھاب الدین احمد بن ابی بکر (۸۴۰ھ): مصباح الزجاجہ فی زوائد ابن ماجہ، تحقیق: عوض بن احمد شھری، چ۱، جامعۃ الاسلامیہ، مدینہ منورہ، ۱۴۲۵ھ۔

۱۴۸- محمد بن طلحہ شافعی (۶۵۲ھ): مطالب السوؤل فی مناقب آل الرسول، چ۱، موسسۃ البلاغ، بیروت، ۱۴۱۹ھ۔

۱۴۹- امین ورد شافعی، باقر: معجم العلما العرب، چ۱، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۶ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۵۰- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): المعجم الکبیر (معجم شیوخ الذھبی) چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۰ھ۔

۱۵۱---: المعجم المختص (معجم محدثی الذھبی) چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۳ھ۔

۱۵۲---: المقتنی فی سرد الکنی، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ۔

۱۵۳- ھاشمی شافعی، سید محمد طاھر (۱۴۱۲ھ): مناقب اھل بیت از دیدگاہ اھل سنت، چ۱، اسلامی تحقیقات فانڈیشن، آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۳۷۸ھ۔

۱۵۴- خطیب بغدادی شافعی، احمد بن علی (۴۶۳ھ): موضح اوھام الجمع والتفریق، چ۱، دارالمعرفہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۱۵۵- ذھبی شافعی، شمس الدین (۷۴۸ھ): میزان الاعتدال فی نقد الرجال، دارالفکر، بیروت۔

۱۵۶- دارقطنی بغدادی شافعی، ابوالحسن علی بن عمر بن احمد (۳۸۵ھ): المؤتلف والمختلف، چ۱، دارالغرب الاسلامی، بیروت، ۱۴۰۶ھ۔

۱۵۷- عروسی مصری شافعی، سید مصطفیٰ بن محمد (۱۲۹۳ھ): نتائج الافکار القدسیہ، جامعۃ الدرویشیہ، دمشق۔

۱۵۸- مکی حسینی موسوی شافعی، نورالدین سید عباس بن علی (۱۱۸۰ھ): نزھۃ الجلیس ومنیۃ الادیب الانیس، چ۱، مکتبۃ الحیدریہ، قم، ۱۴۱۷ھ۔

۱۵۹- صفوری شافعی، عبدالرحمٰن بن عبدالسلام بن عبدالرحمٰن (۸۹۴ھ): نزھۃ المجالس ومنتخب النفائس، چ۳، شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، قاھرہ، ۱۳۸۷ھ۔

۱۶۰- موصلی شافعی، عمر بن شجاع الدین محمد بن عبدالواحد (۶۶۰ھ): النعیم المقیم لعترۃ النبا العظیم، چ۱، دارالکتاب الاسلامی، قم، ۱۴۲۳ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۶۱- مقریزی شافعی، تقی الدین احمد بن علی (۸۴۵ھ): النقود الاسلامیہ المسمی بشذور العقود فی ذکر النقود، چ۱، رات الشریف الرضی، قم، ۱۴۰۷ھ۔

۱۶۲- شبلنجی شافعی، شیخ مومن بن حسن بن مومن (۱۲۹۸ھ): نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار، چ۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۸ھ۔

۱۶۳- قلقشندی شافعی، ابو العباس احمد بن علی بن احمد عبداللہ (۸۲۱ھ): نھایۃ الارب فی معرفۃ انساب العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۶۴- نویری شافعی، ابوالعباس شھاب الدین احمد بن عبدالوھاب (۷۳۲ھ): نھایۃ الارب فی فنون الادب، وزارۃ الثقافیہ، قاھرہ۔

۱۶۵- صفدی شافعی، صلاح الدین خلیل بن ایبک (۷۶۴ھ): الوافی بالوفیات، چ۱، النشرات الاسلامیہ، جرمنی، ۱۳۸۱ھ۔

۱۶۶- ابن خلکان شافعی، ابوعباس شمس الدین محمد بن ابی بکر (۶۸۱ھ): وفیات الاعیان وانباء الزمان، چ۱، دار صادر، بیروت، ۱۳۹۸ھ۔

۱۶۷- ابن حجر عسقلانی شافعی، احمد بن علی (۸۵۲ھ): ھدی الساری معروف بہ مقدمہ فتح الباری، چ۱، دار الریان للتراث، قاھرہ، ۱۴۰۷ھ۔

ظاہری

۱۶۸- مغلطای حنفی، علاء الدین (۷۶۲ھ): اکمال تھذیب الکمال فی اسماء الرجال، بہ ضمیمہ نظرات محمد بن طاہر مقدسی ظاہری، چ۱، الفاروق الحدیثہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ۔

۱۶۹- ابن حزم اندلسی، ظاہری، ابومحمد علی بن علی بن احمد بن سعید (۴۵۶ھ): جمھرۃ انساب العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت۔

Presented by Ziaraat.Com

مالکی

۱۷۰- قاسم علی مالکی ، سعد مالی: جمھرۃ تراجم فقھاء المالکیہ، چ۱، دارالبحوث للدارسات الاسلامیہ واحیاء التراث، دبئ ۱۴۲۳ھ۔

۱۷۱- ازھری مالکی، محمد بشیر ظافر: طبقات المالکیہ، چ۱، دارالآفاق العربیہ، قاھرہ، ۱۴۲۰ھ۔

۱۷۲- ابن خلدون مالکی ، عبدالرحمٰن (۸۰۸ھ): العبر و دیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاصرھم من ذوی السلطان الاکبر، معروف بہ تاریخ ابن خلدون، چ۲، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۱۷۳- ابن صباغ مالکی (۸۵۵ھ): الفصول المھمۃ فی معرفۃ احوال الآئمہ، چ۲، دارالاضواء بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۱۷۴- رشید عطار مالکی ، ابوالحسین رشید الدین یحی بن عبداللہ بن علی قرشی (۶۶۲ھ): مجرد اسماء الرواۃ عن مالک، چ۱، مکتبۃ الغربا الاثریہ، مدینہ منورہ، ۱۴۱۸ھ۔

دیگر افراد(۱)

۱۷۵- ترمانینی، عبدالسلام: احدث التاریخ الاسلامی بترتیب السنن، چ۱، دارطلاس، دمشق۔

۱۷۶- بشاری مقدسی ، ابوعبداللہ محمد بن احمد بن البناء (۳۸۰ھ): احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۱۷۷- جوزجانی ناصبی، ابواسحاق ابراہیم بن یعقوب (۲۵۹ھ): احوال الرجال، چ۱، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

---

(۱) دوسرا افراد سے وہ لوگ مراد ہیں کہ جو اہل سنت ہی ہیں لیکن ان کا فقہی مذہب معلوم نہیں ہے۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۷۸- فرمانی دمشقی، ابوعباس احمد بن یوسف بن احمد (۱۰۱۹ھ): اخبارالدول وآثارالاول، عالم الکتب، بیروت۔

۱۷۹- ابوحنیفہ دینوری، احمد بن داؤد (۲۸۳ھ): اخبارالطّوال، ترجمہ محمود مھدوی دامغانی، چ۴، نشرنی، تہران، ۱۳۷۱ش (ایرانی سال)۔

۱۸۰- ابویعلی قزوینی خلیل بن عبداللہ خلیلی (۴۵۶ھ): الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔

۱۸۱- صولی، ابوبکر محمد بن یحی (۳۳۵ھ): اشعاراولادالخلفاء واخبارھم من کتاب الاوراق۔ چ۳، دارالمسیر، بیروت، ۱۴۰۱ھ۔

۱۸۲- زرکلی دمشقی، خیرالدین (۱۳۹۶ھ): الاعلام، چ۹، دارالعلم للاملایین، بیروت، ۱۹۹۰ء۔

۱۸۳- ابوالفرج اصفہانی (۳۵۶ھ): الاغانی، دارالفکر، بیروت۔

۱۸۴- صفاءالضوی واحمدالعدوی: اھداءالدیباجہ بشرح سنن ابن ماجہ، چ۱، دارالیقین، بحرین ۱۴۲۲ھ۔

۱۸۵- یعقوبی، ابن ابی واضح (۱۸۴ھ): البلدان، چ۱، تحقیق: محمد امین ضناوی، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۲ھ۔

۱۸۶- ابوزرعہ دمشقی، عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان نصری (۲۸۱ھ): تاریخ ابی زرعہ الدمشقی بروایۃ ابوالمیمون بن راشد، چ۱، مطبوعات مجمع اللغۃ، دمشق، ۱۴۰۰ھ۔

۱۸۷- ابن شاھین، ابوحفص عمر بن احمد بن عثمان (۳۸۵ھ): تاریخ اسماء الثقات، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۸۸- عجلی ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح (۲۶۱ھ): تاریخ الثقات، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۱۸۹- جرجی زیدان، ترجمہ علی جواھرکلام: تاریخ تمدن اسلام، چ۷، امیرکبیر، تہران، ۱۳۷۲ش (ایرانی سال)۔

۱۹۰- ابن العظیمی، محمد بن علی تنوخی حلبی: تاریخ حلب۔

۱۹۱- خلیفہ بن خیاط، ابوعمر ولیثی عصفری (۲۴۰ھ): تاریخ خلیفہ بن خیاط، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔

۱۹۲- ابن عبری (۶۸۵ھ): تاریخ مختصر الدول، چ۱، موسسۃ نشر المنابع الثقافیۃ الاسلامیہ، قم۔

۱۹۳- یحی بن معین، ابوزکریا مری غطفانی بغدادی (۲۳۳ھ): تاریخ یحی ابن معین بروایۃ ابوالفضل عباس بن محمد بن حاتم الدوری البغدادی (۲۷۱ھ): دارالقلم، بیروت۔

۱۹۴- یعقوبی، ابن ابی صلاح (۲۸۴ھ): تاریخ یعقوبی، دارصادر بیروت۔

۱۹۵- مسکویہ، ابوعلی احمد بن محمد بن یعقوب (۴۲۱ھ): تجارب الامم وتعاقب الھمم، چ۱، دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۲۴ھ۔

۱۹۶- ابن بطوطہ مراکشی، محمد بن بطوطہ (۷۷۹ھ): تحف النظار فی غرائب الامصار معروف بہ رحلہ ابن بطوطہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

۱۹۷- معروف عواد، بشار، تحقیق وتعلیق سنن ابن ماجہ، تحقیق وتعلیق بشار معروف عواد، چ۱، دار الجبل، بیروت ۱۴۸۱ھ۔

۱۹۸- حفصی عدوی، محمد بن یوسف بن عیسی بن اطیفش (۱۳۳۲ھ): جامع الشمل فی حدیث خاتم الرسل، دارالکتب العلمیہ، بیروت۔

Presented by Ziaraat.Com

۱۹۹- عطاءاللہ شیرازی، روضۃ الاحباب، نسخہ خطی کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم۔
۲۰۰- ابن ماجہ قزوینی، ابوعبداللہ محمد بن یزید (۲۷۵ھ): سنن ابن ماجہ، دارالفکر، بیروت۔
۲۰۱- شیبی، کامل مصطفیٰ: الصلۃ بین التصوف والتشیع، چ۳، دارالاندلس، بیروت، ۱۹۸۲ء۔
۲۰۲- مسلم بن حجاج نیشاپوری، ابوالحسین (۲۶۱ھ): الطبقات، چ۱، دارالھجرۃ، ریاض، ۱۴۱۱ھ
۲۰۳- ابن عنبہ، جمال الدین احمد بن علی حسینی (۸۲۸ھ): عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب، چ۱، موسسہ انصاریان، قم، ۱۴۱۷ھ۔
۲۰۴- ابن طقطقی، محمد بن علی بن طباطبا (۷۰۹ھ): الفخریہ فی الآداب السلطانیہ والدول الاسلامیہ، چ۱، دارالقلم العربی، حلب، ۱۴۱۸ھ۔
۲۰۵- تنوخی، قاضی ابوعلی: الفرج بعد الشدۃ، چ۱، دارصادر، بیروت، ۱۳۹۸ھ۔
۲۰۶- ابن ندیم ابوالفرج محمد بن اسحاق (چوتھی صدی ہجری): الفہرست، دارالمعرفہ، بیروت
۲۰۷- مؤلفین کا ایک گروہ: الفہرست الشامل للتراث العربی الاسلامی المخطوط (الحدیث النبوی الشریف وعلومہ ورجالہ) تحقیق ونشر: موسسۃ آل البیت للفکر الاسلامی، عمان، اردن، ۱۴۲۶ھ۔
۲۰۸- ھروی موصلی، ابوالحسن علی بن ابوبکر (۶۱۱ھ): کتاب الاشارات الی معرفۃ الزیارات، معھد الفرنسی، دمشق، ۱۹۵۳ء۔
۲۰۹- بخاری، محمد بن اسماعیل (۲۵۶ھ): کتاب الضعفاء الصغیر، چ۱، عالم الکتب، بیروت، ۱۴۰۴ھ۔
۲۱۰- خلیفہ بن خیاط، ابوعمرو لیثی عصفری (۲۴۰ھ): کتاب الطبقات، چ۲، دارالطیبہ، ریاض، ۱۴۰۲ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۱۱- مھلبی، حسن بن احمد (۳۸۰ھ): کتاب العزیزی یا المسالک والممالک، تصحیح وتعلیق: تیسیر خلف، چ 1، نشر التکوین، دمشق، ۲۰۰۶ء۔

۲۱۲- جھشیاری، ابوعبداللہ محمد بن عبدوس (۳۳۱ھ): کتاب الوزراء والکتاب، دارالفکر الحدیث، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۲۱۳- ابوالوفاء حلبی طرابلسی، ابراہیم بن محمد بن سبط ابن عجمی (۸۴۱ھ): الکشف الحیث، چ۱، عالم الکتب ومکتبۃ النھضۃ العربیۃ، بیروت، ۱۴۰۷ھ۔

۲۴۱- متقی ہندی، علا الدین علی متقی بن حسام (۹۷۵ھ): کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال، چ۵، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۰۵ھ۔

۲۱۵- ابن منظور افریقی، محمد بن مکرم (۷۱۱ھ): مختصر تاریخ دمشق، چ۱، دارالفکر، بیروت، ۱۴۰۹ھ۔

۲۱۶- یاقوت حموی، ابوعبداللہ شہاب الدین یاقوت بن عبداللہ رومی بغدادی (۶۲۶ھ): معجم البلدان، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۹ھ۔

۲۱۷- ونسینک، آرنٹ یان: المعجم المفھرس لالفاظ الحدیث النبوی، ۱۹۳۶ء۔

۲۱۸- کحالہ، عمر رضا: معجم المولفین، داراحیاء التراث العربی، بیروت۔

۲۱۹- عجلی، ابوالحسن احمد بن عبداللہ بن صالح (۲۶۱ھ): معرفۃ الثقات، چ۱، مکتبۃ الدار، مدینہ منورہ، ۱۴۰۵ھ۔

۲۲۰- یحی بن معین، ابوزکریا مری غطفانی بغدادی (۲۳۳ھ): معرفۃ الرجال، چ۱، مطبوعات مجمع اللغۃ العربیۃ، دمشق، ۱۴۰۵ھ۔

۲۲۱- فسوی، یعقوب بن سفیان (۲۷۷ھ): المعرفۃ والتاریخ، چ۲، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۰۱ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۲۲- ونسینک، آرنٹ یان: مفتاح کنوز السن، دارالباز، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۳ھ۔
۲۲۳- ابوالفرج اصفہانی (۳۵۶ھ): مقاتل الطالبین، چ۲، رات الرضی، قم، ۱۴۰۵ھ۔
۲۲۴- حمادی مشہدانی، محمد جاسم: موارد البلاذری عن الاسرۃ الامویۃ فی انساب الاشراف، مکتبۃ الطالب الجامعی، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۷ھ۔
۲۲۵- زغلول، ابوھاجر محمد سعید بن بسیونی: موسوعۃ اطراف الحدیث النبوی الشریف، دارالفکر، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔
۲۲۶- آبی، ابوسعد منصور بن حسین (۴۲۱ھ): نثر الدرر، ھیئۃ المصریۃ العامۃ للکتاب، مصر۔
۲۲۷- علی سامی نشار: نشاۃ الفکر الفلسفی فی الاسلام، چ۴، دارالمعارف، اسکندریہ، ۱۹۶۹ء۔
۲۲۸- حضرمی، ابن کثیر: وسیلۃ المآل، نسخہ خطی، کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرشی نجفی، قم۔

ب﴿ امامیہ

۲۲۹- قاضی نوراللہ شوشتری، شہید ثالث حسینی شوشتری (۱۰۱۹ھ): احقاق الحق وازھاق الباطل، چ۱، مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم۔
۲۳۰- شیخ طوسی، ابوجعفر محمد بن حسن بن علی (۴۶۰ھ): اختیار معرفۃ الرجال، تحقیق: حسن مصطفوی، دانشگاہ مشہد، ۱۳۴۸ش ایرانی سال۔
۲۳۱- شیخ مفید، ابوعبداللہ محمد بن نعمان (۴۱۳ھ): الارشاد فی معرفۃ حجج اللہ علی العباد، چ۱، موسسۃ آل البیت، لاحیاء التراث، قم، ۱۴۱۳ھ۔
۲۳۲- گروہ مولفین: اعلام الھدایہ، چ۱، المجمع العالمی لاھل البیت، قم، ۱۴۲۲ھ۔
۲۳۳- امین العاملی، سید محسن بن عبد الکریم (۱۳۷۱ھ): اعیان الشیعہ، دارالتعارف، بیروت۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۳۴- شیخ صدوق، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ): الامالی، چ۵، موسسۃ اعلمی، بیروت، ۱۴۱۰ھ۔

۲۳۵- شیخ طوسی، ابوجعفر محمد بن حسن بن علی (۴۶۰ھ): الامالی، چ۱، دارالثقافہ، قم، ۱۴۱۴ھ۔

۲۳۶- فضل اللہ، سید محمد جواد: الامام الرضا تاریخ ودراسۃ، چ۱، موسسۃ دارالکتاب الاسلامی، قم، ۱۴۲۸ھ۔

۲۳۷- طباطبائی، سید عبدالعزیز (۱۴۱۶ھ): اھل البیت فی المکتب العربی، تحقیق ونشر: موسسۃ آل البیت لاحیاالتراث، چ۱، قم، ۱۴۱۷ھ۔

۲۳۸- علامہ مجلسی، محمد باقر (۱۱۱۱ھ): بحارالانوار الجامع لدرر اخبار الآئمۃ الاطھار، چ۲، موسسۃ الوفا، بیروت، ۱۴۰۳ھ۔

۲۳۹- مظفر، محمد حسین: تاریخ الشیعہ، چ۲، دارالزھرا، بیروت، ۱۴۰۸ھ۔

۲۴۰- شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ): تتمۃ المنتھی درتاریخ خلفاء، چ۱، انتشارات دلیل ما، قم، ۱۳۸۲ش (ایرانی سال)۔

۲۴۱- مامقانی، شیخ عبداللہ (۱۳۵۹ھ): تنقیح المقال فی علم الرجال، چ۱، مطبعۃ المرتضویہ، نجف اشرف۔

۲۴۲- شریف قرشی، محمد باقر: حیاۃ الامام علی بن موسی الرضا، چ۱، دارالبلاغہ، بیروت، ۱۴۱۳ھ۔

۲۴۳---: حیاۃ الامام موسی بن جعفر، چ۱،، دارالبلاغہ، بیروت، ۱۴۱۳ھ۔

۲۴۴- مرتضی عاملی، سید جعفر: الحیاۃ السیاسیۃ للامام الرضا، چ۳، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۱۶ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۴۶- علامہ حلی، ابومنصور حسن بن یوسف بن مطہر اسدی (۷۲۶ھ): خلاصۃ الاقوال فی معرفۃ الرجال، تحقیق: شیخ جواد قیومی، چ۱، موسسۃ النشر الاسلامی، قم، ۱۴۱۷ھ۔

۲۴۶- شیخ طوسی، ابوجعفر محمد بن حسن بن علی (۴۶۰ھ): رجال الطّوسی، تحقیق وتعلیق: سید محمد صادق آل بحرالعلوم، چ۱، مطبعۃ الحیدریہ، نجف اشرف، ۱۳۸۱ھ۔

۲۴۷- نجاشی، ابوعباس احمد بن علی بن احمد بن عباس اسدی کوفی (۴۵۰ھ): رجال النجاشی، تحقیق: سید موسی شبیری زنجانی، چ۶، انتشارات جامعہ مدرسین، قم، ۱۴۱۸ھ۔

۲۴۸- خوانساری، میرزا محمد باقر موسوی (۱۳۱۳ھ): روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات، موسسہ اسماعیلیان، قم، ۱۴۹۰ھ۔

۲۴۹- آفندی اصفہانی، میرزا عبداللہ (۱۱۳۰ھ): ریاض العلما و حیاض الفضلاء، کتابخانہ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم، ۱۴۰۱ھ۔

۲۵۰- شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ): سفینۃ البحار ومدینۃ الحکم والآثار، چ۱، اسلامی تحقیقات فاؤنڈیشن، آستان قدس رضوی، مشہد، ۱۴۱۶ھ۔

۲۵۱- معروف، سید ہاشم: عقیدۃ الشیعہ الامامیہ، دارالکتاب اللبنانی، بیروت، ۱۳۷۶ھ۔

۲۵۲- شیخ صدوق، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ): علل الشرائع، چ۱، مکتبۃ الحیدریہ، نجف اشرف، ۱۳۸۵ھ۔

۲۵۳- عیون اخبار الرضا، چ۲، ناشر، رضا مشہدی، قم ۱۳۶۳ش (ایرانی سال)۔

۲۵۴- ابن داد حلی، تقی الدین حسن بن علی (۷۰۷ھ): کتاب الرجال، چ۲، انتشارات دانشگاہ، تہران، ۱۳۸۳ھ۔

۲۵۵- شیخ صدوق، ابوجعفر محمد بن علی بن حسین بن بابویہ قمی (۳۸۱ھ): کمال الدین وتمام النعمۃ، چ۱، مکتبۃ الصدوق، تہران، ۱۳۱۹ھ۔

Presented by Ziaraat.Com

۲۵۶- مطہری، مرتضی: مجموعہ آثار، چ۱، انتشارات صدرا، تہران، ۱۴۲۰ھ۔

۲۵۷- نمازی شاہرودی، شیخ محمد علی (۱۴۰۵ھ): مستدرکات علم رجال الحدیث، چ۱، اصفہان، ۱۴۱۲ھ۔

۲۵۸---: مستدرک سفینۃ البحار، چ۱، انتشارات جامعہ مدرسین، قم، ۱۴۱۸ھ۔

۲۵۹- خوئی، سید ابوالقاسم (۱۴۱۳ھ): معجم رجال الحدیث وتفصیل طبقات الرواۃ، چ۳، رات مدین العلم، قم، ۱۴۰۳ھ۔

۲۶۰- مرعشی نجفی، سید شہاب الدین (۱۴۱۱ھ): ملحقات احقاق الحق، چ۲، مکتبۃ آیت اللہ العظمی مرعشی نجفی، قم، ۱۴۲۳ھ۔

۲۶۱- ابن شہر آشوب، ابوجعفر رشید الدین محمد بن علی (۵۸۸ھ): مناقب آل ابی طالب، انتشارات علامہ، قم۔

۲۶۲- شیخ عباس قمی (۱۳۵۹ھ): منتہی الآمال فی تواریخ النبی والآل، چ۹، انتشارات ہجرت، قم، ۱۳۷۵ش (ایرانی سال)۔

۲۶۳---: منتہی الآمال فی تواریخ النبی والآل، تحقیق: ناصر باقری بیدہندی، چ۱، انتشارات دلیل ما، قم، ۱۳۷۹ش (ایرانی سال)۔

۲۶۴- یوسف غروی، محمد ہادی: موسوع التاریخ الاسلامی، چ۱، مجمع الفکر الاسلامی، قم ۱۴۳۰ھ۔

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

Presented by Ziaraat.Com